سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۳۲

یعنی

ابسن کے ڈرامہ THE MASTER BUILDER کا ترجمہ

از

جناب عزیز احمد صاحب

اُستاد شعبۂ انگریزی جامعۂ عثمانیہ

شایع کردہ

انجمن ترقی اُردو (ہند) دہلی

سنہ ۱۹۴۰ء

اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری

مرتبہ

انجمن ترقی اُردو (ہند)

جس قدر انگلش اُردو ڈکشنریاں اب تک شایع ہوئی ہیں ان میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل یہ ڈکشنری ہے۔ اس میں تخمیناً دو لاکھ انگریزی الفاظ اور محاورات کی تشریح کی گئی ہے چند خصوصیات ملاحظہ ہوں (۱) یہ بالکل جدید ترین لغت ہے۔ انگریزی زبان میں اب تک جو تازہ ترین اضافے ہوئے ہیں وہ تقریباً تمام کے تمام اس میں آ گئے ہیں۔ (۲) اس کی سب سے بڑی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ادبی، ثقافی اور بول چال کے الفاظ کے علاوہ اُن الفاظ کے معنی بھی شامل ہیں جن کا تعلق علوم و فنون کی اصطلاحات سے ہے۔ اسی طرح ان قدیم اور متروک الفاظ کے معنی بھی درج کیے گئے ہیں جو ادبی تصانیف میں استعمال ہوتے ہیں (۳) ہر ایک لفظ کے مختلف معانی اور فروق الگ الگ لکھے گئے ہیں اور امتیاز کے لیے ہر ایک کے ساتھ نمبر شمار دے دیا گیا ہے (۴) ایسے الفاظ جن کے مختلف معنی ہیں اور ان کے نازک فرق کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا، ان کی وضاحت مثالیں دے دے کر کی گئی ہے (۵) اس امر کی بہت احتیاط کی گئی ہے کہ ہر انگریزی لفظ اور محاورے کے لیے ایسا اُردو مترادف لفظ اور محاورہ لکھا جائے جو انگریزی کا مفہوم صحیح طور سے ادا کر سکے اور اس غرض کے لیے تمام اُردو ادب، بول چال کی زبان اور پیشہ وروں کی اصطلاحات وغیرہ کی پوری چھان بین کی گئی ہے۔ یہ بات کسی دوسری ڈکشنری میں نہیں ملیگی۔ (۶) ان صورتوں میں جہاں موجودہ اُردو الفاظ کا ذخیرہ انگریزی کا مفہوم ادا کرنے سے قاصر ہے ایسے نئے مفرد یا مرکب الفاظ وضع کیے گئے ہیں جو اُردو زبان کی فطری ساخت کے بالکل مطابق ہیں۔ (۷) اس لغت کے لیے کاغذ خاص طور پر باریک اور مضبوط تیار کرایا گیا تھا جو بائبل پیپر کے نام سے موسوم ہے۔ طباعت کے لیے اُردو اور انگریزی ہر دو خوب صورت ٹائپ استعمال کیے گئے ہیں۔ جلد بہت پائیدار اور خوشنما بنوائی گئی ہے۔ ڈمائی سائز صفحات ۱۵۴۶ قیمت مجلد سولہ روپے۔

اسٹوڈنٹس انگلش اُردو ڈکشنری

یہ بڑی لغت کا اختصار ہے۔ لیکن باوجود اختصار کے بہت جامع ہے۔ صرف متروک اور غریب الفاظ یا بعض ایسی اصطلاحات جن کا تعلق خاص خاص فنون سے ہے اور ادب میں شاذ و نادر استعمال ہوتی ہیں، خارج کر دی گئی ہیں۔ حجم ۱۴۵۱ صفحے قیمت مجلد پانچ روپے۔

انجمن ترقی اُردو (ہند) دہلی

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۳۲
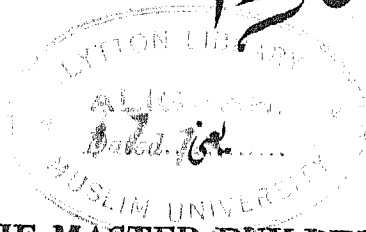
یعنی

ابسن کے ڈرامہ THE MASTER BUILDER کا ترجمہ

از

جناب عزیز احمد صاحب

اُستاد شعبۂ انگریزی جامعۂ عثمانیہ

شائع کردہ

انجمنِ ترقیٔ اُردو (ہند) دہلی

۱۹۴۰ء

خان صاحب عبداللطیف نے لطیفی پریس دہلی میں چھاپا

اور

مینیجر انجمن ترقیِ اردو (ہند) نے دہلی سے شائع کیا

دیباچہ

از پروفیسر فرانسس بُل
Professor Francis Bull
استاذِ ادبیات جامعۂ اُوسلو (ناروے)

"معمارِ اعظم"

"بِگ میسٹر سُول نِس" ("معمارِ اعظم") جو ۱۲ ردسمبر ۱۸۹۲ء کو شائع ہوا، پہلا ڈرامہ تھا جو اِبسن نے اپنے وطن ناروے واپس ہونے کے بعد لکھا۔ستائیس سال تک۔چھتیس برس کی عمر سے لے کر تریسٹھ برس کی عُمر تک۔ وہ اپنے وطن سے دور رہا اور اب جو وہ وطن واپس آیا تو ایّام جوانی کی یاد تازہ ہوگئی۔ ساتھ ہی ساتھ اُسے اِس کا بھی احساس تھا کہ اِس جلا وطنی کے زمانے میں وہ بُڈھا ہو چکا ہے۔ اپنی ادبی مصروفیتوں میں وہ اس قدر مصروف تھا کہ زندگی کی دوسری دلچسپیوں کی طرف وہ زیادہ متوجہ نہ ہوسکا۔ چنانچہ "معمارِ اعظم" ایک صنّاع کی خود پرستی کا ڈرامہ ہے جو زندگی کی راحت کو مار دیتی ہے۔ ایک ایسے شخص کا قصّہ ہے جو اب بوڑھا ہو چلا ہے اور جو جوانی کو خوف اور ستائش کی ملی جلی نظروں سے دیکھتا ہے۔

۱۸۶۵ء میں، یعنے جس سال ابسن نے وطن ترک کیا، اُس نے منظوم ڈرامہ

"برانڈ" تحریر کیا جس میں ایک ایسے شخص کی واردات ہے جس نے سب کچھ ایک خیال، ایک صدا کے لیے قربان کردیا اور شہادت کا تاج حاصل کیا۔ "معمارِ اعظم" ستائیس سال بعد ایک طرح سے "برانڈ" کا جواب ہے۔ یا زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ ہم اسے ایک طرح کا سوال کہیں:۔ جو راہِ عمل اختیار کی گئی وہ صحیح تھی یا اگر کسی شخص نے ایک خیال ایک صدا کے مطالبات پورے کرنے کے لیے اپنی زندگی قربان کردی تو غلطی کی؟۔ اِبسن کے چار آخری ڈرامے "معمارِ اعظم" سے لے کر "جب ہم مردے زندہ ہوں" تک، آرٹ اور زندگی، ایک صدا اور انسانی راحت، فرض اور خواہش کے درمیان زندگی بھر کے پیکار کے ذاتی اور ڈرامائی اعترافات ہیں۔ ان ڈراموں میں سے پہلے اور آخری ڈرامے میں ایک مدّہم سی آواز ڈرامہ نگار کی اُس بے چین خواہش کا پتہ دیتی ہے جو اُسے اپنی کھوئی ہوئی مسرت کے لیے ہے۔ مسرّت اس لیے کھو گئی کہ صدا نے فتح پائی اور صدا کے تحکّمانہ جملے نے "سب کچھ یا کچھ بھی نہیں"۔

جب "معمارِ اعظم" کا ہیرو اپنے آرٹ کا ذکر کرتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے مصنّف کے فن پر بھی اسی طرح چسپاں ہے جیسے معمار کی صنّاعی پر۔ ابسن نے بالکل قدرتی طور پر اپنی زندگی کے تجربے اور اپنے اعترافات معمارِ اعظم کی زبانی بیان کئے ہیں، کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ جو کچھ اُس نے لکھا اُس کا ڈرامائی اثر بڑی حد تک ہر ڈرامے کے تعمیری کمال میں پنہاں تھا۔ اس میں اُن ہوائی قلعوں کے بنانے کی طاقت تھی جن کی بنیاد تعمیری تخیّل، اسٹیج کے فن، اور فطرتِ انسانی کے ایسے عمیق مطالعے پر تھی جس کی نظیر ادبِ عالم میں شاذ و نادر ہی ملے گی!

اپنے گھر اور اپنے فن سے سول نس کا تعلق۔ شباب سے رُو بہ رُو ہوتے ہی ڈرامائی کیفیت اختیار کرلیتا ہے۔ شباب سے نئی پود مُراد ہے جس میں اس کے

رقیب اور جانشین شامل ہیں جن کی نمایندگی راگنار بروک کرتا ہے۔ یہی نئی پود ہلڈا کی شکل میں بھی اُس کے سامنے آتی ہے۔ وہ دلکش، روح افزا، اپنے بے لحاظ خلوص سے خوفزدہ کرنے والی، پرجوش لڑکی جس کی مستقل طلب یہ ہے کہ وہ (سولنس) اپنا پُرانا وعدہ پورا کرے اور ایسی زندگی بسر کرے۔ جو اُس کی اعلیٰ ترین اور بہترین صلاحیتوں ــــ اُس کے اپنے شباب کے ــــ شایانِ شان ہو۔

۱۹۱ء میں ناروے واپس ہوکر اور نئی پود سے مِل کے ابسن بہت متاثر ہُوا۔ عالمِ خیال میں وہ ہلڈا سے پہلے ہی مل چکا تھا۔ پیشتر کے ایک ڈرامے "خاتون بحر" میں وہ ایک نیم بالغ لڑکی کی شکل میں نمودار ہوچکی تھی۔ اب وہ اُس کو اچھی طرح جاننے لگا تھا اور "معمارِ اعظم" میں وہ بے پروائی سے کھینچی ہوئی غیر اہم تصویر کی طرح نظر نہیں آتی بلکہ وہ ڈراما کے عمل پر حاوی ہونے والی طاقت ہے۔ یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ ڈراما کا ہر ایکٹ اُسی کی تقریر پر ختم ہوتا ہے۔ اور جس منظر میں وہ مطالبہ کرتی ہے کہ "میری سلطنت لاؤ ابھی میرے حوالے کرو" وہ ڈرامہ کے اہم ترین مناظر سے ہے۔ ہلڈا کا پسندیدہ لفظ "سنسنی خیز" ہے؛ اِس لفظ کا خود اُس پر اطلاق ہوسکتا ہے کیونکہ اِس کی فطرت جو مجموعہ اضداد ہے ہر منظر میں ہمیں پیہم حیران کرتی ہے۔ اور ہمیں مستقل طور پر حیرانی و دلچسپی میں مبتلا رکھتی ہے۔ اہل ناروے اُسے نوجوان نارویستانی لڑکی کی ایک زندہ مثال سمجھتے ہیں۔ ہلڈا کے کردار کی تشکیل سے پہلے ابسن نے اپنے وطن ناروے کی نوجوان لڑکیوں کی طبیعتوں کا اچھی طرح مطالعہ کرلیا تھا۔

سولنیس اور راگنار بروِک کے تعلقات میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے۔ وطن واپس ہونے کے چند ہی ماہ بعد ابسن کو محسوس ہونے لگا کہ نوجوان نارویستانی مصنفین اسے محض ایک عظیم الشان اور قابلِ تعظیم شہرۂ آفاق ہستی نہیں سمجھتے تھے۔

اُن میں سے بعض کا رویہ کُھلّم کُھلّا مخالفانہ تھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ اِبسن کا تعلق ماضی سے ہی اور اب واعظین معاشرت کے مسائل پر بحث کرنے والے، اور انیسویں صدی کے آٹھویں عشرے کے "حقیقت نگار" اور "فطرت نگار" برداشت کے قابل نہیں رہے ہے۔ نئے دور کو نئے قسم کی نفسیات نگاری کی ضرورت تھی جس کے ذریعے غیر محسوس دماغ کی گہرائیوں کو ناپا جائے۔ اور انسانی ہستی کے پُراسرار اور پوشیدہ عناصر کو ظاہر کیا جائے۔ اِبسن اِن مخالفین سے بالکل بے خبر بھی نہیں تھا بلکہ وہ خاموشی اور دلچسپی سے یہ سوچتا ہوگا کہ اپنے نوجوان ہم عصروں کے نظام العمل کو وہ خود ایک عرصہ پہلے "خاتونِ بحر" میں ایک حد تک پورا کر چکا ہی۔ "معمارِ اعظم" میں بھی اس نے یہی راستہ اختیار کیا، چنانچہ سول نس یہ محسوس کرتا ہی کہ اُس میں خطرناک شیطانی قوتیں پنہاں ہیں، جو کبھی کبھی اُس کی ہستی محسوس پر پوری طرح قابو پالیتی ہیں۔

ایک لحاظ سے پورا ڈرامہ شباب کے نام نامۂ محبت ہی۔ سول نس ہلڈا سے مسحور ہو جانا گوارا کر لیتا ہی اور راگنار بروِک سے اس کا سلوک رشک آمیز خوف پر مبنی ہی جس کی بنیاد اصل میں ستایش و تعریف پر ہی۔ لیکن ڈرامہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہی کہ ایسے آدمی کے لیے جو بوڑھا ہو چلا ہی پھر سے نوجوان بننے کی خواہش شوق فضول ہی۔ اکثر، ابسن کے ڈرامے یہ بتاتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے ماضی کے اثرات سے بچ نہیں سکتا۔ ماضی دوبارہ واپس آکے سزا و عقوبت کا طلبگار ہوتا ہی۔ لیکن "معمارِ اعظم" میں ایک انفرادی مثال اور ایک ڈرامائی نقش کے ذریعے اُس نے اس امر پر زور دیا ہی کہ اپنے ماضی کو دوبارہ حاصل کرنا بھی اتنا ہی ناممکن ہی۔ جب ایک کہن سال آدمی اپنی نوجوانی کے کارناموں کا جواب پیش کرنا چاہتا ہی تو وہ محض اپنی تباہی کا سامان خود تیار کرتا ہی۔ اس میں کوئی

شک نہیں کہ اس قسم کی کوشش میں ایک طرح کا حُسن اور عظمت ہے۔ جب سُول نِس چڑھتا ہے تو ہلڈا کو "ہوا میں بانسریوں کی آواز" سُنائی دیتی ہے لیکن بلندی پر چڑھ کے گرنا یقینی ہے کیونکہ اُس لڑکی نے اُسے جو کچھ کر گزرنے کی ترغیب دِلائی تھی وہ ابسن کے بڑے دوست اور رقیب بیورنس تیرن بیورن سن کے الفاظ میں "انسان کی طاقت سے بالاتر" تھا۔

"معمارِ اعظم" کا خود ابسن کے اپنے حالات زندگی اور ناروے کے معاشرتی اور اقتصادی حالات اور تقریباً ۱۸۹۰ء میں ادبی محاذ کی تبدیلی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ لیکن جہاں تک بنیادی اُمور، اس کے مقصد اور بنی نوعِ انسان کے متعلق اس کے تصوّر کا تعلق ہے یہ ڈراما وقت اور مقام کی قیود سے آزاد ہے، اور دُنیا کے دور دراز حصّے میں بھی جہاں انسان بستے ہیں یہ سب کی سمجھ میں آسکتا ہے۔

تمہید

انیسویں صدی کے بہت کم مصنّفین نے یورپ کے طرزِ خیال پر ہنرک ابسن کے برابر گہرا اثر ڈالا ہی۔ اس ڈراما نگار نے اپنے فن کو اہم معاشری سوالات کی تنقید کا ذریعہ بنایا تھا۔ اگرچہ کہ اب یورپ کی معاشرت اُن میں سے بہت سے سوالات کو حل کر چکی ہی اور جو خامیاں ابسن کے زمانے میں تھیں بڑی حد تک اُن کا علاج کر چکی ہی اور کر رہی ہی پھر بھی ابسن کی عظمت ہیں اس وجہ سے کمی نہیں کہ اُس نے اُن خامیوں اور خرابیوں پر نکتہ چینی کی جن کا کھلّم کھلاّ ذکر کرتے ہوئے لوگ ڈرتے تھے اور اب بھی ڈرتے ہیں۔

یہ دیکھ کر کہ عورتیں گڑیوں کی طرح گھروں میں رہنے کو حاصلِ زندگی سمجھنے لگتی ہیں اور مرد انھیں زندگی کے نشیب و فراز اور کشمکش کو سمجھنے کا موقع نہیں دیتے۔ اُس نے "ات ڈوکے یم" Et Dukkehjem (گڑیا کا گھر) تحریر کیا۔
یہ دیکھ کر کہ جنسی امراض موروثی بن جاتے ہیں، والدین کے گناہوں کا خمیازہ اولاد کو بھگتنا پڑتا ہی اُس نے "ین گانگرے" Gjenngangere (آسیب) لکھا
یہ دیکھ کر کہ عوام الناس اپنے محسنوں اور حقیقی بہی خواہوں کی ہمیشہ ناقدری کرتے ہیں اور ان کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اُس نے "این فال کے فیندا" En Folkefiende (دشمنِ خلق) تصنیف کیا۔ الغرض اُس نے یورپ

کی عام معاشری زندگی کے ناسور جو بظاہر ناقابلِ التفات معلوم ہوتے تھے مگر اندر ہی اندر زہر پھیلا رہے تھے، کرید کرید کے اور عملی جراحت کر کر کے سب کو دکھلائے معاشرت اور افراد کے خیالی معیاروں پر اُس نے طرح طرح سے نکتہ چینیاں کیں اور یورپ کے ادب میں ایک بالکل نیا، انوکھا نقطۂ نظر پیدا کیا۔ وہ اُن چند شخصوں میں ہے جنھوں نے انیسویں صدی کے تصنیف آخر میں حقیقت نگاری کو ادب کی جان بنا دیا۔ جہاں محض مصوّری کی ضرورت تھی اس نے مصوّری کی، جہاں تجزیے کی ضرورت تھی تجزیہ کیا، جہاں تنقید کی ضرورت تھی تنقید کی۔ وہ خود شاعر بھی تھا اور بڑے بلند پایے کا شاعر تھا، مگر حقیقت نگاری کی خاطر جہاں تک اپنی طبیعت کی "شعریت" کو دبا سکا، دبایا۔ یورپ کے ڈراما کا جدید دور صحیح معنوں میں اُسی کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ ڈراما کے اسلوب کو اُس نے بہت کچھ بدلا اور اس میں روح سی پھونک دی۔

حالاتِ زندگی

ہنرک ابسن ناروے کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ کنوٹ ہنرک ابسن (Knud Henrik Ibsen). قصبۂ شئین میں تاجر تھا۔ ہنرک ابسن ۲۰ رمارچ ۱۸۲۸ء کو پیدا ہوا اُس کی عمر آٹھ سال کی تھی کہ اس کا باپ دیوالیہ ہوگیا۔ گھر میں فاقوں کی نوبت آگئی۔ اور قصبے کو چھوڑ کر قریب ہی ایک جھونپڑی میں سب کو منتقل ہو جانا پڑا۔ کچھ دنوں تو اُس نے شئین ہی میں تعلیم پائی پھر ۱۸۴۳ء میں ایک دوا فروش کے ساتھ کام سیکھنے کے لیے گرمسٹا Grimstad چلا گیا۔ یہاں اُس نے انتہائی مشقّت اور تکلیف سے سات سال بسر کیے۔ اس زمانے کے مصائب اور تکالیف نے ہمیشہ کے لیے اس کے دماغ کو متاثر کر دیا۔

۱۸۴۷ء میں اُس نے شاعری شروع کی۔ باوجودیکہ اس تکلیف و مصیبت سے زندگی کے دن گزر رہے تھے، محض اپنی ذاتی محنت اور شوق سے وہ ہمیشہ کتب بینی میں مصروف رہا۔ اس مسلسل کتب بینی سے اس کی ذہنی استعداد اچھی خاصی ہوگئی۔ ۱۸۵۰ء میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ کرستیانا (اوسلو) آیا جو ناروے کا پائے تخت ہے۔ یہاں اُس کی پہلی تصنیف کیٹلینا (Catalina) ایک فرضی نام "بیرن یولف بیارمے" (Byrnjolf Bjarme) سے شایع ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد اُس نے ایک اور ڈراما لکھا جو اسٹیج تو کیا گیا مگر اُس زمانے میں شایع نہیں ہوا۔ کرستیانا میں تقریباً دو سال اُس نے انتہائی غربت اور افلاس میں بسر کیے۔ مضمون نگاری سے جو کچھ آمدنی ہوتی تھی اُس سے کسی نہ کسی طرح اپنے اخراجات پورے کر لیتا تھا۔ نومبر ۱۸۵۱ء میں خوش قسمتی سے برگن کے چھوٹے سے تھیٹر میں اُسے "تھیٹر کا شاعر" مقرر کیا گیا۔ تنخواہ بہت قلیل تھی مگر غنیمت یہ تھا کہ مستقل طور پر مل تو جاتی تھی۔ یوں تو اُس کا کام محض ڈرامے لکھنا تھا مگر عملی حیثیت سے وہی اس تھیٹر کے تقریباً تمام انتظامی کام انجام دیتا تھا۔ اُسے سفر کا بھتّہ بھی دیا جاتا تھا۔ اور ایک مرتبہ پانچ مہینے کے لیے اُس نے تھیٹر کے مطالعے اور تحقیق کے لیے کابن ہاون (کوپن ہیگن) اور درلیسدن کا سفر بھی کیا۔ ۱۸۵۷ء تک ابسن کا تعلق برگن تھیٹر سے رہا اور اس تھیٹر کے لیے اُس نے کئی ڈرامے لکھے۔

جب وہ کرستیانا واپس گیا تو وہاں نہ صرف اس کی ذہنی اور مالی پریشانیاں بڑھ گئیں بلکہ اُس کے اسلوب اور موضوع کی جدّت اور ندرت نے بہت سے مخالفین پیدا کر دیئے جن کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اُس کے ہموطن اُس کے فن کی حقیقت سمجھنے سے قاصر تھے۔ ان کی جہالت، تنگ نظری، اور تعصّب نے

ابسن کی طبیعت میں تلخی اور طنز کی وہ صلاحیت پیدا کر دی - جو آگے بڑھ کر اُس کے اسلوب پر بھی چھا گئی -

اپنے شباب کا زمانہ، یعنی وہ زمانہ جس میں ہر شخص شادمانی اور زندہ دلی کا متلاشی رہتا ہے ابسن نے جس ذہنی کرب میں بسر کیا اس کا اثر قلب و دماغ پر اور پھر اس کی تصانیف پر پڑنا ضروری تھا بجز اپنی خُدا داد ذہنی طاقت کے احساس کے، اور کوئی چیز اُسے ہمّت دلانے والی تسلّی دینے والی اور دل بڑھانے والی نہ تھی- باوجود انتہائی افلاس کے اُس میں غضب کی خودداری تھی - اس خودداری نے اُسے اور بھی زیادہ حسّاس بنا دیا تھا- جب وہ مخالفتوں کے ہجوم سے تنگ آجاتا تو اُسے اگر کہیں پناہ ملتی تو محض اپنی شخصیت کے عظیم الشان احساس میں- اس احساس نے اُس کی تمام قوّتوں کو جگا دیا - مخالفتوں کی وجہ سے اس کی تمامتر پوشیدہ قوتیں اُبھر آئیں -

جس تھیٹر میں وہ ملازم تھا ١٨٦٢ء میں اس کا بالکل خاتمہ ہوگیا - دو سال تک ابسن ایک اور تھیٹر میں بہت قلیل تنخواہ پر "جمالیاتی منیجر" کے فرائض انجام دیتا رہا - اس زمانے میں جو ڈرامے اُس نے لکھے اور جن کو آج دُنیا قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، اُن پر اُس کے ہموطنوں نے ہر طرح کی نکتہ چینیاں کیں یہاں تک کہ ١٨٦٤ء میں ابسن کو کرسٹیانا چھوڑ دینا پڑا- برلین اور تریسٹے ہوتا ہوا وہ روم پہنچا، اور وہیں سکونت اختیار کی - دو منظوم ڈرامے "برانڈ" (Brand) اور "پیرگنت" (Peer Gynt) اُس نے یہیں منظوم کیے اور وہ ساری زہر آلود تلخی جو اپنے ہموطنوں کی بدسلوکی سے اُس کی رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی ان ڈراموں میں اُبل پڑی - ناروے میں ان پر بہت سخت تنقیدیں ہوئیں مگر اُس کی شہرت میں اضافہ ہوتا گیا-

کتابیں کثیر تعداد میں بکیں اور اس کی مالی حالت کچھ ٹھیک ہوگئی ۔ ۱۸۶۶ء میں ناروے کی حکومت نے اُسے ماہانہ وظیفہ دینے کی منظوری دیدی ۔ ۱۸۶۸ء میں وہ روم چھوڑکر روانہ ہوا مگر ۱۸۷۵ء تک دریسدن میں مقیم رہا ۔ اس دوران میں وہ ناروے گیا بھی مگر بہت جلد جرمنی واپس آگیا اور پہلے دریسدن پھر کچھ عرصے تک میونشن (میونک) میں سکونت پذیر رہا ۔

اسی اثنا میں جرمنی اور ڈنمارک ، پھر جرمنی اور فرانس کے مابین لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ۔ اِن واقعات نے اُس کے سیاسی رجحانات پر بہت بُرا اثر ڈالا ۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ جمہوریت سے کسی قسم کی اصلاح و بہبود کی توقع رکھنی فضول ہے ۔ عوام الناس کی اکثریت عموماً اندھی ہوتی ہے اور بلا سمجھے بوجھے کسی نہ کسی کے اشارے پر کام کرتی رہتی ہے ۔

اسی زمانے میں اُس نے شاعری ترک کرکے نثر میں ڈرامے لکھنے شروع کئے ۔ اِن میں سے بعض ڈراموں پر یورپ کے پورے طول و عرض میں ہنگامہ خیز تنقیدیں ہوئیں ۔

۱۸۹۱ء میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے ارادے سے وہ ناروے واپس ہوا ۔ چاردانگ عالم میں اس کی شہرت ہوچکی تھی اور اگرچہ کہ مخالفتوں کا بازار بدستور گرم تھا مگر اب وہ عظمت جس کا وہ مستحق تھا اُسے حاصل ہوچکی تھی ۔ اُس کے بڑھاپے کا زمانہ آگیا تھا اور پیرانہ سالی نے آخری تصانیف میں شعریت کے لطیف عناصر بھی شامل کردیئے تھے ۔

۱۹۰۰ء میں اُس نے اپنا آخری ڈراما لکھا ۔ ۱۹۰۱ء میں اس کی صحت نے جواب دینا شروع کیا اور مرض بڑھتا گیا ۔ کئی سال تک وہ فریش رہا یہانتک کہ ۲۳ مئی ۱۹۰۶ء کو اس کا انتقال ہوگیا ۔ اُس کے ہموطنوں نے زندگی بھر اُسے

تکلیف پہنچانے کے بعد، اُس کی تجہیز و تکفین بہت اعزاز اور شان و شوکت سے کی۔

اِبسن کی تصانیف

ابسن کی ڈرامائی تصانیف کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سنہ ۱۸۵۰ء سے لے کر سنہ ۱۸۵۷ء تک ابتدائی دور ہے۔ دوسرا دور سنہ ۱۸۵۷ء سے سنہ ۱۸۶۷ء تک اس کے منظوم اور شاعرانہ ڈراموں کا ہے۔ تیسرا اور اہم ترین دور سنہ ۱۸۶۹ء سے لیکر سنہ ۱۹۰۰ء تک اُس کے معاشرتی ڈراموں کا ہے جو اُس نے نثر میں تحریر کیے۔

اِبسن کا سب سے پہلا ڈرامہ "کیٹے لی نا" (Catalina) ہے۔ یہ ایک ٹریجڈی ہے جو اُس نے بلا قافیہ نظم میں لکھی اور جو سنہ ۱۸۵۰ء میں ایک فرضی نام سے شایع ہوئی اِس پر ڈنمارک کے ڈراما نگار اولن شلاگر Ohlenschlager کا اثر بہت نمایاں ہے۔

برگن تھیٹر کی ملازمت کے دوران میں اس کی پہلی اور قابل ذکر کوشش ایک ڈراما "فُرو انگر ٹل اوستراٹ" Fru Inger Til Ostraat ہے جو سنہ ۱۸۵۵ء میں تمثیل کیا گیا اور سنہ ۱۸۵۷ء میں کرسٹیانا میں طبع ہوا۔ اس ڈرامے میں مقابلتاً پختگی پائی جاتی ہے اور ابسن کی ذاتی خصوصیتوں کی اِس کے اسلوب میں جابجا جھلک دکھائی دیتی ہے۔ سنہ ۱۸۵۶ء میں اس کا ایک اور ڈراما "یلڈے پا سول ہاؤ" Gildet Paa Solhaug شایع ہوا۔ اس ٹریجڈی نے بہت زیادہ مقبولیت حاصل کی مگر ہر اعتبار سے یہ ڈراما قدر و قیمت میں Fru Inger سے کم تھا۔ ابسن نے اِس ڈرامے میں اپنے ذاتی اسلوب کو چھوڑ کر ڈنمارک کے ایک اور ڈراما نگار ہنرک ہرٹس Henrik Herz کی پیروی کی تھی۔ تعجب معلوم ہوتا ہے اِبسن جیسے قدرت نے اِس قدر جدّت کی صلاحیت عطا کی تھی ابتدا میں اس قدر بھٹکتا

اور دوسروں کا سہارا ڈھونڈتا رہا اور اپنے ذاتی اسلوب اور مخصوص طرزِ ادا کا صحیح اندازہ لگانے میں اُسے اتنی دیر لگی۔

اُس کے بعد ۱۸۵۷ء میں اُس کا ایک ڈرامہ Olaf Liljekrans تخیل ہُوا۔ اُس کے بعد ہی وہ برگن سے کرسنیانا واپس گیا۔ ۱۸۹۸ء میں ڈرامہ پہلی بار چھپا۔

دوسرا دور | ابتدائی مشقوں نے اُس کے قلم میں طاقت پیدا کردی تھی۔ اُس کا شاعرانہ تخیّل جس میں شمالی ممالک کے سرد اور شدید جذبات کی لطافت موجود تھی پختگی کو پہنچ چکا تھا۔ اس دور میں اُس نے جتنے ڈرامے لکھے تقریباً سب کے سب منظوم اور شاعرانہ اور موسیقیانہ انداز رکھتے ہیں۔

اُس کی ابتدائی تصنیف اور اس دور کے پہلے ڈرامے "ہیرمے نے نا پو ہیلگالنڈ" Hermennene Paa Helge Land (ہیلگا لینڈ کے جنگجو) میں اس قدر فرق ہے کہ معلوم ہوتا ہے شاعر کا دماغ یکلخت غیر معمولی بلندیوں پر پہنچ گیا ہے۔ ڈنمارک کے ڈرامہ نگاروں کا اثر بالکل زائل ہوچکا تھا۔ اُس نے اس ڈرامے کے لیے ناروے کی قدیم ساگا (Saga) کے ذخیرے سے خوشہ چینی کی۔ ابسن کا تخیّل اِن قدیم داستانوں کے نیم وحشی نیم شاعرانہ تخیل سے پوری طرح متاثر اور فیضیاب ہوا اور اِن کے اثر سے اُس نے ڈراما میں ایک نیا اسلوب پیدا کیا۔

۱۸۶۲ء میں "کیارلی ہے تنس کامیڈی" Kjaerlighetens Komedie (عاشقوں کی کامیڈی) شایع ہوئی۔ یہ منظوم ڈرامہ اُس نے قافیہ کی پابندی کے ساتھ تحریر کیا۔ ڈراما میں طنز کا لہجہ جابجا لُطف دے جاتا ہے۔ موضوع یہ ہے کہ ناروے کے متوسط طبقوں میں شادی کے رسوم و آئین، اور اخلاقی پابندیاں، زندگی اور محبت کے اصل لُطف کو مُردہ اور افسردہ کردیتی ہیں۔

اِس دور کے تیسرے ڈرامے کا ماخذ پھر ایک ساگا ہے۔ "کانگس ایمنرنہ" Kongsemnerine (وارثانِ تخت) ۱۸۶۴ء میں شائع ہوا ڈرامہ نثر میں ہے اور اب تو کافی مقبول ہے۔

روم میں سکونت اختیار کرنے کے بعد اُس نے ۱۸۶۶ء میں وہ بے مثل منظوم ڈرامہ "براند" Brand لکھا جس کا شمار اُن مہیب طنزیہ کتابوں کی صفِ اولین میں ہے جن میں کلیسائیت اور مذہبی سخت گیری پر حملے کئے گئے ہیں اُس نے یہ تیز نشتر اٹلی سے اپنے وطن روانہ کیا۔ شمال کی وحشیانہ دلکشی اس ڈرامے میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔

اس کے فوراً بعد ابسن نے وہ ڈرامہ لکھنا شروع کیا جس کا شمار دنیا کے بہترین ڈراموں میں کیا جاسکتا ہے اور جس کا نام گوئٹے کے فاوسٹ کے ساتھ زبان پر آتا ہے۔ اب جبکہ وہ معاشرتی مسائل جو اُس کے نثر کے ڈراموں کا موضوع تھے بڑی حد تک حل ہو چکے ہیں اُس کی عظمت کا دارومدار اسی ڈرامے "پیر گنت" Peer Gynt پر ہے۔ اس ڈرامے کا ہیرو ڈان کیخوٹے (Don Quixote) کی طرح ہمیشہ زندہ رہا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ہر شخص میں اس کی ہلکی سی جھلک موجود ہے۔ تخیّل کی دُنیا اور عملی دُنیا میں جو تضاد ہے اُس کو آج اس خوبی سے شاید ہی کسی نے ظاہر کیا ہو۔ ایک طرف تو ڈرامے کی شاعرانہ دلکشی اور تخیّل کا حُسن لطیف ترین کیفیت رکھتا ہے، دوسری طرف طنز اور ہلکی ظرافت کی چاشنی ڈرامے کے الم ناک موضوع کو اپنے پردوں میں چھپائے ہوئے شروع سے آخر تک یکساں لطف دیتی ہے۔ اس ڈرامے نے اُس کے وطن کے ادبی معیار کو اس قدر بلند کر دیا کہ یورپ کی ادبیات میں ناروے کے ادب کو بھی اہمیت حاصل ہوگئی۔

اِس کے بعد ہی اِبسن کے ذہن میں ایک انقلاب شروع ہو جاتا ہے جو اُس کی تصانیف کے تیسرے دور میں مستقل طور پر نمایاں ہے۔ "کیسراو گالی لیر" Keiser Og Galileer جو اُس نے ۱۸۷۳ء میں لکھا، موضوع اورطرزِ خیال کے اعتبار سے دوسرے ہی دور کی پیداوار ہے، لیکن متضاد اثرات کا اس میں بھی پتہ چلتا ہے۔ اگراس کو دوسرے اور تیسرے دور کی درمیانی کڑی کہا جائے تو بیجا نہیں۔ یہ ڈراما اصل میں دو ڈراموں کا مجموعہ ہے۔ ابسن نے آزمایش کے طور پر ایک نیم تاریخی واقعے کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اس ڈرامے میں خیال آرائی اور روحانیت کا وہ رنگ جھلکتا نظر آتا ہے جو اس کے بعد ہی ابسن کے ڈراموں سے مفقود ہوگیا، پھر کہیں اُس کی آخری تصانیف میں یہ رنگ دوبارہ پیدا ہوا۔

تیسرا دور | ابسن نے غضب کا تخیّل پایا تھا۔ اور دوسرے دور میں اس کا تخیّل انتہائی بلندیوں تک پرواز کرچکا تھا۔ اب ردّ عمل شروع ہوگیا۔ انسانی زندگی اور اِنسانی معاشرت کے سوالات نے اُسے اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ اُس نے اپنے موضوع یکلخت بدل دئے، اپنا اسلوب بدل دیا۔ اس کا ہموطن اور رقیب بیورنسن (Bjornson) اسے اعلیٰ درجے کا شاعر مانتا تھا لیکن ڈرامانگار نہیں مانتا تھا۔ اس کی یہ رائے ابسن کو ہمیشہ ناگوار گزرتی تھی۔

اس دور کے ڈراموں کا اجمالی ذکر کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ابسن کی ڈرامانگاری کے۔ اس دور کی اہم خصوصیات کا مختصر تذکرہ کردیں۔ اس ذہنی انقلاب کا باعث جو اِبسن میں رونما ہوا اُس کے اور اُس کے ہموطنوں کے تخیّل کی فراوانی کا ردِّ عمل تھا۔ شاعرانہ تخیّل سے اس کی طبیعت سیر ہوگئی اور زندگی کی تلخ تر حقیقتوں نے اُسے اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ بجائے

نظم کے اُس نے سیدھی سادی لیکن شگفتہ نثر کو اپنے مقصد کے لیے انتخاب کیا۔ اس کا مقصد معاشرت کی خرابیوں کی پردہ دری اور معاشرت کے تباہ کن اور تاریک تر پہلوؤں کو بے نقاب کرنا تھا۔

جب اُس نے معاشرت کی خرابیوں کو بے نقاب کرنے کا بیڑا اُٹھایا تو محسوس کیا کہ سب سے زیادہ تباہ کُن وہ غلط معیار ہیں جن پر پورا معاشرتی نظام قائم ہے۔ غلط معیاروں پر معاشرتی زندگی کی بنیادیں رکھی گئی ہیں۔ اِن غلط معیاروں کی پابندی کرتے کرتے دنیا کا تمدّن ایک خاص نقطۂ نظر کا عادی اور پابند ہوگیا۔ ابسن نے وہ خوردبین دنیا کے سامنے پیش کی جس سے اُس نے خود افراد کے امراض کا معائنہ کیا تھا اور تمدّن و معاشرت کے ان خوفناک جراثیم کو دیکھ لیا تھا جو اندر ہی اندر سمّیت پھیلا رہے تھے۔

چونکہ اُس نے خود بے پایاں تخیّل پایا تھا اور وہ جانتا تھا کہ محض تخیّل کا انجام کیا ہوتا ہے۔ کس طرح انسان کا شیریں تخیّل اس کی آنکھوں پر پردے ڈالے رکھتا ہے اور وہ زندگی کی حقیقتوں کو دیکھ سمجھ نہیں سکتا۔ اس لیے ابسن نے اِس بے بنیاد تخیّل کے خلاف جہاد کو اپنے ڈراموں کا ایک بہت اہم مقصد قرار دیا۔ برنارڈ شا کے نزدیک اِبسن کے فن اور پیغام کا مقصد محض یہی کوشش ہے کہ وہ انسانوں کو اور معاشرے کو خیالی معیاروں کے خطرے سے آگاہ کرے۔

اِس دور کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ ابسن نے عورتوں کے حقوق اور عورتوں کی آزادی پر بہت زور دیا اُس کے اِن ڈراموں میں اکثر میں سب سے زیادہ واضح اور نمایاں کردار کسی نہ کسی عورت کا ہے۔

اِس دور کا سب سے پہلا ڈرامہ "دی اُنگس فوربنڈ کا" De Unges Forbund

("نوجوانوں کی انجمن") ہی جو ابسن نے ۱۸۶۵ء میں لکھا۔ اِس میں اُس نے پہلی مرتبہ اپنی ساری اور شگفتہ لیکن بے حد معنی خیز نثر کو اظہار خیال کا زیور بنایا۔ پہلی مرتبہ معاشری مباحث کو مباحث کی حیثیت سے ڈرامہ میں شامل کیا۔ ڈرامے کا موضوع ایک برخود غلط نوجوان کی خود پرستی کی مضحکہ خیز کیفیت ہی۔ روئداد (پلاٹ) کی ترتیب سے اِبسن کی فنی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہی۔ ابھی تک ابسن کا ذہنی انقلاب مکمل نہیں ہونے پایا تھا۔ اُس کا ذاتی رنگ پوری شوکت کے ساتھ جلوہ گر نہیں ہوا تھا۔ اسلوب میں کہیں کہیں فرانسیسی ڈراما نگار Scribe اصول کی ہلکی سی جھلک نظر آتی ہی۔

اس ڈرامے کے بعد وہ Keiser Og Galileer لکھنے میں مصروف ہوگیا، جس کا شمار اس کی تصانیف کے دوسرے دور میں ہوچکا ہی۔ اس دور کی دوسری تصنیف "سام فنڈس ستتر" Samfondets Stotter (عمائد معاشرت) ہی جو ۱۸۷۷ء میں شایع ہوئی۔ اس میں ایک چھوٹے سے تجارتی مرکز میں دروغ بافی اور فریب کی تصویریں کھینچی گئی ہیں۔

۱۸۷۹ء میں ابسن نے "گڑیا کا گھر" (Et Dukkehjem) لکھا۔ اس ڈرامے نے یورپ کی آنکھیں کھول دیں، اور ابسن کو سارے یورپ میں وہ شہرت حاصل ہوئی جس کا وہ مستحق تھا۔ شاید ہی دنیا کے کسی اور ڈرامے پر معاشرتی نقطۂ نظر سے اِس قدر بحث و مباحثہ ہوا ہو جتنا اس پر ہُوا۔ اس نے یورپ بھر کی ڈرامائی فضا میں ایک انقلابِ عظیم پیدا کردیا۔ معاشرتی مسائل کھلّم کھلّا اسٹیج پر زیر بحث آنے لگے۔ ڈرامے کا معیار بدل گیا اور جدید ڈرامہ کا حقیقی معنوں میں آغاز ہوا۔ اس ڈرامے کا موضوع عورتوں کی ذاتی آزادی اور ان کے حقوق کا سوال تھا۔ اُس وقت تک شمال مغربی یورپ میں بھی عورتوں کو وہ آزادی نہیں حاصل ہوئی تھی جو اُنھیں آج حاصل ہی اور نہ اُن کے حقوق کو تسلیم کیا گیا تھا۔

ابسن نے اس ڈرامہ میں یہ ظاہر کیا ہے کہ عورتوں کو دنیا سے بے خبر رکھ کر مردوں نے انھیں محض اپنی نفسانی خواہش اور خانگی آرام کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ موضوع اس قدر اہم تھا کہ موافقتوں اور مخالفتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ مخالفت نسبتاً زیادہ تھی۔ مخالفین نے ابسن کی تصنیف کو خلاف تہذیب قرار دیا۔ اب تک وہ محض اپنے ہموطنوں کا شاکی تھا۔ اب سارے یورپ کے طعن و تشنیع کا نشانہ بن گیا۔ لیکن زمانے نے کچھ دنوں میں ثابت کر دیا کہ ابسن زمانے کی رو اور ترقی کے ساتھ تھا۔ عورتوں کو شمال مغربی یورپ میں وہ آزادی مل چکی ہے جس کی اس نے سفارش کی تھی۔ اشتراکیت بھی عورتوں کی آزادی پر بہت زور دے رہی ہے اور انھیں مردوں کے مساوی حقوق دے رہی ہے۔ خصوصیت سے ابسن کے وطن ناروے اور شمالی ممالک ناروے، سویڈن اور ڈنمارک میں عورتوں کو غیر معمولی آزادی، اور مردوں کے برابر حقوق مل رہے ہیں۔

۱۸۸۱ء میں "آسیب" Gjenngangere شائع ہوا۔ اس کی اشاعت کے ساتھ ہی مخالفتوں کا سیلاب حد سے گزر گیا۔ کئی حیثیتوں سے اسکو ابسن کا بہترین ڈرامہ قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن جس قدر مخالفت اس ڈرامے کی ہوئی اور اس کے مصنّف کو جس قدر گالیاں دی گئیں اس کی نظیر یورپ کے ادب میں مشکل سے ملے گی۔ اس ڈرامے میں اس کریہہ لیکن صحیح حقیقت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ مردوں کی ہوسناکیوں پر عورتوں کی زندگیاں قربان ہوتی ہیں۔ والدین کی بدکاریوں اور خباثتوں کا اثر اولاد پر پڑتا ہے اور اُن جرائم اور امراض خبیثہ کی سزا اولاد کو بھگتنی پڑتی ہے۔

ناروے کے لوگ بالعموم جمہوریت پسند واقع ہوئے ہیں۔ یورپ کے سیّاح کو جس قدر مساوات اور مجموعی طور پر خوش حالی ناروے، سویڈن اور ڈنمارک میں نظر آتی ہے یورپ کے کسی اور مُلک میں نظر نہیں آتی۔ جمہوریت کی جتنی خوبیاں ہیں یا

ان تین شمالی ملکوں میں ہر ہر قدم پر واضح ہوتی ہیں اور یورپ بھر میں صرف سوئٹزرلینڈ اس نقطۂ نظر سے ان کی برابری کر سکتا ہے۔ ان ملکوں میں لکھ پتی بھی خال خال ہیں اور فقیر بھی خال خال۔ جمہوریت ان ممالک میں حقیقی معنوں میں موجود ہے اور آمریت کے نشہ سے بالکل ناآشنا ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ ناروے کے ممتاز ترین ادیبوں کا رجحان فاشسطیت کی طرف رہا ہے۔ ابسن جمہوریت سے دل برداشتہ ہو گیا تھا اور نہ صرف جمہوریت بلکہ عوام الناس کی اکثریت کو وہ محض لایعقل اور متعصب سمجھنے لگا تھا۔ آج ناروے کے اولین ادیب اور ناول نگار کنوٹ ہامزون (Knut Hamson) کا نقطۂ نظر بھی تقریباً یہی ہے اور اُن کی کتابیں جرمنی میں بہت مقبول ہیں۔ قصّہ مختصر ابسن نے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ اکثریت عموماً جاہل ہوتی ہے، حقیقی رہبری اور دل سوزی صرف ایک آدھ شخص کا حصّہ ہے جو عوام کی فلاح کے لیے سب کچھ نثار کر دیتا ہے مگر اکثریت اس کی قدر نہیں کرتی، اُسے ایذا پہنچاتی رہتی ہے، اس کو تباہ کرتی ہے اور خود تباہ ہوتی ہے۔ اس قلبی اثر نے ایک ڈرامے "این فال کے فین ڈا" En Folkefiende ("دشمنِ خلق") کے قالب میں باقاعدہ شکل اختیار کر لی۔ ابسن خود بھی یورپ کی بظاہر تعلیم یافتہ لیکن فی الحقیقت جاہل و متعصب اکثریت سے سچ بولنے اور حقیقی نقائص و معائب کی تشخیص کے صلہ میں بہت سخت سزا پا رہا تھا۔ اِس بدنامی کی تلخی کا بھی اس پر اثر ہوا جو اس ڈرامے میں جابجا نظر آتا ہے۔ ڈرامے کے ہیرو Stock Manir کے پردے میں خود ابسن کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اِس ڈرامے کے لہجے میں وہ ناگوار تلخی ہے جس کی نظیر اسکی کسی اور تصنیف میں نہیں ملتی۔

۱۸۸۴ء میں "جنگلی بط" شایع ہوا۔ مخالفتوں نے اُسے وقتی طور پر

پست ہمت کردیا تھا اور اسی پست ہمتی کے عالم میں اُس نے یہ ڈرامہ لکھا۔ یہ اس کے اصلاحی جوش کا عارضی ردِّعمل تھا۔

لیکن اِس ڈرامے کے بعد وہ پست کیفیت زائل ہوگئی۔ Rosmersholm میں جو ۱۸۸۶ء میں شایع ہوا ابسن پھر کمال فن کی انھیں بلندیوں تک پہنچ گیا۔اس ڈرامے میں ملال و الم کا ہلکا سا رنگ چھایا ہوا ہی مگر تلخی یا بے لطفی نام کو نہیں سفلی محبّت المناک حوادث کی منزلوں سے گزر کر، لغزشیں کرتی ہوئی، ٹھوکریں کھاتی ہوئی، علوی محبت میں تبدیل ہو جاتی ہی، اور پھر فنا ہو کر لازوال بن جاتی ہی اس کیفیت کو ابسن نے نفسیات تحلیلی کے ذریعے شاعرانہ کیفِ حزن کے ساتھ بیان کیا ہی۔

اِس کے بعد کے ڈرامے "فُروِن فرا ہاوا" Fruen Fra Havet ("خاتون بحر") میں شاعرانہ کیف زیادہ بڑھ گیا ہی۔ ڈرامے میں شگفتگی موجود ہی لیکن پورا قصّہ ایک مکمل استعارہ ہی۔ ۱۸۹۰ء میں ابسن نے Hedda Gabler تصنیف کیا۔ ڈرامہ کی ہیروین کا کردار نمایاں کرنے میں ابسن نے کمال کردیا ہی۔ شاعرانہ رنگ جابجا جھلکتا ہی مگر قصّے کے دوران میں زندگی کے نقوش بہت گہرے اور مطابقِ حقیقت ہیں۔

اب ابسن بوڑھا ہو چکا تھا۔ خیالات وعمل کے جوش کا زمانہ گزر رہا تھا طوفان ختم ہو چکا تھا۔ طوفان کے بعد دماغ کو پھر سکون سا ملنے لگا تھا۔ جس مقصد کے لیے ابسن نے اپنی زندگی کے اتنے سال وقف کردیے تھے وہ تقریبًا حاصل ہو چکا تھا اور اب آرام لینے کا وقت آگیا تھا۔ شکسپیر کے آخری ڈراموں میں ایک دلکش مطمئن کردینے والا، سکون بخش، متین حُسن پایا جاتا ہی۔ وہی کیفیت ابسن کے آخری ڈراموں میں بھی پیدا ہوگئی۔ اِس آخری زمانے میں اُس نے چار ڈرامے

"معمارِ اعظم" ((Bygmester Solness)) (سنہ ۱۸۹۲ء)۔
"للا ایولف" Lille Eyolf (سنہ ۱۸۹۴ء)۔ "یوہاں گابریل بورک من"
(Johan Gabriel Borkman) (سنہ ۱۸۹۶ء) اور "ناروی دود واگنر"
Naar Ve Dode Vaagner (جب ہم مردے زندہ ہوں")
(سنہ ۱۹۰۰ء)۔ اِن تمام ڈراموں پر موت کی نیند کی سی پُراسرار خاموشی اور پُراسرار دلکشی چھائی ہوئی ہے۔

ابسن کی خصوصیتیں

اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ابسن کے ڈرامائی فن کی خصوصیتوں کا مطالعہ کریں۔ ایڈورڈ ڈاوڈن (Edward Dowden) نے اس کی تصانیف کی سب سے بڑی خصوصیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "تمام ڈراموں میں" یہاں تک کہ ابتدائی اور نیم تاریخی اور تاریخی ڈراموں میں بھی اُس کا مقصد انسان کو آزاد کرنا اور جگانا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے ناظر یا تماشائی کو اس بلندی تک پہنچائے جہاں سے واقعات زیادہ واضح اور زیادہ عمیق نظر آئیں ... وہ ان سوالوں کو پیش کرنا چاہتا ہے جن کے تشفی بخش جوابات نہیں دیئے جا سکتے۔"

اس کے طرزِ خیال میں یاس، طنز، اور درد ہے۔ خصوصاً ان معاشرتی ڈراموں میں جو اُس نے اپنی تصانیف کے تیسرے دور میں لکھے ہیں۔ یہ کیفیت انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اکثر و بیشتر ڈرامے محض انجام کی تفصیل بیان کرتے ہیں اور وہ واقعات جو انجام کا باعث ہوتے ہیں ڈرامہ شروع ہونے سے پہلے ہی وقوع پذیر ہو چکے ہوتے ہیں اور دورانِ گفتگو میں ان کا ذکر کردیا جاتا ہے۔ ڈرامے کا انجام عموماً المناک

دکھایا جاتا ہے اور اس الم میں ایک خاص شان دلربائی ہوتی ہے۔ ابسن کے وطن ناروے کی سرد، سخت برفانی آب و ہوا کی تمام خصوصیتیں اس کے کلام میں موجود ہیں۔ شمالی طبائع کی سادگی آمیز سطوت، اس کے تمام ڈراموں کے واقعات میں اور تمام ڈراموں کے افراد میں پائی جاتی ہے۔

ڈرامے کے دوران میں عمیق طنز شروع سے آخر تک موجود رہتی ہے۔ ابسن کے ذاتی مصائب اور اس کی حسّاس طبیعت نے اِس طنز کا رنگ اور گہرا کر دیا ہے۔ ابسن کے میز پر ایک مرتبان میں ایک زندہ بچھو بند رکھا رہتا تھا۔ ابسن اس بچھو کو اپنی طبیعت اور زندگی کی مثال سمجھتا تھا۔ مہینوں کے بعد وہ کوئی چیز اس مرتبان میں ڈال دیتا اور بچھّو اس چیز پر اپنی ڈنک کا پورا زہر صرف کر دیتا تھا۔ یہی حال ابسن کا تھا عموماً دو دو سال کے وقفے سے اس کے ڈرامے شائع ہوتے اور وہ اپنی طبیعت کا زہریلا طنز معاشرت پر استعمال کرتا۔ جب وہ معاشرت پر حملے کرتا ہے تو کہیں کہیں حریفانہ شوخی پیدا ہو جاتی ہے۔ زندگی کو اس کی طرح ڈرامے کے افراد بھی بے چین اور غمناک نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔

آئیڈیل (Ideal) کی تلاش، ناممکن کی جستجو اس کی تصانیف کی ایک بڑی اہم خصوصیت ہے۔ اسی کو اس کی تصانیف کا کارفرما جذبہ کہنا پڑتا ہے۔ اس کے ڈراموں کے تمام تر اہم افراد میں کسی نہ کسی پیرایے میں ناممکن کی طلب پائی جاتی ہے۔ ان میں ایک بے چینی اور تڑپ ہوتی ہے کہ وہ کسی غیر معمولی یا ناممکن الحصول یا دلکش ترین چیز کو حاصل کر لیں۔ اور یہی بے چینی اور تڑپ ان کی تباہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ یہ بے چینی جو ان کے لامحدود تخیّل کی پیداوار ہوتی ہے ان کو اصلی زندگی اور اصلی واقعات سے ہٹا کر ان کی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔

ابسن کی یاسیت و قنوطیت کا مفہوم، عام مفہوم سے بالکل مختلف ہے۔

معمولی خوشیوں یا راحتوں کے زوال یا معمولی اموات و حوادث سے اس کے ڈراموں میں یاس والم کی کیفیتیں نہیں پیدا ہوتیں۔ بجائے معمولی حادثات کے وہ حادثات جو اسی ذہنی بے چینی اور تڑپ کی وجہ سے ظہور میں آتے ہیں اس کے ڈراموں میں یاس والم کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جذباتِ الم کے ساتھ کہیں اس کے ڈراموں میں بے لطفی یا روکھاپن نہیں پیدا ہونے پاتا۔ چونکہ اُس کے یہاں یہ جذبات عظیم الشان ذہنی تخیلات کی شکست سے پیدا ہوتے ہیں اس لیے ان میں شوکت و حسن ہوتا ہے۔

ابسن اپنے افراد ڈرامہ کی ذہنی کیفیتوں کو نفسیات تحلیلی کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ سیدھے سادے واقعات کی تہ میں انسانوں کے ذہن کی پیچ در پیچ کاوشیں اور سازشیں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ تخیّل اور جذبات کی رو انسانوں کو گمراہ کرنے لگتی ہے۔ یہاں تک وہ کچھ نہیں رہتا اور محض اندرونی طاقتوں کا کھلونا بن جاتا ہے۔ یہ اندرونی طاقتیں دوسروں کی اندرونی طاقتوں سے متصادم ہوتی ہیں۔ اس تصادم کے خوفناک نتائج زندگیوں کو برباد کر دیتے ہیں اور افرادِ ڈرامہ جن کی زندگیاں اس طرح تباہ ہوتی ہیں آخری وقت میں ایک دوسرے کی اندرونی طاقتوں کو دیکھ لیتے ہیں اور کچھ کچھ سمجھ لیتے ہیں۔

ڈرامے کے پلاٹ میں جو تسلسل، زور اور دلکشی ہونی چاہیئے۔ ابسن کے یہاں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ قانونِ فطرت کو اس نے بعینہٖ اپنے ہر ڈرامے کے افعال و اقوال پر منطبق کر لیا ہے۔ ان کی ہر حرکت میں ہر بات میں، وہی تسلسل اور ربط موجود ہے جس کا فطری اور قدرتی اعتبار سے ہونا ضروری ہے۔ واقعات کی ترتیب میں معمولی سے معمولی تفصیل پر بھی اس کی نظر رہتی ہے۔

اُس کے ڈراموں کے افراد باوجود ان اندرونی طاقتوں کے جو انھیں کچھ سے کچھ

بنادیتی ہیں، معمولی واقعات کے لحاظ سے اور معمولی گفتگو میں بالکل عام، زندہ، چلتے پھرتے انسان معلوم ہوتے ہیں۔ ڈراما نگار ان کو معمولی انسانوں کی طرح اسٹیج پر لاتا ہے۔ جب ضرورت ہوتی ہے کہ حاضرین کو ان کے باطن کی جھلک بھی دکھادی جائے تو ان کا دل چیر کر، وہ خوردبین جس سے وہ خود ان کو دیکھتا ہے ناظرین کی طرف بڑھا دیتا ہے۔ اس کی پروا نہیں کرتا کہ اس طرح چیر دینے سے اُس کے ڈرامے کے افراد مرجائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے یہاں اموات اور خودکشیوں کی شرح بہت زیادہ ہے۔ اور بعض اہم افراد جو خودکشی نہیں کرتے، زندہ تو رہتے ہیں مگر زندہ درگور ہوجاتے ہیں۔

اِسی کا اثر اس کے مکالمے پر بھی پڑا ہے۔ اطالوی فلسفی اور نقّاد کروچے (Croce) نے اس کے مکالمے کی خصوصیت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ اُن کے (افرادِ ڈرامہ کے) مکالمے میں یہ کیفیت پائی جاتی ہے کہ گویا وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ وہ پردہ جو اُن کے درمیان حائل ہوتا ہے اکثر زور اور جوش سے چاک ہوتا رہتا ہے۔ مکالمے کے اسلوب کو ایک طرح کی خودکلامی (Monologue) کہا جاسکتا ہے جس میں بے چینی اور تڑپ ہوتی ہے جو فوراً ختم نہیں ہوجاتا بلکہ تقسیم ہوکر، تضاد اور اختلاف کے بعد اپنا اصلی ڈرامائی رنگ اختیار کرتا ہے۔

یہ تو اُس کی مکالمہ نگاری کے نازک ترین مواقع کی اہم خصوصیت تھی۔ عام حالات میں اُس کا مکالمہ بہت دلچسپ، سادہ اور شگفتہ ہوتا ہے۔ اس کی نثر میں لطف اور فطری سادگی بدرجہ اتم موجود ہے۔ آورد اور تصنّع کا کہیں نام نہیں۔

مکالمے کو اُس نے مباحثے کا ذریعہ بنایا۔ اور اس کے مباحثوں میں

بھی زندگی کا لُطف موجود ہی۔ اُن سے طبیعت اُکتانے نہیں پاتی۔ مباحث ہمیشہ موزوں اور مناسب موقعوں پر چھڑتے ہیں اور کبھی حدِ اعتدال سے تجاوز نہیں کرتے۔

ابسن کا اثر یورپ کے ڈراما پر

ابسن سے پہلے تک یورپ میں بالعموم جو ڈراما بہت زیادہ مقبول تھا وہ فرانسیسی اسلوب کا ڈراما تھا۔ اِس اسلوب کی جدّت فنا ہو چکی تھی صرف تتبع کی کوششیں یورپ بھر میں جاری تھیں۔ اس قسم کے ڈراموں کا موضوع زیادہ تر عشق، محبت، خلوص، جان نثاری، سخاوت، ہوس، سازشیں، غلط فہمیاں، فریب، اور بدطینتی اور اِسی قسم کے خاص خاص مقرّرہ جذبات ہوتے تھے جو مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔

ردِّعمل کا سب سے بڑا علمبردار ابسن تھا۔ اہم معاشرتی پیچیدگیوں، اخلاقی پستیوں، خانگی زندگی کے پیچیدہ مسئلوں سے جو واقعات پیدا ہوتے ہیں ان کو اُس نے اپنے ڈراموں کی روئدادوں کے لیے انتخاب کیا۔ اُس نے زندگی اور زندگی کی مشکلوں کو دوبارہ ڈرامے کا موضوع بنایا۔ اس امر کی کوشش کی کہ ناظرین بجائے جھوٹے بے اصل قِصّوں کے، اسٹیج پر اپنی ہی زندگی کا صحیح عکس دیکھیں۔

ڈراما اور تھیٹر کا پرانا تصوّر زائل ہو گیا۔ تھیٹر کا مقصد محض تجارت نہیں رہا، وہ اصلاحِ معاشرت کا ذریعہ بننے لگا۔

ڈرامائی حقیقت نگاری صحیح معنوں میں ابسن ہی سے شروع ہوتی ہی۔ روزمرّہ کے واقعات، روزمرّہ کی زندگی کی مشکلیں اور پیچیدگیاں ہی عملی زندگی کی اصلی حقیقتیں ہیں۔ اِبسن کی حقیقت نگاری نے یورپ کے ہر ملک کے ڈراما پر اثر

ڈالا - چنانچہ روس میں چیخوف اور گورکی، اِطالیہ میں پیرانڈے لو (Pirandello) فرانس میں بریو (Brieux) جرمنی میں گیرہارٹ ہاپٹ مان - (Gerhart Hauptmann) انگلستان میں برنرڈشا سب ابسن کے اثر سے کم و بیش متاثر ہیں -

---

(۲)

معمارِ اعظم

بعض نقّادوں کا خیال ہی کہ "معمارِ اعظم" سُول نس (Bygmester Solness) اِبسن کا پختہ ترین ڈرامہ ہی - اس کی شہرت یورپ بھر میں پھیل چکی تھی اور وہ دنیا کے ڈراما کا معمارِ اعظم بن چکا تھا - اس ڈرامے میں وہ خود معمارِ اعظم کے بھیس میں نمودار ہوتا ہی - یہ ڈراما خود نوشتہ سوانح واقعات نہیں ہی بلکہ محض سُول نس کے کردار کی حد تک ابسن خود اِس ڈرامے میں جلوہ پیرا ہی -

کہنہ سالی میں اس کی ذہنی قوت کے دونوں متضاد عناصر یعنی نظم و نثر، شاعری اور تنقید جن میں سے ایک نے مدّتِ دراز کے لیے دوسرے کو جلا وطن کر دیا تھا، اب باہم مل کر شیر و شکر ہوگئے اور واقعات کے باطن میں شاعری سرایت کرگئی -

اِبسن کے آخری ڈرامے

ہر اعتبار سے اِبسن کے آخری چار ڈرامے اُس کی ڈرامہ نگاری کے تیسرے دور میں شامل ہیں - اُس نے انھیں نثر ہی میں لکھا مگر شعر کی تڑپ ان کی تہ میں کروٹیں لے رہی ہی -

جس طرح ابسن نے اپنے منظوم ڈراموں کی شہرت کے بعد شاعرانہ موضوعوں کو چھوڑ کر نثر کو اور ایک خاص قسم کی حقیقت نگاری کو اپنے لیے انتخاب کیا تھا، اُسی طرح اب اُس نے نثر ہی میں ایک اور بالکل نئے اسلوب کو اپنے لیے انتخاب کیا۔ اس نئے اسلوب کو ایک طرح کی استعارہ نگاری کہا جا سکتا ہے۔ ابسن کے ڈراموں میں استعارہ نگاری کا مفہوم یہ ہے کہ ڈرامے کے واقعات جو بظاہر معمولی ہیں اور فطری اور قدرتی اسباب و علل کے پابند ہیں، ایک سادہ اور پوشیدہ حقیقت کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ پورا واقعہ اس پوشیدہ حقیقت کا ایک مکمل استعارہ ہوتا ہے۔

ایک اور خصوصیت اِن ڈراموں کی یہ ہے کہ موت اور فنا کی فضا اُن کے ماحول پر چھائی ہوئی ہے۔ خود ابسن کا پیمانۂ حیات لبریز ہونے کے قریب تھا۔ موت اس کو ایک ایسی حقیقت معلوم ہو رہی تھی جو اب اس سے بہت قریب ہے۔ لیکن موت کے اس احساس میں کوئی ناگوار تلخی نہیں بلکہ نیند کی سی یا نیند سے بیدار ہونے کی سی کیفیت ہے۔ اور یہی کیفیت ان چاروں ڈراموں "معمارِ اعظم" Lille Eylof "یوہان گابریل بورک من"، "جب ہم مُردے زندہ ہوں" اور میں موجود ہے۔

اس ڈرامے کا خیال

(۱) "معمارِ اعظم" اِبسن نے ۱۸۹۲ء میں تحریر کیا مگر اس کے موضوع کا خام اور نامکمل تصوّر سالہا سال سے اِبسن کے دماغ میں موجود تھا۔ اس کی ایک ابتدائی نظم میں جو ۱۸۵۸ء میں شایع ہوئی "معمار اعظم" کے قصّے کا ایک ہلکا سا تصوّر موجود ہے۔ یہ نظم جو اس ڈرامے کی تصنیف سے چونتیس سال قبل لکھی گئی ظاہر کرتی ہے کہ ابسن کے ذہن میں ایک معمارِ اعظم کا تصوّر موجود تھا جس نے

ایک ہوائی قلعہ تعمیر کیا اور اس ہوائی قلعے کے ایک برج میں ایک نوجوان لڑکی کے رہنے کی جگہ تھی۔ نظم کا ترجمہ یہ ہے۔

تعمیر کے نقشے

مجھے وہ شام اچھی طرح یاد ہے، جیسے آج ہی کی بات ہو، جب میں نے اخبار میں اپنی نظم چھپی ہوئی دیکھی۔ میں اپنے حجرے میں بیٹھا تمباکو کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا۔ طبعی خوف و مسرت کے عالم میں میں نے یہ خواب دیکھنا شروع کیا:۔

"میں بادلوں میں ایک قلعہ بناؤں گا۔ شمال بھر میں اس کی چمک نمایاں ہوگی۔ اس کے دو بازو ہوں گے۔ ایک چھوٹا بازو! دوسرا بڑا بازو۔ بڑا بازو ایک لافانی شاعر کے سر پر سایہ کیے رہے گا، چھوٹا بازو ایک نوجوان لڑکی کی آرام گاہ کا کام دے گا"

یہ نقشہ مجھے بہت موزوں معلوم ہوا۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا اس کا تصوّر الجھتا گیا۔ جب معمار کو ہوش آیا تو قلعہ درہم برہم ہوگیا۔ بڑا بازو بہت چھوٹا ہوگیا اور چھوٹا بازو تباہ ہوگیا۔

(۲) یہ نظم تو بہت پہلے لکھی گئی تھی۔ لیکن اس ڈرامے کی تحریر کے مکمّل ارادے کے بعد ۱۶ مارچ ۱۸۹۲ء کی لکھی ہوئی ایک اور نظم موجود ہے جس میں ابسن نے اس ڈرامے کے موضوع اور اپنے تصوّر کو بیان کیا ہے۔ اس نظم کی تحریر کے فوراً بعد ہی اُس نے ڈراما لکھنا شروع کردیا۔ اس نظم کا ترجمہ یہ ہے:۔

"بیٹھے رہتے تھے وہ دونوں"

جاڑوں میں اور خزاں میں وہ دونوں ایک آرام دہ مکان میں

بیٹھے رہتے تھے - پھر مکان میں آگ لگ گئی، ہر چیز تباہ ہوگئی،
دونوں کو خاک چھاننا پڑی -
کیونکہ خاک میں ایک جوہر پوشیدہ ہے- ایک جوہر جو جل نہیں سکتا
اور اگر وہ مسلسل ڈھونڈھتے رہیں تو ممکن ہے کہ دونوں میں سے
کسی کو وہ مل جائے ـــ یا میاں کو یا بیوی کو -
لیکن اگر وہ اس کو پا بھی لیں، وہ دونوں جو جل کر خاک ہو چکے
ہیں ـــ اس بیش قیمت نہ جل سکنے والے جوہر کو پا بھی لیں ـــ
تب بھی نہ بیوی کو اس کا خاکستر شدہ اعتقاد واپس مل سکے گا، نہ
شوہر کو اپنی خاک شدہ راحت -

(۳) ولیم آرچر نے اِبسن کے دوست اور رفیق ڈاکٹر جولیس الیاس (Julius Elias) کا بیان کردہ واقعہ نقل کیا ہے جس سے بھی اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ معمارِ اعظم کی تحریر کے خیال میں اور کون سے خارجی عناصر شریک تھے - فروری ۱۸۹۱ء میں اِبسن اپنے تازہ ترین ڈرامے Hedda Gabler کی پہلی تمثیل دیکھنے برلن آیا ہوا تھا - واپسی کے وقت دونوں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور ریل کا انتظار کر رہے تھے - ابسن نے اثنائے گفتگو میں اس سے کہا "تمہیں معلوم ہے اپنے آئندہ ڈرامے کا تصوّر ـــ اس کا دھندلا سا نقشہ ـــ میرے ذہن میں گھوم رہا ہے - ہاں ایک چیز میرے ذہن میں مستقل شکل اختیار کر چکی ہے ایک واقعہ ـــ ایک عورت (جو ڈرامے میں ہلڈا وانگل بن کر نمودار ہوئی) کی شکل، دلچسپ ـــ نہایت دلچسپ ـــ اس کی سیرت میں بھی شیطنت کی خفیف سی جھلک ہے - اُس میٹرول میں ایک آسٹروی نوجوان لڑکی سے اپنی ملاقات کا قصّہ بیان کیا - اس عجیب و غریب لڑکی کی سیرت میں غضب کی خطرناک دلکشی تھی -

اِس کا مفصّل ذکر ہم ہلڈا کی سیرت کے مطالعے کے سلسلے میں کریں گے۔

(۴) یہ سب اس ڈرامے کی تعمیر کے عناصر تھے۔ لیکن ایک واقعہ ایک حد تک اس ڈرامے کی تعمیر کا "باعث" اور "سبب" بھی تھا۔ ناروے کا بچّہ بچّہ اس واقعے کو جانتا ہے اور ابسن کے بہترین انگریزی سوانح نگار Zocker نے بہت دلچسپ تفصیل سے اس کا ذکر کیا ہے۔ کنوٹ ہامزن (Knut Hamson) جو میرے انتہائی کرم فرما ہیں، جن کے نام میں اس ڈرامے کا ترجمہ معنون کر رہا ہوں اور جو ناروے کے زندہ ادیبوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں اس واقعے کے ہیرو ہیں۔ کنوٹ ہامزن کی ابتدائی زندگی بہت سختی اور مصیبت سے گزری تھی، اور اس کا نتیجہ ان کے مشہور ناول "بھوک" کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس ناول نے غیر معمولی شہرت حاصل کی، ہامزن کا شمار بہترین ادیبوں میں ہونے لگا اور کچھ زمانے کے بعد ان کو نوبل پرائز دیا گیا۔ لیکن اپنی شہرت کے ابتدائی زمانے میں انھیں اپنی زندگی کی سختیاں یاد تھیں۔ انھوں نے ایک جلسہ کیا اس میں ابسن کو بھی مدعو کیا۔ اِبسن نوجوان مصنّفوں کی ہمت افزائی کو ہمیشہ تیار رہتا تھا اُس نے اِس دعوت کو منظور کیا۔ جلسے میں کنوٹ ہامزن نے ناروے کے جدید ادیب پر تقریر کی اور اس میں ابسن کو (جو وہاں بطور مہمان خاموش اور بالکل مجبور بیٹھا تھا) خُوب آڑے ہاتھوں لیا کہ نہ وہ اعلیٰ درجے کا فنکار ہے اور نہ فلسفی۔ ابسن جب تک ممکن ہو سکا خاموش اس ذِلّت کو برداشت کرتا رہا۔ اِس واقعے نے "معمارِ اعظم" کے اصلی تخیّل کی بنیاد ڈالی۔ کنوٹ ہامزون کی تقریر گویا نئی پود کا اعلان جنگ تھا۔ نئی پود، ڈراما کے معمارِ اعظم ابسن سے کہہ رہی تھی کہ وہ آنے والوں کے لیے جگہ خالی کر دے، اس کی عظمت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ کنوٹ ہامزون کے الفاظ کی صدائے بازگشت راگنار بروِک (جو ڈرامے میں نئی پود کا نمائندہ ہے) کے ان الفاظ میں سنائی دیتی ہے

"اس نے اتنے دنوں تک ہم کو اُبھرنے نہ دیا — اب ہم یہ دیکھنے آئے ہیں کہ وہ اپنی بلندی کے برابر بھی اُبھر نہیں سکتا"۔ سُول نس ڈرامے کے شروع ہی میں ڈاکٹر ہیروال سے کہتا ہے "نئی پود میرا دروازہ کھٹکھٹانے کو آیا ہی چاہتی ہے —" بہرحال اِبسن نے نئی پود کے اعلان جنگ کو منظور کرلیا اور یہ ڈراما اس کا جواب ہے۔ اِس ڈرامہ میں معمارِ اعظم پھر ان بلندیوں تک چڑھنا چاہتا ہے جن کو وہ خود تعمیر کرچکا ہے۔

ڈرامے کی ترتیب اور رُوحِ عمل

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ اِبسن کے آخری ڈراموں کے اسلوب کی خصوصیت استعارہ نگاری ہے۔ "معمارِ اعظم" میں یہ کیفیت مکمّل طور پر موجود ہے۔ پورا ڈرامہ ایک مکمّل استعارہ ہے۔ واقعات کی ترتیب اور نتائج کا ظاہری باعث قدرتی اسباب وعلل ہیں مگر ان کی تہ میں کوئی پوشیدہ حقیقت کام کرتی نظر آتی ہے۔

ڈرامہ کا قصّہ محض یہ ہے کہ ایک زبردست معمار دوسروں کی زندگیوں اور مسرتوں کو پامال کرکے اپنی ترقی کا راستہ بناتا ہے۔ جس نے اُسے کام سکھایا تھا اس کو کاروبار میں نیچا دکھاتا ہے۔ اُس کی آرزو یہ ہے کہ کسی طرح اُس کی بیوی کے مکان کو آگ لگ جائے اور مکان کے وسیع باغ کو وہ اِس کام میں لاسکے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے مکان تعمیر ہوسکیں۔ کچھ اتّفاق اور کچھ شاید اس کی قوّتِ ارادی کے زور سے آگ لگ ہی جاتی ہے۔ اُس کی بیوی اس صدمے سے بیمار ہوجاتی ہے اور اس کے دونوں شیرخوار بچّے مرجاتے ہیں۔ اُن کا داغ اس کی بیوی کے دل پر ہمیشہ کے لیے باقی رہ جاتا ہے اور اُس کا دِل ٹوٹ جاتا ہے۔ باوجود اِس کے کہ معمار اعظم اپنے پیشے میں انتہائی کامیابی حاصل کرلیتا ہے،

حقیقی راحت اُسے بھی نصیب نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ بڑھاپے کا زمانہ قریب آجاتا ہے اور اُسے یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں نئی پود ترقی کرکے اُسے زک نہ دے۔ وہ نئی پود کے سرگرم اور لایق نوجوانوں کو اُبھرنے نہیں دیتا۔ عین اس وقت ایک عجیب و غریب لڑکی آکے اُس کی زندگی کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ دس سال پہلے اُس نے ایک پہاڑی مقام پر اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ اُس وقت اس کی عمر آٹھ دس سال سے زیادہ نہ تھی۔ اُس نے لڑکی سے مذاق مذاق میں بہت سے وعدے کیئے تھے۔ اُس نے اس غضب کا تخیّل پایا ہے کہ وہ معمارِ اعظم کے تخیّل پر بھی قابو پالیتی ہے۔ لڑکی کی تمنّا یہ ہے کہ اس کو پھر بلند مینارہ کی چوٹی پر دیکھے اور اس ظاہری بلندی کو اسکی حقیقی عظمت کی مثال سمجھ کر مسرور اور متاثر ہو۔ معمارِ اعظم جس کو بلندی پر بہت جلد چکّر آجاتا ہے، پہلے تو ہچکچاتا ہے مگر پھر باوجود اپنی بیوی کی خوشامد کے اس لڑکی کی ترغیب سے منارہ پر چڑھ جاتا ہے۔ لمحہ بھر کے لئے اِس بلندی پر اپنی پوری عظمت کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے مگر فوراً ہی اوپر سے گرکر ختم ہو جاتا ہے۔ لڑکی کے عجیب وغریب خواب کی تعبیر اس طرح پوری ہوتی ہے۔

ایک واقعے کی حیثیت سے یہ پلاٹ بجائے خود مکمّل ہے، مگر اس کی تہ میں پوشیدہ تر معنی موجود ہے۔ اس ڈرامے کے استعارے میں ابسن نے خود اپنی ذہنی زندگی کو بیان کیا ہے۔ ڈرامہ کا ہیرو معمارِ اعظم سُول نس، ڈرامہ کے معمارِ اعظم اِبسن کا عکس ہے۔ سُول نس نے پہلے جو کلیسا تعمیر کیئے تھے اُن سے اِبسن کی مراد وہ شاعرانہ ڈرامے ہیں جو اُس نے ابتدائی دور میں لکھے۔ اُس کے بعد "انسانوں کے گھر بنانے" کی تہ میں اِبسن کی اُس ذہنی کیفیت کی تصویر نظر آتی ہے جس نے اُسے معاشرتی ڈرامے لکھنے پر مجبور کیا۔ "ہوائی قلعوں" سے مُراد ڈرامہ کا وہ دور ہے جب اِبسن کی ذہنی قوت زوال پذیر ہو چکی تھی، وہ کہنہ سال

ہو چکا تھا، تخیل ذہن پر حاوی ہو رہا تھا - مینار کی بلندی پر دوبارہ چڑھنا گویا ایسا ڈرامہ لکھنا ہے جو عظمت میں اس کے بہترین ڈراموں سے مقابلہ کر سکے - نئی پود کا علمبردار راگنار بروِوک (Ragnar Brovik) اصل میں کنوٹ ہامزون (Knut Hamson) ہے - اسی طرح مسز سول نس اصل میں ابسن کی بیوی **سوزانا اِبسن** ہے - ابسن کی دوست فرائے لاین راف (Raff) نے لکھا ہے "اگر مجھے اجازت دی جائے کہ میں ایک ذاتی مشاہدے کا ذکر کروں تو میں یہ کہوں گی کہ مسز اِبسن میں دو باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے وہ کبھی کبھی ابسن کو سمجھ نہیں سکتیں - ایک تو یہ کہ اکثر ظاہری طور پہ برتاؤ میں سختی کا اظہار جس کی تہ میں ان کے جذبات پوشیدہ ہوتے ہیں - دوسرے اُن باتوں کا غیر معمولی احساس جن کو اُنھیں فراخ دلی سے دیکھنا چاہیئے مثلاً یہ کہ نوجوان عورتوں اور لڑکیوں سے اِبسن کے مراسم جو بالکل معصوم تھے - ابسن نے اپنی بیوی سے کبھی بیوفائی نہیں کی"۔ اس سے قطع نظر اِبسن اور اس کی بیوی میں انتہائی محبّت تھی -

ہلڈا کی آمد اُس شاعرانہ تڑپ کی آئینہ دار ہے جو اِس کہنہ سالی کے زمانے میں ابسن میں پیدا ہو گئی تھی - اُس کا دماغ یہ خواب دیکھتا تھا کہ کوئی حسین لطیف روح آکر اُس کی روح کا بار ہلکا کر کے اُسے کنویں ہی میں کیوں نہ ڈھکیل دے - اسی طرح مسز سُول نس کی گڑیاں بھی ایک استعارہ ہیں - یہ گڑیاں اولاد کی تمنّا کا مجسّم مظہر ہیں - اِن سے اس کو جو محبّت تھی اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت میں ماں بننے کی جو نا قابل بیان آرزو اور تمنّا ہوتی ہے وہ اِن گڑیوں میں سمٹ آئی تھی -

لیکن یہ ڈراما محض ایک استعارہ ہی نہیں - اس کی ظاہری حقیقت بھی اِس کے باطنی معنوں سے کچھ کم اہم اور دلکش نہیں - واقعہ بھی استعارے کی طرح

ایک زندہ حقیقت ہی۔اس ڈرامے میں ابسن نے نفسیات تحلیلی کا سا اسلوب اختیار کرکے ایک کمزور اور بیمار ضمیر اور ایک تھکے ہوے دماغ کی سرگزشت بیان کی ہی۔ نفسیاتی کیفیتوں کو بیان کرجانے میں اُسے کمال حاصل ہی۔ مکالمے کی رفتار کے ساتھ معلوم ہوتا ہی کہ پردے اُٹھتے چلے جاتے ہیں اور ہم کو افراد قصہ کی مشہور ہستیوں کی بالکل نئی نئی اور عمیق سے عمیق تر گہرائیاں نظر آتی جاتی ہیں۔آج کل کی حقیقت نگاری (جس کی بنیاد زولا (Zola) نے ڈالی) اور ابسن کی حقیقت نگاری میں بہت فرق ہی۔ابسن کی نظر صرف نفس واقعہ یا تفصیلِ واقعہ کی حد تک محدود نہیں رہتی۔ وہ قلب اور باطن کی اُن گہرائیوں تک بھی پہنچ جاتا ہی جن تک پہنچنے کے لیے لامحدود تخیّل کی ضرورت ہی۔

اِس ڈرامے میں ابسن نے بعض جگہ نفسیاتی تجربے میں کمال کردیا ہی۔ایک اشارے میں وہ ایسے ایسے نفسیاتی نکات بیان کرجاتا ہی جس کی طبّی تشریح میں صفحے کے صفحے سیاہ ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ڈرامہ کا آخری جملہ ہلڈا کے پورے کردار کا خلاصہ پیش کرتا ہی۔ یا مثلاً سُول نس کا اپنے مکان میں بچّوں کے لیے تین کمرے تعمیر کرانا۔ یا مسز سُول نس کی گڑیاں اور اُن کے جل جانے کا صدمہ جس کو وہ اولاد کے صدمے سے زیادہ سمجھتی ہی۔

فنّی اعتبار سے "معمارِ اعظم" ہر طرح مکمّل ہی۔ اُس کی حقیقت نگاری چھوٹی سے چھوٹی ظاہری تفصیلوں پر بھی حاوی ہی۔ افراد قصّہ کی زندگی کے دونوں پہلو ——— اندرونی اور بیرونی، ظاہری اور باطنی یکساں ہم کو نظر آتے ہیں۔ ظاہری حرکات و سکنات کی حد تک معمولی سے معمولی جنبش بھی ہماری نظر سے پوشیدہ نہیں رہتی۔

روئداد کی نشو و نما بہت سادہ اور دلفریب طریقے پر ہوئی ہی۔ ڈرامہ

اس وقت شروع ہوتا ہے جب قصّے کے اکثر اہم واقعات کو گزر کر سالہا سال ہو چکے ہیں اور انجام سر پر منڈلا رہا ہے۔ ڈرامے کے واقعات چوبیس گھنٹے کے اندر ظہور میں آجاتے ہیں اور دورانِ گفتگو میں قدرتی اور مناسب طور پر گزشتہ واقعات کا علم ہوتا جاتا ہے۔

مکالمہ نگاری بھی کچھ کم مستحقِ تعریف نہیں۔ آخر منظر تک بجز بروِک کی مدت کے (جو نسبتاً ایک غیر متعلق چیز ہے) کوئی اور اہم انقلاب پلاٹ میں نہیں ہوتا جو ناظرین کی توجہ کا باعث ہو سکے۔ اس لیے ناظرین کو منہمک رکھنے کی ساری ذمہ داری مکالمے پر رہتی ہے۔ اور مکالمہ اس قدر دلچسپ ہے کہ ہر قدم پر باتوں ہی باتوں میں نئے نئے انکشافات ہوتے ہیں۔ کبھی تو ہم کسی کردار کے باطن اور اس کی نفسیاتی کیفیت کی جھلک دیکھ لیتے ہیں، کبھی انتہائی مربوط، سادہ اور نیچرل انداز میں گزرے ہوئے واقعات سنتے ہیں۔ مکالمے ہی سے قصّے کی رفتار میں تسلسل باقی رہتا ہے۔ اس غیر معمولی نفسیاتی نقاشی کا ایک بڑا ذریعہ مکالمہ ہے۔ مکالمے کی رو میں نفسیاتی اعترافات اس طرح آجاتے ہیں جیسے باتوں ہی باتوں میں کوئی دل کی بات کہہ جاتا ہے۔ ابسن کی مکالمہ نگاری میں ظاہری دلکشی بھی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ جابجا ہلکا سا طنز لطف دے جاتا ہے سلاست اور روانی بجائے خود بہت لطیف ہے۔ کہیں نام کو تکلّف نہیں پایا جاتا۔

سیرت نگاری

سول نس | پورا ڈرامہ ہال وار سول نس کی قلبی، ذہنی اور نفسیاتی کیفیت کی سرگزشت ہے۔ سول نس کی تہ میں ابسن خود چھپا ہوا ہے۔ کردار کی اہم ترین خصوصیت اس کی بے چینی ہے۔ یہ بے چینی ابسن کے تمام اہم کرداروں میں

پائی جاتی ہے۔ وہ کسی جگہ تک پہنچ جانا چاہتے ہیں، کچھ حاصل کرلینا چاہتے ہیں، اور اپنی منزلِ مقصود تک نہ پہنچ سکنے کی تڑپ ان کو مضطرب رکھتی ہے۔

سول نس کی موت محض حادثہ نہیں۔ اصلی سول نس ڈرامہ شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوچکا ہے۔ اس کی زندگی کی قوت ختم ہوچکی ہے۔ اُس کے نفس کی تشریح ایک طرح کا پوسٹ مارٹم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اِس چوبیس گھنٹے کے عرصے میں (جس دوران میں ڈرامے کے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں) ہم اس کی گزشتہ اور موجودہ زندگی، اس کی پوشیدہ قوتوں، اُس کی شخصیت، اس کے دماغ، اس کی قوتِ ارادی، اس کی طبیعت، اس کے ضمیر کی پوری جھلک دیکھ لیتے ہیں۔ سول نس ہی ڈرامے کی جان ہے۔ شروع سے آخر تک اسی کی شخصیت کے اطراف ڈرامہ نشوونما پاتا ہے اور اُس کے ساتھ ہی ختم ہوجاتا ہے۔ اُس نے غضب کی قوّتِ ارادی پائی ہے جو ہپناٹزم کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ کم از کم اس کی دانست میں محض اس کی قوّتِ ارادی سے مکان کو آگ لگ جاتی ہے۔ اُس کی قوّتِ ارادی سے کایا خود آکر اس کی ملازمت اختیار کرتی ہے، اور اپنے منگیتر کو چھوڑ کر اس کی ذہنی قوّت کا کھلونا بن جاتی ہے۔ اُس کی کشش ہلڈا کو دس سال کے بعد کھینچ لاتی ہے۔

ہلڈا وانگل | ہلڈا کے کردار کا تصور ابسن کے ذہن میں وی آنا (Vienna) کی ایک نوجوان لڑکی Frauline Emilie Bardach کو دیکھ کر پیدا ہوا جس سے وہ ۱۸۸۹ء میں قصبۂ Gossensass واقع ٹیرول (Tyrol) میں ملا تھا۔ اس کی عمر سترہ سال کی تھی اور ابسن کی عمر ۶۱ سال تھی ابسن نے اس سے رخصت ہوتے وقت اُسے ایک تصویر دی تھی جس پر لکھا تھا "ستمبر کی زندگی میں مئی کے آفتاب کو ـــــ بمقام ٹیرول" اُس کے البم پر ابسن نے یہ الفاظ لکھے تھے۔ "بلند، تکلیف دہ مسرت ـــــ ناممکن تک پہنچنے کی جدوجہد"

یہ دونوں جملے ہلڈا کے کردار کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ابسن نے اس کے نام بارہ خطوط لکھے۔ خطوط میں التفات و مہر کی جھلک ہے۔ اِن میں سے پانچویں خط میں وہ اسکو ''پُراسرار شہزادی'' اور چھٹے خط میں ''میری پیاری شہزادی'' لکھتا ہے۔ یہ الفاظ ''معمارِ اعظم'' کی ''شہزادی'' کی طرف اشارہ کرتے معلوم ہوتے ہیں۔ نویں خط (۶ فروری ۱۸۹۰ء) میں وہ لکھتا ہے ''میرا ضمیر مجھے ہدایت کرتا ہے کہ میں تم سے خط و کتابت بند کردوں یا کم ازکم کم کردوں'' دسواں خط ایک تعزیت نامہ ہے جو اس کے والد کے مرنے پر لکھا گیا ہے۔ گیارہویں خط میں اِبسن نے کسی تحفے کا شکریہ ادا کیا ہے اور اپنے نئے ڈرامے ''ہیڈا گابلر'' کو بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِبسن نے ''معمارِ اعظم'' اُسے نہیں بھیجا بلکہ اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جب یہ ڈرامے کی اشاعت کے بعد اس لڑکی نے اپنی ایک تصویر ''شاہزادی نارنجستان'' کے نام سے دستخط کرکے بھیجی تو ابسن کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ جب ابسن ستر سال کا ہوگیا تو اس لڑکی نے مبارکباد کا تار دیا جس کا جواب اِبسن نے بہت اخلاق سے دیا، یہاں ان کی خط و کتابت اور ان کے مراسم ختم ہوتے ہیں۔

اوپر ہم اس واقعے کا حوالہ دے آئے ہیں جو ڈاکٹر جولیس الیاس نے بیان کیا ہے۔ اِبسن نے جب ڈاکٹر الیاس سے ذکر کیا کہ نئے ڈرامے (''معمارِ اعظم'') کا نقشہ اس کے ذہن میں کچھ کچھ صورت اختیار کرچکا ہے، تو اُس نے اس عجیب و غریب لڑکی کا ذکر کیا جس سے وہ ٹیرول میں ملا تھا۔ اِس لڑکی نے فوراً ہی اِبسن کو اپنا رازدار بنا لیا تھا۔ اُس کے اعترافات کا خلاصہ یہ تھا کہ اُسے اپنے منگیتر کی (جو اچھا خاصا شایستہ نوجوان تھا) کوئی پروا نہیں تھی ــــــ اس کا ارادہ تھا کہ پھر سے شادی ہی نہ کرے۔ اُسے لطف اِس میں آتا تھا کہ دوسری عورتوں کے شوہروں کو مسحور کرکے اُن سے چھین لے۔ اُس کے خمیر میں شیطنت کا

ایک ہلکا سا جزو تھا۔ اِبسن کو وہ شکاری پرند معلوم ہوتی تھی جس کا اگر بس چل جاتا تو اُس کو بھی اپنا شکار بنا لیتی۔ اِبسن نے بہت غور سے اس کی سیرت کا مطالعہ کیا تھا۔ اِس لڑکی کا جادو اِبسن پر کچھ زیادہ نہ چل سکا۔ اِبسن نے ڈاکٹر الیاس سے یہ الفاظ کہے "میں تو اُسے نہ مل سکا، لیکن وہ مجھے ڈرامے کے لیے مل گئی"۔

ایک اور خاتون کا بھی پتہ چلتا ہے جس کا اثر بھی ہلڈا کے کردار کی تعمیر میں بڑی حد تک شامل ہے اس سے اِبسن وطن واپس ہونے کے بعد کرسچیانا میں ۱۸۹۱ء میں ملا تھا۔ اِس کا نام ہلڈر اندرسن (Hildur Andersen) تھا۔ اِبسن نے اسے اپنے کئی مسودے بھیجے جن میں اسے "شہزادی ہلڈر" لکھ کر خطاب کیا ہے۔

اِبسن نے ہلڈا کی تخلیق میں کمال لطافت سے کام لیا ہے۔ اُس کا خمیر مختلف اور متضاد دلکشیوں سے اُٹھایا گیا ہے۔ ایک طرف تو اس میں تباہ کاری کی وہ قوت پوشیدہ ہے جو سُولنس کی جان لے کر رہتی ہے۔ دوسری طرف اس میں فرشتوں کی سی لطف آمیز محبت اور شفقت ہے اور جب سُولنس کے بے چین ضمیر کو کہیں اُمید کی کرن تک نظر نہ آتی تھی ہلڈا اس کے لیے فرشتۂ رحمت بن کر آتی ہے۔

ہلڈا کی اہم ترین خصوصیت اس کا بے پایاں تخیّل ہے۔ اُس کی زندگی اس کے تخیّل کا کھلونا ہے۔ دس سال پہلے ایک اجنبی نے جو اُس سے مذاق کیا تھا وہ اس کے لیے زندگی کی اہم ترین حقیقت بن جاتا ہے۔ ہلڈا میں نسوانیت کا احساس بچپن میں بھی بہت پختہ تھا۔ اِس احساس نے اس کے تخیّل لامحدود بلند پروازیوں کی وجہ سے بہت خطرناک صورت اختیار کر لی۔ وہ گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑی ہوئی کہ اپنے تخیّل کی پیاس بجھائے۔

اس کی طبیعت ایک معمہ معلوم ہوتی ہے۔ اُس کی سرشت جو تخیّل محض ہے اور

تخیّل کی طرح بے ترتیب ہی آسانی سے سمجھ میں نہیں آتی - وہ بے چینی اور تڑپ جو ابسن کے اہم کرداروں میں پائی جاتی ہی اس میں انتہا کو پہنچ گئی ہی - ناممکن کو حاصل کر لینے کی تمنّا ہمیشہ اُسے بیقرار رکھتی ہی -

ہلڈا میں بلا کی دلکشی ہی - اور یہ دلکشی انتہائی خطرناک ہی - سُول نس نے اگر اُس کو "شکاری پرند"، کہا تو غلط نہیں کہا جس طرح ساحل کی پریاں Sirens مسافروں کو اپنے دلربا گیت سُنا سنا کر اور اپنے حُسن کی جھلک دکھا دکھا کر اپنی طرف بلاتی تھیں اور ان کی کشتیوں کو چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش کر دیتی تھیں، اُسی طرح ہلڈا کو بھی اپنی عجیب، خطرناک نفسیاتی دلکشی کے استعمال میں کمال حاصل ہی - اِس دلکشی کے سامنے سُول نِس کی زبردست قوت ارادی پرزے پرزے ہو جاتی ہی اور یہ دلکشی اُس کو مسحور کر کے ایک طرح کی خودکشی کی حد تک مجبور کر دیتی ہی -

ہلڈا کی سرشت میں جو بے چینی اور تڑپ ہی وہ اُسے مجبور کرتی ہی کہ سنسنی خیز نظاروں اور حادثوں سے اپنی پیاس بجھائے - وہ سنسنی خیز ہنگاموں کی تلاش میں رہتی ہی - اُس کے حواس ہمیشہ دل دہلا دینے والے ہنگاموں کی جستجو کرتے ہیں - اور خوفناک سنسنی خیز مناظر سے اُسے ایک عجیب نیم وحشیانہ اور نیم نسوانی مسرت حاصل ہوتی ہی -

---

"معمارِ اعظم"، کا ترجمہ

اِبسن کی تمام تصانیف میں خصوصیت سے "معمارِ اعظم"، کو ترجمے کے لیے اِس وجہ سے انتخاب کیا گیا کہ یہ ابسن کے تمام ڈراموں میں بڑی حد تک ممتاز ہی -

اس کا شمار یقینی طور پر ابسن کے بہترین ڈراموں میں ہے۔ ابسن کے بہت سے ڈرامے یورپ کی معاشرت سے متعلق ہیں اور ہندوستان کے ناظرین کے لیے اتنی دلکشی نہیں رکھتے۔ وہ معاشری مسائل جن پر ابسن نے "گڑیا کا گھر" اور "آسیب" جیسے ڈرامے لکھے تھے اب معاشری اصلاحات اور طبی ترقیوں کی وجہ سے کم ازکم یورپ میں تو حل ہو چکے ہیں۔ "معمارِ اعظم" باطن کا ڈرامہ ہے اور دنیا بھر کے لیے یکساں دلفریبی کا سامان رکھتا ہے۔ اُس میں وہی کشش ہے جو ابسن کے سب سے شاندار ڈرامے Peer Gynt میں موجود ہے۔

اُردو ادب میں ڈراما کا جو فقدان ہے اُس کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ یورپ کے معیاری ڈراموں کے ترجمے سرے سے مفقود ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری زبان میں ڈراما کا کوئی صحیح تصوّر اور صحیح معیار نہیں پیدا ہونے پایا۔ اِس ترجمے کا مقصد یہ ہے کہ اُردو داں پبلک ایک اہم ڈرامائی شاہکار کو اپنی زبان میں پڑھ سکے اور جدید مغربی ڈرامہ کے امام اِبسن سے روشناس ہو۔

اِس ڈراما کا ترجمہ میں نے ۱۹۳۵ء میں مختلف انگریزی ترجموں کی مدد سے کیا تھا۔ کئی سال تک یہ ترجمہ یوں ہی پڑا رہا۔ ۱۹۳۸ء میں میں نے لندن میں اپنی ایک نارویجنی دوست مس سیگرید کرسٹفرسن (Miss Sigrid Cristofersen) کی مدد سے ترجمے کی نظر ثانی کی۔ میں اُن سے نارویجنی زبان سیکھ بھی رہا تھا۔ ۱۹۳۸ء ہی میں موسم گرما کی تعطیلات میں نے ناروے میں گذاریں اور ابسن کے ہموطنوں کے غیر معمولی اخلاق اور مہمان نوازی کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی، مراسم، اور معاشرتی کیفیتوں کو بھی دیکھنے کا موقع ملا جس سے ابسن کو سمجھنے میں بہت مدد ملی۔ میں پروفیسر فرانسس بل استاذِ ادبیات جامعۂ اوسلو (ناروے) کا خاص طور پر ممنون ہوں جنھوں نے مسٹر کنوٹ ہامزون کی فرمائش سے خاص طور پر

اس ترجمے کے لیے دیباچہ تحریر فرمایا ہے۔

عزیز احمد
حیدرآباد ۔ ۱۵ جون ۱۹۳۹ء

افراد

ہال وار سُول نس	معمارِ اعظم
ایلن سُول نس	اُس کی بیوی
ڈاکٹر ہیر وال	معالج
کُنوٹ بروِک	پہلے معمار تھا اب سُول نس کے پاس ملازم ہے۔
راگنار بروِک	اُس کا لڑکا۔ نقشہ نویس۔
کایا فوسلی	اُس کی بھانجی۔ محاسب
ہلڈا وانگل	
کچھ اور عورتیں	
سڑک پر مجمع	

ڈرامے کا عمل، سالنس کے مکان میں یا مکان کے قریب وقوع پذیر ہوتا ہے۔

پہلا ایکٹ

ہال وار سُول نس کے مکان میں معمولی سازوسامان سے آراستہ ایک
کاروبار کا کمرہ۔ بائیں طرف تہ ہونے والے دروازوں سے ہال کی طرف راستہ ہے
دائیں طرف کے دروازے سے مکان کے اندرونی کمروں کو راستہ جاتا ہے۔ پشت کے
دروازے سے نقشہ نویس کا دفتر نظر آتا ہے۔ سامنے بائیں جانب ایک میز پر کتابیں،
کاغذات اور نوشت وخواند کا سامان ہے۔ اُس کے پیچھے دروازے کے عقب میں ایک
آتشدان ہے دائیں جانب کونے میں، ایک صوفہ، ایک میز اور دو کرسیاں ہیں۔ میز پر
پانی کا بوتل اور گلاس ہے۔ اُسی جانب ذرا اور آگے ایک اور چھوٹی سی میز، ایک
جھولنے والی کرسی اور ایک بازووں والی کرسی ہے۔ نقشہ نویس کے کمرے میں
میز پر، کونے کے میز پر، اور کتابوں کی میز پر فانوس پوش لیمپ روشن ہیں۔
نقشہ نویس کے کمرے میں کنوٹ بروِک اور اُس کا بیٹا راگنار نقشوں اور
حسابات کی دیکھ بھال میں مصروف ہے۔ باہر کے آفس میں، کتابوں کی میز پر، کایا
بہی کھاتے میں کچھ درج کر رہی ہے۔ کنوٹ بروک ضعیف العمر آدمی ہے۔ سر اور
ڈاڑھی کے بال سفید ہو چکے ہیں، کسی قدر پھٹا ہوا لیکن صاف ستھرا سیاہ کوٹ
اور میلا سا سفید گلوبند پہنے اور عینک لگائے ہے۔ راگنار بروِک تیس سال سے
زیادہ کا ایک خوش پوش، خوش وضع آدمی ہے، قد کسی قدر خمیدہ ہے۔ کایا فوسلی
بیس سال سے کچھ زیادہ کی ایک دُبلی پتلی نازک اندام لڑکی ہے۔ کپڑے بہت سلیقے
سے پہنے ہے۔ آنکھوں پر سبز رنگ کا چشمہ لگائے ہے۔

کچھ دیر تک تینوں خاموشی سے کام کرتے رہتے ہیں۔

کنُوٹ بروِک ۔(میز سے دفعتًا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ گویا کسی تکلیف کی وجہ سے۔ اور دِقّت سے گہری سانس لے کر دروازے کی طرف آتا ہے) نہیں، اب میں زیادہ برداشت نہیں کرسکتا۔

کایا (اُس کے پاس جاکے) اس وقت آپ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے؟ کیوں ماموں ؟

بروِک ۔ روز حالت بد سے بدتر معلوم ہوتی ہے۔

راگنار (اُٹھ کے آگے بڑھتا ہے) ابّا، اب آپ گھر چلے جایئے۔ اور کوشش کیجیے ذرا نیند آجائے........

بروِک (بے صبری سے) جاکے سوجاؤں۔ کیوں ؟ تم چاہتے ہو بالکل ہی دم گھُٹ جائے۔

کایا۔ تو کچھ دور چہل قدمی کرلیجیے۔

راگنار۔ ہاں ہاں۔ میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔

بروِک (زور دے کر) اُس کے آنے تک تو میں نہیں جاتا۔ میں نے تہیّہ کرلیا ہے کہ اُس ...... (ضبط کرکے تلخ لہجے میں) اُس سے ...... مالک سے آج اس کا تصفیہ کرکے رہوں گا۔

کایا (پریشانی سے) نہیں نہیں ماموں —— ابھی ذرا اور ٹھہر جایئے۔

راگنار۔ ہاں ذرا اور انتظار کرلیجیے۔

بروِک (دقت سے سانس لے کر) ہا — ہا —! میرے لیے اب انتظار کا وقت کہاں باقی ہے۔

کایا (کان لگاکے) خاموش۔ زینوں پر اُس کی آہٹ معلوم ہو رہی ہے۔

(تینوں ہٹ ہٹ کر اپنے کام میں مصروف ہوجاتے ہیں - مختصر سا وقفہ -
ہال وار سُول نس ہال کے دروازے سے داخل ہوتا ہے- شباب کا زمانہ گزر چکا ہے
مگر تندرست اور مضبوط آدمی ہے- چھوٹے چھوٹے گھونگروالے بال ہیں - مونچھیں
اور بھویں سیاہ ہیں - زردی مائل سبز جاکٹ پہنے ہے- سر پر ایک نرم بھُوری ٹوپی
ہے اور ہاتھ میں ایک دو ہلکے سے بستے ہیں) -

سُول نس (دروازے کے قریب ، نقشہ نویس کے کمرے کی طرف اشارہ
کرکے آہستہ سے) وہ لوگ چلے گئے ؟

کاپا (آہستہ سے سر ہلاکر) نہیں (اپنی آنکھوں سے چشمہ اُتارتی ہے- سُول نس
کمرے کو- طے کرکے اپنی ٹوپی ایک کرسی پر ڈال دیتا ہے- بستوں کو صوفے کے قریب
کی میز پر رکھ دیتا ہے- اور خود کتاب کی میز کی طرف بڑھتا ہے- کاپا لکھنے میں بدستور
مشغول رہتی ہے ، مگر کچھ مضطرب اور بے چین سی معلوم ہوتی ہے) -

سُول نس (بلند آواز سے) مِس فوسلی ، کیا درج کر رہی ہو؟

کاپا (چونک کر) جی صِرف وہی جو ....

سُول نس - ذرا میں بھی تو دیکھوں مس فوسلی (اس کے قریب جُھک کر گویا
بہی کھاتے کو دیکھ رہا ہے ، آہستہ سے کہتا ہے) کاپا -

کاپا (نرم لہجے میں ، اُسی طرح لکھتے لکھتے) کیا ؟

سُول نس - جب میں آتا ہُوں تو تم وہ چشمہ کیوں اُتار دیتی ہو ؟

کاپا - (پہلے کی طرح) وہ چشمہ لگا کے میں بہت بدصورت معلوم ہوتی ہوں-

سُول نس - (مسکراکر) تو تم بدصورت معلوم ہونا نہیں چاہتیں ؟ کیوں
کاپا ؟

کاپا - (دزدیدہ نظر سے اُس کی طرف دیکھ کر) نہیں ...... آپ کی نگاہوں میں

تو بدصورت ٹھہرنا نہیں چاہتی۔

سُول نِس۔ (اُس کے بالوں پر آہستہ سے ہاتھ پھیر کر) میری بیچاری چھوٹی سی کایا۔

کایا۔ (سر جھکا کر) خاموش ــــ وہ لوگ سُن لیں گے۔

(سُول نِس کمرے کی دائیں جانب جاتا ہے، مُڑتا ہے اور نقشہ نویس کے کمرے کے دروازے کے سامنے ٹھہر جاتا ہے)۔

سُول نِس۔ کوئی مجھ سے ملنے آیا تھا؟

راگنار۔ (اُٹھ کر) ہاں ۔ وہی نوجوان میاں بیوی جو لوس تراند میں مکان بنوانا چاہتے ہیں۔

سُول نِس۔ (بڑبڑاتے ہوئے) وہ دونوں؟ اُن کو ابھی اور انتظار کرنا ہوگا۔ ابھی تک تو میں نقشوں کے متعلق کوئی اندازہ ہی نہیں قائم کرسکا ہوں۔

راگنار۔ (آگے بڑھ کے، کچھ پس و پیش کے بعد) بہت بیتاب تھے کہ نقشے فوراً ہی مل جائیں۔

سُول نِس۔ (پہلے کی طرح) ہاں ٹھیک ہی ــــ سب ہی بیتاب ہوتے ہیں۔

بروِک۔ (نظر اُٹھا کر) کہہ رہے تھے کہ اپنے ذاتی مکان کی اُنھیں بہت تمنّا ہی۔

سُول نِس۔ ہاں، ہاں ۔ خوب معلوم ہی ۔ جو کچھ اُنھیں بنا کے دیدیا جاتا ہی خوشی سے قبول کرلیتے ہیں ۔ رہنے کو ــــ سروں پر سایے کے لیے چھت مل جاتی ہی۔ پتا مستقل ہوجاتا ہی ــــ مگر وہ چیز ایسی نہیں ہوتی کہ اُسے مکان کہہ سکیں ۔ نہیں صاحب، معاف کیجیے ۔ اگر یہی بات ہی تو وہ کسی اور سے معاملہ کریں ۔ دوبارہ جب وہ لوگ آئیں تو اُن سے یہی کہہ دینا۔

بروِک ۔ (اپنی عینک پیشانی پر چڑھا کے اُس کی طرف تعجب سے دیکھتا ہی) کسی اور سے معاملہ کرلیں؟ توآپ اُجرت سے دست بردار ہوجانے کے لیے تیار ہیں؟

سُول نِس۔ (بے صبری سے) ہاں، ہاں، ہاں ۔ جہنّم رسید کرو ۔۔۔ یونہی مکان بنا دینے سے تو یہی بہتر ہی ۔ (زور دے کر) اور اس کے علاوہ میں ان لوگوں سے اچھی طرح واقف بھی تو نہیں ہوں ۔

بروِک ۔ وہ لوگ بھروسے کے قابل تو ہیں ۔ راگنر اُن سے واقف ہی ۔ اُس خاندان سے اُس کے اچھّے مراسم ہیں ۔ قابلِ اعتبار لوگ ہیں ۔

سُول نِس ۔ قابلِ اعتبار ۔۔۔ قابلِ اعتبار ۔ میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہی ۔ یا میرے خدا ۔۔۔ کیا اب بھی تم نہیں سمجھے ؟ (غصّے سے) میں اجنبیوں سے کوئی معاملت کرنا نہیں چاہتا ۔ جس سے جی چاہے اُس سے معاملہ کرلیں، مجھے کوئی واسطہ نہیں ۔

بروِک ۔ (اُٹھ کر) یہ آپ نے طے کرلیا ہی ؟

سُول نِس ۔ (ترش روئی سے) ہاں ۔ ایک حد تک طے کرلیا ہی ۔

(سامنے آتا ہی ۔ بروِک راگنر سے آنکھیں چار کرتا ہی جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اُسے اشارے سے روکتا ہی ۔ بروِک سامنے کے کمرے میں آجاتا ہی)

بروِک ۔ میں آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں ۔

سُول نِس ۔ اچھّا ۔

بروِک ۔ (کایا سے) کایا تم ذرا ایک منٹ کے لیے اندر چلی جاؤ ۔

کایا ۔ (بے چینی سے) مگر ماموں ۔۔۔

بروِک ۔ بیٹی میرا کہنا مانو ۔ اور دروازے بند کرتی جاؤ ۔

(کابا بادلِ ناخواستہ، سُول نس کی طرف پریشانی اور خوشامد کی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی نقشہ نویس کے دفتر میں چلی جاتی ہی اور دروازہ بند کرلیتی ہی)۔

برووِک (اپنی آواز کچھ کم کرکے) میں نہیں چاہتا اِن بچّوں کو معلوم ہو کہ میری حالت کِس قدر خراب ہی۔

سُول نس۔ ہاں اِدھر کچھ دنوں سے تمہاری صحت خراب معلوم ہوتی ہی۔

برووِک۔ بہت جلد میرا کام تمام ہوجائے گا — دِن بدن میری قوّت زائل ہوتی جارہی ہی۔

سُول نس۔ بیٹھ تو جاؤ۔

برووِک۔ شکریہ — اجازت ہی؟

سُول نس۔ (سہولت کے لیے کرسی کو قریب کرکے) یہ لو — اس کرسی پر۔ ہاں کہو۔

برووِک۔ (بدقت تمام بیٹھ کر) جی ہاں میں راگنار کے متعلق کچھ کہنا چاہتا تھا۔ میرے قلب پر سب سے بڑا بار یہی ہی اُس کا کیا انجام ہوگا؟

سُول نس۔ کیوں۔ جب تک تمہارے لڑکے کو منظور ہی میرے یہاں کام کرتا رہے گا۔

برووِک۔ یہی بات تو اُسے منظور نہیں۔ یہاں اور زیادہ رہنے کے لیے وہ تیار نہیں۔

سُول نس۔ کیوں میرا خیال تھا کہ وہ یہاں بہت آرام سے ہی۔ اگر وہ زیادہ تنخواہ چاہتا ہی تو مجھے عذر نہیں —

برووِک۔ نہیں یہ بات نہیں (بے صبری سے) بلکہ جلد یا بدیر وہ خود علیحدہ ذاتی کاروبار شروع کرنا چاہتا ہی۔

سُول نس۔ (اُس کی طرف دیکھے بغیر) تو کیا تم سمجھتے ہو اُس میں اس قدر صلاحیت موجود ہے کہ وہ علیحدہ کاروبار شروع کرسکے۔

بروِک۔ نہیں، یہی بات تو میری قلبی تکلیف کا باعث ہے — مجھے اس لڑکے کے متعلق بھی شک پیدا ہونے لگا ہے۔ کیونکہ آپ نے بھی کبھی — ایک بھی تعریفی کلمہ نہیں کہا۔ اس کے باوجود میں یہی سمجھتا ہوں کہ اُس میں کچھ نہ کچھ صلاحیت ضرور ہے۔

سُول نس۔ ہاں مگر اُس نے کچھ نہیں حاصل کیا — مطلب یہ ہے کہ مکمّل طور پر کچھ نہیں حاصل کیا۔ ہاں نقشہ کشی البتہ سیکھ لی۔

بروِک۔ (اُس کی طرف دبی ہوئی نفرت سے دیکھ کر بیٹھی ہوئی آواز میں) پہلے جب آپ میرے یہاں کام کرتے تھے تو آپ کو بھی کاروبار سے بہت کم واقفیت تھی۔ لیکن یہ چیز آپ کو کام کرنے سے روک نہ سکی۔ (دقت سے سانس لے کر) — اور آپ نے آگے نہ بڑھنا چاہا — میرے کاروبار میں خلل ڈال کے۔ میرے اور دوسرے بہت سوں کے کاروبار میں خلل ڈال کے۔

سُول نس۔ ہاں۔ زمانے نے میرا ساتھ دیا۔

بروِک۔ یہ آپ نے بجا کہا — ہر چیز نے آپ کا ساتھ دیا۔ مگر آپ کے دل نے یہ کیسے گوارا کرلیا کہ میرا کام تمام ہوجائے — اور میں یہ بھی نہ دیکھ سکوں کہ راگنار کس کام کے لیے موزوں ہے۔ ...... اور پھر آنکھ بند ہونے سے پہلے میں ان دونوں کی شادیوں کا سماں بھی دیکھ لینا چاہتا ہوں۔

سُول نس۔ (تیز لہجے میں) کیا اس کی (کایا کی) بھی یہی آرزو ہے؟

بروِک۔ نہیں کایا کو تو اس قدر آرزو نہیں جتنی راگنار کو ہے — وہ روز یہی ذکر چھیڑتا ہے (خوشامد سے) آپ کو چاہیے — آپ کو چاہیے کہ اُسے

علیحدہ کام شروع کرنے میں مدد دیں۔ میں اپنی آنکھوں سے اُس لڑکے کا کام دیکھ لینا چاہتا ہوں۔ سُن رہے ہیں آپ؟

سُول نِس۔ (جھنجھلا کر) ارے ہٹاؤ بھی۔ میں اُس کے لیے آسمان سے کمیشن لے کر آؤں۔

برووِک۔ اس وقت بھی اُسے اچھا خاصا کمیشن مل سکنے کا موقع حاصل ہے۔ ایک اہم کام موجود ہی ہے۔

سُول نِس۔ (چونک کر، بے چینی سے) موجود ہے؟

برووِک۔ بشرطیکہ آپ اجازت دیں۔

سُول نِس۔ کس قسم کا کام؟

برووِک۔ (کسی قدر پس و پیش کے بعد) لوسترانڈ میں جو مکان بنوانا ہے، اُسے بنانے دیجیے۔

سُول نِس۔ کیوں؟ اُس کو تو میں خود بنواؤنگا۔

برووِک۔ مگر آپ کا تو اُس کو خود بنوانے کا ارادہ نہیں ہے۔

سُول نِس۔ (مشتعل ہو کر) ارادہ نہیں ہے۔ کون کہتا ہے۔

برووِک۔ ابھی آپ نے خود کہا تھا۔

سُول نِس۔ خیر میں نے جو کچھ کہا تھا —— وہ لوگ راگنار کو مکان بنانے بھی دیں گے۔

برووِک۔ ہاں اس سے اُن کے خاندان سے دوستی ہے۔ اور پھر —— محض تفریحاً —— اُس نے نقشے اور تخمینے وغیرہ بھی تیار کیے ہیں۔

سُول نِس۔ اور اُن لوگوں کو جو اُس مکان میں رہیں گے وہ نقشے پسند بھی آئے؟

بروِک - ہاں اگر آپ اُن کو دیکھیں اور آپ کو پسند آجائیں تو ——
سُول نِس - تو وہ راگنر کو اپنا مکان بنانے کی اجازت دیدیں گے -
بروِک - اُنہیں اُس کا نقشہ بہت پسند آیا - کہہ رہے تھے کہ بالکل جدید وضع ہی -
سُول نِس - اچھا - جدید - تو وہ پُرانے قسم کے مکان جو میں تیار کرتا ہوں پسند نہیں ؟
بروِک - اُنہیں وہ بالکل مختلف معلوم ہوُا -
سُول نِس - (غصہ ضبط کر کے) تو ایسے وقت میں جب میں باہر گیا ہوا تھا —— محض راگنار سے ملنے کے لئے وہ لوگ آئے تھے ؟
بروِک - وہ آپ ہی سے ملنے آئے تھے اور یہ بھی پوچھنا چاہتے تھے کہ کیا آپ دست کش ہو جائیں گے ....
سُول نِس - (غصّے سے) دست کش ؟ ہیں ؟
بروِک - بشرطیکہ آپ کے خیال میں راگنار کے نقشے ......
سُول نِس - میں تمہارے لڑکے کے لیے دست کش ہو جاؤں !
بروِک - اُن کا مقصد یہ تھا کہ آپ معاہدے سے دست کش ہو جائیں
سُول نِس - تب بھی وہی بات ہوئی (غصّے میں ہنستا ہی) اچھا تو یہ بات ہی ؟ کیوں ؟ اب ہال وار سُول نِس کو دست کش ہو جانا چاہیئے - نوجوانوں کے لیے جگہ خالی کر دینا چاہیے - چھوٹے سے چھوٹے نوجوان تک کے لیے جگہ خالی کر دینا چاہیے - جگہ - جگہ -
بروِک - لیکن ایک سے زیادہ آدمی کے لیے تو جگہ موجود ہی ہو گی -
سُول نِس - نہیں خالی کرنے بھر کی تو جگہ نہیں ہی — جو کچھ ہونا ہی ہو جائے —

میں دست کش نہیں ہوں گا - میں کسی کے لیے جگہ خالی نہیں کروں گا - جہاں تک میرا بس چل سکے گا، اِس دنیا میں تو یہ مجھ سے کبھی نہ ہوگا -

بروک - (بدقّتِ تمام اُٹھ کر) تو کیا اطمینانِ قلب میسّر ہونے سے پہلے ہی میرا کام تمام ہو جائے گا؟ مسرّت کی کرن کے بغیر؟ راگنار پر اعتماد اور یقین کیے بغیر؟ اُس کے کام کا کوئی نمونہ دیکھے بغیر؟ کیا میری قسمت میں یہی ہے؟

سُول نِس - (دوسری طرف منہ پھیر کر بڑبڑاتے ہوئے) بھئی - یہ مجھ سے کیا پُوچھتے ہو -

بروک - میں اِس ایک سوال کا جواب چاہتا ہوں - کیا اسی غربت کی حالت میں میرا دم نکلے گا؟

سُول نِس - (اپنے آپ سے کچھ کشمکش کے بعد نرم لیکن مستقل لہجے میں) جس حالت میں تمہارا دم نکلنا ہوگا نکلے گا -

بروک - خیر یہی سہی - (کمرے کے بالائی حصّے میں چلا جاتا ہے)

سُول نِس - (اس کے پاس جا کے، تقریباً بے قابو ہو کے) تم اتنا نہیں سمجھتے کہ میں مجبور ہوں - میری فطرت جیسی کچھ بھی ہے، ہے - اِس کو میں بدل نہیں سکتا -

بروک - ہاں، ہاں میں جانتا ہوں، آپ بدل نہیں سکتے - (لڑکھڑاتا ہے اور صوفے والی میز کا سہارا لیتا ہے) مجھے ایک گلاس میں پانی مل سکے گا؟

سُول نِس - ہاں، ہاں - (گلاس بھر کے اُسے دیتا ہے)

بروک - شکریہ (پی کے گلاس رکھ دیتا ہے - سول نس آگے بڑھ کے نقشہ نویس کے کمرے کا دروازہ کھول دیتا ہے)

سُول نِس - راگنار تم آؤ، اور اپنے والد کو گھر پہنچا دو - (راگنار تیزی سے

اُٹھتا ہی۔ وہ اور کایا کمرے میں داخل ہوتے ہیں)

راگنار۔ کیوں کیا ہی ابّا ؟

برووِک۔ مجھے اپنے بازو کا سہارا دو۔ چلو اب گھر چلیں۔

راگنار۔ بہت اچھا۔ کایا تم بھی اپنے کپڑے ٹھیک ہی کرلو نا۔

سُول نِس۔ مس فوسلی کو ابھی کچھ ٹھہرنا ہوگا ــــ تھوڑی دیر کے لیے میں ایک خط لکھوانا چاہتا ہوں۔

برووِک۔ (سُول نِس کی طرف دیکھ کر) خدا حافظ۔ شب بخیر۔ بشرطیکہ آرام سے نیند آئے۔

سُول نِس۔ شب بخیر۔

(برووِک اور راگنار ہال کے دروازے سے باہر جاتے ہیں۔ کایا کتابوں کی میز کے قریب جاتی ہی، اور دائیں جانب بازووں والی کرسی کے قریب سر جھکائے کھڑی رہتی ہی)۔

کایا۔ (مذبذب لہجے میں) کیا کوئی خط ہی ــــــ

سُول نِس۔ (تیزی سے) نہیں۔ خط وط نہیں۔ (سختی سے اُس کو دیکھ کر) کایا۔

کایا۔ (پریشان ہوکر دھیمی آواز میں) کیا ؟

سُول نِس۔ (حاکمانہ انداز سے فرش پر اشارے سے ایک جگہ بتاکے) یہاں آؤ۔ فوراً۔

کایا۔ (پس و پیش کے بعد) کیا ؟

سُول نِس۔ (پہلے کی طرح) اور قریب آؤ۔

کایا۔ (تعمیل کرتے ہوئے) مجھ سے چاہتے کیا ہو ؟

سُول نِس۔ (لمحہ بھر اُس کی طرف دیکھ کے) کیا تمہاری ہی عنایت سے یہ سارا ہنگامہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔

کاپا۔ نہیں؛ یہ نہ سمجھنا۔

سُول نِس۔ مگر اس کا تو اقبال کرو کہ ــــ تمہارا شادی کرنے کا ارادہ ہے۔

کاپا (آہستہ سے) چار یا پانچ سال سے میری نسبت راگنار سے ہے۔ اس لیے ــــــ

سُول نِس۔ اور تم چاہتی ہو کہ اب فراغت ہو جانا چاہیے؛ کیوں یہی بات ہے نا؟

کاپا۔ ماموں اور راگنار یہی کہتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں مجھے بھی تیار ہونا ہی پڑے گا۔

سُول نِس۔ (بہت نرمی سے) کاپا کیا تم کو راگنار سے ذرا بھی اُنس نہیں؟

کاپا۔ پہلے مجھے راگنار سے بہت محبّت تھی ــــ یہاں تمھارے پاس آنے سے پہلے۔

سُول نِس۔ مگر اب تو نہیں؟ بالکل نہیں؟

کاپا۔ (جوش سے دونوں ہاتھ جوڑ کر اُس کی طرف بڑھا کر) اب تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ صرف ایک ہی شخص ہے جس سے مجھے محبت ہے۔ ایک، اور دنیا بھر میں صرف ایک۔ اُس کے سوا کسی اور سے میں محبت نہیں کر سکتی۔

سُول نِس۔ ہاں کہتی تو تم یہ ہو۔ اور پھر میرے پاس سے چلی جاؤگی.... ہر چیز کو میرے سر ڈال کر چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔

کاپا۔ کیوں کیا میں اس صورت میں تمھارے پاس نہیں رہ سکتی کہ راگنار سے ....؟

سُول نِس۔ (اس خیال کو بدلنے کے لئے) نہیں نہیں یہ ناممکن ہے۔ اگر راگنار مجھ سے قطع تعلق کر کے خود کاروبار شروع کرے تو قدرتی طور پر اُس کو تمہاری ضرورت ہوگی۔

کایا۔ (ہاتھ مل کر) میں محسوس کرتی ہوں کہ میں تم سے جُدا نہیں ہو سکتی۔ یہ بالکل بالکل ناممکن ہے۔

سُول نِس۔ تو پھر اس کا خیال رکھو کہ راگنر کے ذہن سے یہ خیالِ خام نکال دو۔ جتنی مرتبہ جی چاہے اُس سے شادی کرو۔ (لہجہ بدل دیتا ہے) میرا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس وہ اچھی خاصی طرح ملازم ہے۔ اُسے یہ ملازمت نہ چھوڑنے دو۔ اسی صورت میں میری کایا میں تم کو بھی رکھ سکتا ہوں۔

کایا۔ ہاں اگر یہ ہو سکے تو کیا ہی اچھا ہے۔

سُول نِس۔ (دونوں ہاتھوں میں اُس کا سر لے کر سرگوشی کرتا ہے) تمہارے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہر روز تمہارا میرے پاس ہونا ضروری ہے۔

کایا۔ (جذبات کے سُرور میں) یا میرے خدا۔ یا میرے خدا۔

سُول نِس۔ (اس کے بالوں کو چُوم کر) کایا ...... کایا۔

کایا۔ (اُس کے سامنے دوزانو ہو کر) تم میرا کس قدر خیال کرتے ہو۔ کس قدر زیادہ خیال کرتے ہو۔

سُول نِس۔ (زور دے کر) اُٹھو۔ خدا کے لیے اُٹھو۔ کسی کی آہٹ معلوم ہو رہی ہے۔

(اُسے اُٹھنے میں مدد دیتا ہے۔ وہ لڑکھڑا کر میز کے قریب پہنچتی ہے۔ مسز سُول نِس دائیں جانب کے دروازے سے داخل ہوتی ہے۔ دیکھنے میں وہ دُبلی پتلی ہے۔ صدموں نے اُسے مضمحل کر دیا ہے پھر بھی گزرے ہوئے حُسن کے آثار

باقی ہیں - بالوں کی لٹیں بھوری ہیں - بہت شستہ مذاق کا لیکن بالکل سیاہ لباس پہنے ہے - کسی قدر دھیمی اور مغموم آواز میں باتیں کرتی ہے)

مسز سُول نس - (دروازے سے) ہال وار -

سُول نس - (پلٹ کر) تم ہو پیاری ——— ؟

مسز سول نس - (کایا کی طرف دیکھ کر) میں تمہارے کام میں تو مخل نہیں ہو رہی ہوں ؟

سُول نس - بالکل نہیں - بس فوسلی کو صرف ایک مختصر سا خط لکھنا ہے -

مسز سُول نس - اچھا ٹھیک ہے

سُول نس - ایلین، مجھ سے کوئی کام ہے ؟

مسز سُول نس - میں صرف یہ کہنے آئی تھی کہ ڈاکٹر ہیرڈال ڈرائنگ روم میں موجود ہیں - تم اُن سے باتیں نہ کرو گے ؟

سُول نس - (شک کی نظر سے اُسے دیکھ کر) ہُوں ——— کیا ڈاکٹر صاحب مجھ سے باتیں کرنے کے بہت متمنّی ہیں ؟

مسز سُول نس - (نہیں متمنّی تو نہیں - ملنے تو وہ مجھ سے آئے تھے - مگر تم سے بھی لگے ہاتھوں علیک سلیک کر لینا چاہتے تھے -

سُول نس - (خود بخود ہنس کر) اچھا - اُن سے کہو ذرا ٹھیریں -

مسز سول نس - تو تم ابھی آتے ہو ؟

سُول نس - ہاں ابھی آتا ہوں - بس تھوڑی دیر میں -

مسز سول نس - (کایا کی طرف دیکھ کر) ہال وار بھولنا نہیں - (چلی جاتی ہے، اور دروازہ بند کر دیتی ہے)

کایا - (آہستہ سے) یا اللہ معلوم ہوتا ہے مسز سول نس مجھ سے کچھ نہ کچھ

بدگمان ہوگئی ہیں۔

سُول نِس۔ نہیں، بالکل نہیں —— بہرحال معمول سے زیادہ نہیں۔ پھر بھی بہتر یہی ہے کہ اب تم چلی جاؤ کایا۔

کایا۔ ہاں، ہاں، اب مجھے جانا چاہیئے۔

سُول نِس۔ (سختی سے) اور اِس کا خیال رکھّو کہ میری خاطر وہ قِصّہ ختم ہو جائے۔ سُنا تم نے؟

کایا۔ اگر اس کا دارومدار صرف مجھ پہ ہوتا تو ——

سُول نِس۔ میں کہہ رہا ہوں کہ قِصّہ ختم ہو جائے —— کل ہی —— ایک دِن کی بھی دیر نہ ہو۔

کایا۔ (سہم کر) اگر کچھ اور نہ ہو سکا تو میں نسبت توڑ دینے کو تیار ہوں۔

سُول نِس۔ (غصّے سے) نسبت توڑ دینے کو؟ دیوانی ہوئی ہو۔ نسبت توڑ دو گی؟

کایا۔ (پریشان ہو کر) ہاں اگر اس کی ضرورت پڑے تو۔ کیونکہ —— میرا تمھارے پاس رہنا ضروری ہے۔ میں تم کو نہیں چھوڑ سکتی۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔

سُول نِس۔ (دفعتًا برافروختہ ہو کر) اِن باتوں کو جہنّم میں ڈالو —— راگنار کے معاملے کا کیا حشر ہوگا۔ راگنار ہی کا معاملہ ہے جس کی وجہ سے مجھے ....

کایا۔ (اس کی طرف سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ کر) تو کیا اصل میں راگنار ہی کے معاملے کی وجہ سے .... سے تم .... ؟

سُول نِس۔ (اپنے آپ کو سنبھال کے) نہیں نہیں یہ بات نہیں۔ تم میرا مطلب نہیں سمجھیں۔ (نرمی کے ساتھ آہستہ سے) اصل میں تو میں تم کو

اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے زیادہ تو تمھارا خیال ہی کایا۔ لیکن محض اسی لیے یہ ضروری ہی کہ تم راگنار کو روکو کہ وہ یہ ملازمت ترک نہ کرے۔ سمجھیں؟۔ اچھا اب جاؤ، گھر جاؤ۔

کایا۔ ہاں، ہاں —— اچھا شب بخیر۔

سُولنس۔ شب بخیر (جب وہ جانے لگتی ہی تو) ذرا ایک منٹ ٹھہرو۔ کیا راگنار کے نقشے یہیں ہیں؟

کایا۔ میں نے اُسے اپنے ساتھ لیے جاتے نہیں دیکھا۔

سُولنس۔ تو ذرا تلاش کر کے مجھے لادو۔ بہتر یہی ہی کہ میں اُنھیں دیکھ ہی لوں۔

کایا۔ (خوش ہوکر) ہاں ہاں ضرور۔

سُولنس۔ پیاری کایا محض تمہاری خاطر —— اچھا اب جلدی سے جا کے مجھے لادو۔

(کایا تیزی سے نقشہ نویس کے کمرے میں جاتی ہی۔ میز کے خانوں کو ٹٹول کر ایک بستہ نکال لاتی ہی)

کایا۔ سب نقشے اسی میں ہیں۔

سُولنس۔ اچھا اب انھیں یہیں میز پر رکھ دو۔

کایا۔ (بستے کو رکھ کر) اب شب بخیر۔ (منت سے) دیکھو میرا ہمیشہ خیال رکھنا۔

سُولنس۔ تمھارا خیال مجھے ہمیشہ رہتا ہی۔ شب بخیر میری پیاری چھوٹی سی کایا (دائیں جانب دیکھ کر) اچھا اب جاؤ۔ جاؤ۔

(مسز سُولنس اور ڈاکٹر ہیردال دائیں جانب کے دروازے سے آتے ہیں۔

ڈاکٹر قوی الجثہ، معمر آدمی ہی - چہرہ گول اور بشاش ہی - ڈاڑھی مونچھیں صاف ہیں، بال نرم اور ہلکے ہیں - سنہری عینک لگائے ہوئے ہی)

مسز سول نس - (دروازے ہی سے) ہال وار میں ڈاکٹر کو اور زیادہ دیر تک نہیں روک سکوں گی -

سول نس - اچھا تو یہیں آجاؤ -

مسز سول نس - (کایا سے جو کتابوں کی میز کا لیمپ گل کر رہی ہی) مس فوسلی کیا آپ خط ختم کر چکیں ؟

کایا - (گھبراہٹ سے) خط — ؟

سول نس - ہاں مختصر سا خط تھا -

مسز سول نس - بہت ہی مختصر خط ہوگا -

سول نس - مس فوسلی اب تم جا سکتی ہو - کل صبح ذرا جلدی آنا -

کایا - بہت اچھا - شب بخیر مسز سول نس (ہال کے دروازے سے باہر جاتی ہی)

مسز سول نس - اس لڑکی، مس فوسلی کی وجہ سے تم کو بہت آرام ملتا ہوگا ہال وار ؟

سول نس - ہاں یقیناً ہر طرح کے کاموں میں اس سے بہت مدد ملتی ہی -

مسز سول نس - معلوم تو یہی ہوتا ہی -

ڈاکٹر ہیردال - کیا کھاتے کے حساب میں بھی اسے مہارت ہی -

سول نس - بھئی اس دو سال کے عرصے میں اسے کافی مشق ہو گئی ہی اور پھر جو کچھ اس سے کہا جاتا ہی وہ کرنے کو بہت خوشی اور خندہ پیشانی سے تیار ہو جاتی ہی -

مسز سول نس۔ ہاں یہ بہت خوشی کی بات ہے۔
سول نس ۔ ہے تو سہی ۔ خصوصاً اس صورت میں کہ کسی کو اس قسم کے کام کی عادت نہ ہو۔
مسز سول نس۔ (ہلکے سے احتجاج کے لہجے میں) ہال وارد یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو؟
سول نس۔ ارے نہیں میری پیاری ایلن۔ میں معافی چاہتا ہوں۔
مسز سول نس ۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔۔ خیر ۔۔ اچھا ڈاکٹر صاحب تو پھر آپ ذرا ٹھہر کے تشریف لائیں گے اور ہم لوگوں کے ساتھ چائے نوش فرمائیں گے؟
ڈاکٹر ہیر دال ۔ ہاں مجھے صرف اسی ایک مریض کے پاس جانا ہے پھر میں واپس آجاؤں گا۔
مسز سول نس۔ شکریہ ۔ (دائیں جانب کے دروازے سے جاتی ہے)
سول نس۔ ڈاکٹر کیا تمھیں جلدی جانا ہے؟
ڈاکٹر ہیر دال ۔ نہیں کچھ ایسی زیادہ جلدی تو نہیں۔
سول نس ۔ تو پھر میں تم سے دو چار باتیں کرلینا چاہتا ہوں۔
ڈاکٹر ہیر دال ۔ بہت شوق سے۔
سول نس ۔ آؤ بیٹھ تو جائیں۔ جھولنے والی کرسی کی طرف ڈاکٹر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے، خود بازوؤں والی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کی طرف تجسس نگاہوں سے دیکھتا ہے) یہ بتاؤ تم نے ایلن میں کوئی خاص بات محسوس کی۔؟
ڈاکٹر ہیر دال ۔ تمھارا مطلب ہے کہ ابھی جب وہ یہاں آئی تھی تب؟
سول نس ۔ ہاں ، میرے ساتھ اس کے طرزِ عمل میں تم نے کوئی بات محسوس کی؟

ڈاکٹر ہیروال ۔ (مسکراکر) یہ بات تو چھپ نہیں سکتی کہ تمہاری بیوی کچھ ۔۔۔۔

سول نیس ۔ کیا؟
ڈاکٹر ہیروال ۔ کہ تمہاری بیوی اِس مِس فوسلی کو کچھ زیادہ پسند نہیں کرتی۔
سول نیس ۔ بس یہی؟ یہ تو میں نے بھی محسوس کیا۔
ڈاکٹر ہیروال ۔ اور میں یہ بھی کہوں گا کہ مجھے اس بات پر کوئی تعجّب نہیں ہوُا۔

سول نیس ۔ کس بات پر؟
ڈاکٹر ہیروال ۔ کہ وہ ایک غیر عورت کا ہر روز، دن بھر تمہارے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی۔
سول نیس ۔ غالباً تمہارا خیال صحیح ہی ۔۔۔ اور ایلین کا بھی ۔۔۔ مگر کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہی۔
ڈاکٹر ہیروال ۔ کسی محرّر کو کیوں نہیں نوکر رکھ لیتے؟
سول نیس ۔ بس جو آدمی مِل جائے اُسی کو نوکر رکھ لوں؟ ۔۔۔ نہیں معاف کرو۔ میرا کام اس طرح نہیں چل سکتا۔
ڈاکٹر ہیروال ۔ لیکن تمہاری بیوی ۔۔۔ اُس کی صحت بہت خراب ہی۔ وہ اِس کی تاب نہ لاسکے تو؟
سول نیس ۔ تب بھی ۔۔۔ مجھے کہنا پڑتا ہی کہ ۔۔۔ تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔ ضروری ہی کہ میں کایا فوسلی کو ملازم رکھوں۔ اُس کی جگہ کوئی اور کام نہیں کر سکتا۔
ڈاکٹر ہیروال ۔ کوئی اور نہیں؟
سول نیس ۔ (بے رُخی سے) نہیں، کوئی اور نہیں۔

ڈاکٹر ہیرڈال۔ (اپنی کرسی قریب گھسیٹ کر) میرے عزیز دوست سولنس
میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ ایک بالکل راز کی بات۔

سولنس۔ شوق سے پوچھو۔

ڈاکٹر ہیرڈال۔ تم جانتے ہو ــــ عورتیں بعض معاملات کو بہت جلد
بھانپ جاتی ہیں ــــ

سولنس۔ اس میں کوئی شک نہیں، بھانپ تو جاتی ہیں، مگر ــــ ؟

ڈاکٹر ہیرڈال۔ اچھا تو اب یہ بتاؤ ــــ کہ اگر تمھاری بیوی اس کایا فوسلی
کو پسند نہیں کرتی تو ــــ ؟

سولنس۔ تو؟ ۔ تو کیا؟

ڈاکٹر ہیرڈال۔ تو کیا ــــ کیا اس قدرتی منافرت کی کچھ نہ کچھ وجہ نہ ہوگی؟

سولنس۔ (اس کی طرف دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے) اوہو۔

ڈاکٹر ہیرڈال۔ دیکھو، خفا مت ہو ــــ مگر کچھ نہ کچھ وجہ تو ہوگی، کیوں؟ ــــ

سولنس۔ (ترشروئی سے فیصلہ کن انداز میں) نہیں۔

ڈاکٹر ہیرڈال۔ کسی قسم کی کوئی وجہ نہیں؟

سولنس۔ اس کے وہمی مزاج کے سوا اور کوئی وجہ نہیں۔

ڈاکٹر ہیرڈال۔ مجھے معلوم ہے کہ تم زندگی بھر میں بہت سی عورتوں سے
خلا ملا رکھ چکے ہو۔

سولنس۔ ہاں ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر ہیرڈال۔ اور ان میں سے اکثر سے تم سے بہت ہی زیادہ
ربط ضبط رہا ہے۔

سولنس۔ ہاں ہاں اس سے بھی مجھے انکار نہیں۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ اچھا تو پھر مس فوسلی کا معاملہ؟ کیا یہ بھی اسی قسم کا معاملہ نہیں ہے؟

سول نس۔ نہیں، بالکل نہیں ــــ کم سے کم میری حد تک۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ لیکن اس کی حد تک؟

سول نس۔ ڈاکٹر ہیر دال میرے خیال میں تم کو اس قسم کے سوال کا کوئی حق حاصل نہیں۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ خیر تو ہم تمھاری بیوی کی بھانپ جانے کی صلاحیت کے متعلق بحث کر رہے تھے۔

سول نس۔ کر تو رہے تھے۔ اور اس معاملے میں ــــ (آواز نیچی کر کے) ــــ وہ چیز جس کو تم ایلن کی بھانپ جانے کی صلاحیت کہہ رہے ہو، ایک لحاظ سے زیادہ غلطی نہیں کر رہی ہے۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ یہی تو بات ہے۔

سول نس۔ (بیٹھ جاتا ہے) ڈاکٹر ہیر دال میں تم سے ایک عجیب وغریب قصہ بیان کرنا چاہتا ہوں ــــ بشرطیکہ تم اس کو سننے کی زحمت گوارا کرو۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ عجیب وغریب قصے میں بہت شوق سے سنتا ہوں۔

سول نس۔ خیر۔ غالباً تم کو یاد ہوگا کہ میں نے کنوٹ بروویک اور اس کے بیٹے کو ــــ جب اس کا کاروبار خاک میں مل چکا تو اپنی ملازمت میں لے لیا۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔

سول نس۔ تمھیں معلوم ہے یہ دونوں بہت ہوشیار ہیں ــــ دونوں ــــ دونوں اپنے اپنے طور پر خاص صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ لیکن بیٹے کے ذہن میں

منگنی کا خیال سمایا، اور اس کے بعد دوسری منزل شادی کر لینے کی تھی ـــــ اور عمارت سازی کا کاروبار اپنے بل بوتے پر کرنے کی ـــــ اِن تمام نوجوانوں کا یہی حال ہے۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ (ہنس کر) ہاں ان سب کو شادیاں کر لینے کی بُری لت پڑ گئی ہے۔

سول نس ۔ بالکل ٹھیک ۔ لیکن یہ چیز میری تجویزوں کے بالکل خلاف ہے ۔ مجھے خود راگنار کی ضرورت ہے ـــــ اور بڑے میاں کی بھی ۔ وزن کے دباؤ اور مکعب رقبوں وغیرہ کے حساب لگانے میں اُسے غضب کی مہارت ہے۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ ہاں ہاں تب تو اُس کا رہنا بہت ضروری ہے۔

سول نس ۔ مگر راگنار اس بات پر بالکل اڑا ہُوا ہے کہ ذاتی کاروبار شروع کرے ۔ اور کچھ سننے کا وہ سرے سے روادار ہی نہیں ۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ پھر بھی وہ تمہارے ساتھ کام کرتا رہا ۔

سول نس ۔ اب اِس کی وجہ میں تم سے بیان کرتا ہوں ۔ ایک دِن یہ لڑکی کایا فوسلی کسی کام سے اِن دونوں کے پاس آئی ۔ اِس سے پہلے وہ کبھی یہاں نہیں آئی تھی ۔ اور جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے پر پروانہ وار فدا ہیں تو یہ خیال میرے ذہن میں پیدا ہُوا کہ اگر یہ لڑکی دفتر میں میرے پاس ملازم ہو جائے تو راگنار بھی ملازمت ترک نہ کرے گا ۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ خیال تو اچھا تھا ۔

سول نس ۔ لیکن اُس وقت میں نے اپنے اِس ارادے کا بالکل اظہار نہیں کیا تھا ۔ پہلے تو میں کھڑا اُس کو دیکھتا رہا اور یہی سوچتا رہا کہ کسی ترکیب سے اس کو یہاں ملازم رکھ لوں ۔ پھر اس سے دوستانہ لہجے میں میں نے

اِدھر اُدھر کی کچھ تھوڑی سی باتیں کیں ــــ اِس کے بعد وہ چلی گئی۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ پھر ــــ ؟

سُول نِس ۔ پھر دوسرے دِن شام کو، بوڑھے بروِک اور راگنار کے گھر پہنچ چکنے کے بعد وہ یہاں آئی اور اس طرح باتیں کرنے لگی گویا میں پہلے ہی اس سے طے کر چکا تھا۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ کیا طے کر چکے تھے ؟

سُول نِس ۔ وہی چیز جس کو میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔ حالانکہ میں نے اُس سے اُس کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہیں کہا تھا۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ عجیب و غریب بات ہے۔

سُول نِس ۔ ہونا ہے وہ یہ پوچھنے آئی تھی کہ اُس کے ذمّے کیا کام ہوگا؟ اور یہ کہ بہتر ہوگا کہ وہ دوسرے ہی دن سے یہاں کام شروع کردے۔ یہی سب

ڈاکٹر ہیروال ۔ کیا تمھارے خیال میں اس کا باعث یہ نہیں تھا کہ وہ اپنے منگیتر کے ساتھ رہنا چاہتی تھی ؟ ۔

سُول نِس ۔ پہلے تو مجھے بھی یہی خیال ہوا۔ مگر یہ بات نہیں تھی ــــ کیونکہ یہاں میرے پاس آتے ہی اپنے منگیتر سے اُس کا بُعد بڑھتا گیا۔

ڈاکٹر ہیروال ۔ یعنی وہ کھینچ کر تم سے قریب ہوگئی ؟

سُول نِس ۔ بالکل ۔ اُس کی پشت میری جانب ہو لیکن اگر میں اُس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھوں تو مجھے یقین ہے کہ وہ محسوس کرلیتی ہے۔ جب میں اُس کے قریب جاتا ہوں تو اُس پر لرزش طاری ہوجاتی ہے ــــ اس کی کیا وجہ ہے؟

ڈاکٹر ہیروال ۔ اِس کی وجہ بیان کرنا تو زیادہ مشکل نہیں۔

سُول نِس ۔ ٹھیک ، مگر اِس دوسری چیز کا کیا باعث تھا ؟ اُسے کیسے

یقین سے اس بات کا علم ہوگیا کہ میں اپنے دل میں اپنے ذہن میں اس قسم کی تجویز سوچ رہا ہوں یا اس قسم کا ارادہ کر رہا ہوں کہ اُسے اپنے پاس ملازم رکھ لوں - اب تم کیا کہتے ہو؟ کیوں ڈاکٹر ہیروال کیا اس کی بھی کوئی وجہ بیان کر سکتے ہو -

ڈاکٹر ہیروال - نہیں اس کی وجہ بیان کرنے کی میں ہمت نہیں کر سکتا۔

سُول نس - مجھے یقین تھا تم بیان نہ کر سکو گے - اور اسی لیے میں نے اب تک اس کا ذکر نہیں کیا تھا --- مجموعی طور پر اس واقعہ کی وجہ سے مجھے اچھی خاصی پریشانی اُٹھانی پڑی ہے - روز یہ بہانہ کرنا پڑتا ہے کہ --- اور اُس بچاری لڑکی کو اس طرح دھوکے میں مبتلا رکھنے سے مجھے خود شرم آتی ہے (جوش سے) مگر میں مجبور ہوں - اگر وہ مجھے چھوڑ کر چلدے تو راگنار بھی چلا جائے گا -

ڈاکٹر ہیروال - اور تم نے اپنی بیوی سے اس قصے کے واقعات نہیں بیان کئے -

سُول نس - نہیں -

ڈاکٹر ہیروال - بھئی تو آخر بیان کیوں نہیں کر دیتے ؟

سُول نس - (اس کی طرف نظر جما کر دیکھتا ہے اور پھر پست آواز میں کہتا ہے) کیونکہ مجھے اس میں ایک طرح کی نفس کشی کی سی لذت حاصل ہوتی ہے کہ ایلن میرے متعلق بے انصافی کی رائے قائم کرے -

ڈاکٹر ہیروال - (سر ہلا کر) میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھا -

سُول نس - بات یہ ہے --- کہ میں اس طرح گویا ایک عظیم الشان لا انتہا قرضے کا رمق برابر حصہ ادا کر رہا ہوں -

ڈاکٹر ہیروال - اپنی بیوی کو ادا کر رہے ہو ؟

سُول نس - ہاں - اور اس سے ضمیر کو کچھ تسکین ہوتی ہے - اس کی وجہ سے میں کچھ اطمینان سے سانس لے سکتا ہوں - سمجھے تم؟

ڈاکٹر ہیر دال - خدا کی قسم بالکل نہیں - میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکا کہ —

سُول نس - ہاں - اور اس سے ضمیر کو کچھ تسکین ہوتی ہے - اس کی وجہ سے میں کچھ اطمینان سے سانس لے سکتا ہوں - سمجھے تم؟

ڈاکٹر ہیر دال - خدا کی قسم بالکل نہیں - میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکا کہ —

سُول نس - (سلسلۂ کلام منقطع کر کے دوبارہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے) خیر - خیر - خیر — بہتر یہی ہے کہ اس بحث کو ختم کر دیں - پورا کمرہ طے کرتا ہے، پھر واپس آتا ہے اور میز کے قریب کھڑا ہو جاتا ہے - ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر معنی خیز تبسّم کے ساتھ کہتا ہے) ڈاکٹر میرے خیال میں تم تو اچھی طرح میرا بھید معلوم کر چکے ہو؟

ڈاکٹر ہیر دال - (کسی قدر جھنجھلا کر) بھید معلوم کر چکا ہوں - مسٹر سُول نس میں تمھارا مطلب بالکل نہیں سمجھ سکا -

سُول نس - ارے ہٹاؤ بھی - جانتے ہو میں خود اس کو اچھی طرح محسوس کر چکا ہوں -

ڈاکٹر ہیر دال - کیا محسوس کر چکے ہو؟

سُول نس - (پست آواز میں آہستہ سے) کہ تم اس زمانہ میں برابر میری نگرانی کرتے رہے ہو -

ڈاکٹر ہیر دال - میں نگرانی کرتا رہا ہوں؟ اچھا بھئی آخر معلوم تو ہو مجھے اس کی کیا ضرورت تھی؟

سُول نس - کیونکہ تمھارا یہ خیال ہے کہ — (جوش سے) جہنم میں ڈالو اس کو — تمھارا بھی میرے متعلق وہی خیال ہے جو ایلن کا ہے -

ڈاکٹر ہیروال۔ اُس کا تمھارے متعلق کیا خیال ہے؟
سُول نِس۔ (اپنے آپ پر قابو حاصل کرکے) وہ سمجھنے لگی ہے کہ میں — کہ میں — بیمار ہوں۔
ڈاکٹر ہیروال۔ بیمار! تم! کبھی اُس نے اشارتًا بھی مجھ سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ کیوں وہ تم کو کس مرض میں مبتلا سمجھتی ہے؟
سُول نِس۔ (کرسی کی پشت پر جُھک کر سرگوشی کے لہجے میں) ایلین کو یقین ہوگیا ہے کہ مجھے جنون سا ہوگیا ہے۔ یہ خیال اُس کے دل میں جم گیا ہے۔
ڈاکٹر ہیروال۔ (اُٹھ کر) مگر میرے عزیز دوست —
سُول نِس۔ میں قسم کھاکے کہتا ہوں اُسے یقین ہوگیا ہے۔ اور اُس نے یہی بات تمھارے ذہن نشین کرادی ہے۔ تمھاری صورت سے صاف صاف یہی ظاہر ہورہا ہے۔ مجھ سے ناحق چھپا رہے ہو۔
ڈاکٹر ہیروال۔ (اس کی طرف تعجب سے دیکھ کر) نہیں مسٹر سُول نِس اس قسم کا خیال بھی کبھی میرے ذہن میں پیدا نہیں ہُوا۔
سُول نِس۔ (شک سے تبسم کے ساتھ) واقعًا؟ کبھی پیدا نہیں ہُوا؟
ڈاکٹر ہیروال۔ نہیں کبھی نہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ تمھاری بیوی کے دل میں بھی اِس قسم کا خیال کبھی نہیں پیدا ہُوا۔ میں قسم کھاکے کہہ سکتا ہوں۔
سُول نِس۔ نہیں قسم نہ کھاؤ تو بہتر ہے۔ کیونکہ ایک لحاظ سے ممکن ہے۔ ممکن ہے کہ اُس کا خیال غلط نہ ہو۔
ڈاکٹر ہیروال۔ خیر تب تو مجھے کہنا پڑے گا کہ .....
سُول نِس۔ (ہاتھ کی ایک جنبش سے اوسے روک کر) خیر۔ خیر ڈاکٹر— بہتر یہ ہے کہ اِس معاملے پر اب ہم زیادہ بحث نہ کریں اِس بات کو تسلیم کرلیں کہ

کہ ہماری رائیں مختلف ہیں۔(لہجہ بدل کے خالص دلچسپی کے انداز سے) لیکن سنو تو سہی ڈاکٹر— ہوں—

ڈاکٹر ہیردال ۔ کیا؟

سُول نِس ۔ چونکہ تمھیں یقین نہیں کہ میں — بیمار — اور — جنونی — اور پاگل ہوں —

ڈاکٹر ہیردال ۔ تو؟

سُول نِس ۔ تو غالباً تم میری زندگی کو انتہائی راحت کی زندگی سمجھتے ہوگے؟

ڈاکٹر ہیردال ۔ کیوں تو کیا غلط سمجھتا ہوں؟

سُول نِس ۔ نہیں — نہیں — بالکل نہیں ۔ ہال وار سُول نِس کہلانا — ہال وار سُول نِس معمارِ اعظم — اِس سے زیادہ مسرور کرنے والی اور کون چیز ہوسکتی ہی؟

ڈاکٹر ہیردال ۔ ہاں میرے خیال میں قسمت نے بڑی غیر معمولی حد تک تمھارا ساتھ دیا۔

سُول نِس ۔ (رنجیدہ تبسّم کو ضبط کرکے) ساتھ تو یقیناً دیا ہی ۔ اِس حد تک میں کوئی شکایت نہیں کرسکتا۔

ڈاکٹر ہیردال ۔ سب سے پہلے تو یہ کہ چوروں کا وہ قلعہ تمھاری خوش قسمتی سے نذرِ آتش ہوگیا ۔ تمھاری قسمت نے تمھیں یہ غیر معمولی موقعہ خوب دیا۔

سُول نِس ۔ لیکن وہ ایلن کے خاندان کا گھر تھا ۔ اِس کا بھی تو خیال رکھو۔

ڈاکٹر ہیردال ۔ اُس کو تو انتہائی صدمہ ہوُا ہوگا۔

سُول نِس - آج تک وہ اس صدمے کے اثر سے نہیں سنبھلی ہی ـــــ باوجودیکہ بارہ تیرہ سال گزر چکے ہیں۔

ڈاکٹر ہیر دال - اُس واقعے کے بعد جو کچھ پیش آیا، اُس کا صدمہ اُس کے لیئے انتہائی جاں گزا ثابت ہُوا ہوگا؟

سُول نِس - یکے بعد دیگرے دونوں حادثوں کا یکساں اثر ہُوا۔

ڈاکٹر ہیر دال - لیکن تم ـــــ تم نے تو اپنی عمارت کی بنیاد ہی اسی ویرانے پر رکھی - تم نے جب کام شروع کیا تو ایک غریب دیہاتی لڑکے تھے اور اب تم اپنے کاروبار میں سب سے بڑھ گئے ہو۔ ہاں مسٹر سُول نِس قسمت نے یقیناً تمھارا ساتھ دیا۔

سُول نِس - (پریشان نظروں سے اُس کی طرف دیکھ کر) ہاں مگر اسی وجہ سے مجھے ایک خوفناک کھٹکا لگا رہتا ہی۔

ڈاکٹر ہیر دال - کھٹکا؟ اس وجہ سے کہ قسمت نے تمھارا ساتھ دیا؟

سُول نِس - یہی کھٹکا لگا رہتا ہی - دِن بھر میں ہر گھڑی یہی کھٹکا لگا رہتا ہی کہ دیر یا سویر کبھی قسمت میری مخالف بھی ہوجائے گی۔

ڈاکٹر ہیر دال - واہیات - قسمت کیوں مخالف ہوجائے گی؟

سُول نِس - (استقلال سے یقین دلاتے ہوئے) نئی پود۔

ڈاکٹر ہیر دال - واہ نئی پود - مجھے توقع ہی کہ ابھی تک تمھارا کاروبار نہیں بیٹھا - نہیں بلکہ اب تو تمھاری حیثیت غالباً پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہوگئی ہی۔

سُول نِس - تقدیر مخالف ہوجائے گی - میں جانتا ہوں ـــــ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ دن آرہا ہی - کسی نہ کسی کے سر میں یہ سودا سمائے گا "مجھے بھی موقع دو" اور پھر سب کے سب شور مچاتے ہوئے اُس کے ساتھ شریک ہوجائیں گے اور مجھ پر گھونسے تان تان کر چلّائیں گے "جگہ خالی کردو ـــــ خالی کردو"

سمجھے ڈاکٹر تم؟ نئی پود میرا دروازہ کھٹکھٹانے کو آیا ہی چاہتی ہے ــــ

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ (ہنستے ہوئے) اگر آجائے تو کیا ہرج ہے؟

سول نس ۔ آجائے تو کیا ہرج ہے؟ تب ہال وار سول نس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(بائیں جانب دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آتی ہے)

سول نس ۔ (چونک کر) کیا ہے؟ تم نے کوئی آواز بھی نہیں سُنی؟

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔

سول نس ۔ (زور سے) اندر آجاؤ۔

(ہلڈا وانگل ہال کے دروازے سے داخل ہوتی ہے ۔ میانہ قد چھریرے بدن کی نازک اندام لڑکی ہے ۔ رنگ کسی قدر جُھلس گیا ہے ۔ سیّاحوں کا لباس پہنے ہے۔ دامن بندھا ہُوا ہے کہ چلنے میں سہولت ہو ۔ گلے میں ملاّحوں کا کالر اور سر پر ملاّحوں کی سی چھوٹی ٹوپی پہنے ہے ۔ شانے پر ایک تھیلی ہے جو تسمے سے بندھی ہوئی ہے۔ ہلڈا ۔ سیدھی سالنس کے قریب جاتی ہے ۔ اُس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی ہیں) شام بخیر۔

سول نس ۔ (اُس کی طرف مذبذب نظروں سے دیکھ کر) شام بخیر۔

ہلڈا ۔ (ہنس کر) غالباً آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟

سول نس ۔ نہیں ــــ مجھے کہنا پڑتا ہے ــــ کم از کم اس وقت تو ــــ

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ (آگے بڑھ کر) مگر عزیز نوجوان خاتون میں نے آپ کو پہچان لیا ۔

ہلڈا ۔ (خوش ہوکر) آپ وہی تو ہیں جو ــــ

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ بالکل وہی۔ (سالنس سے) اِن گرمیوں میں اِن سے ایک پہاڑی تفریح گاہ پر ملاقات ہوئی تھی ۔ (ہلڈا سے) اور سب خواتین

کہاں گئیں ؟

ہلڈا۔ پچھم کی طرف چلی گئیں۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ شام کے وقت ہم لوگوں میں جو ہنسی مذاق ہوتا تھا وہ اُنھیں پسند نہیں تھا۔

ہلڈا۔ ہاں۔ میرے خیال میں اُنھیں پسند نہیں تھا۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ (اُس کی طرف اُنگلی اُٹھا کر) لیکن یقیناً آپ اس امر سے تو انکار نہیں کر سکتیں کہ آپ ہمارے ساتھ چلبلا پن کرنے سے باز نہیں آئیں۔

ہلڈا۔ ہاں اِس میں اُن بڑھیوں کے ساتھ بیٹھ کر جرّابیں بننے سے تو زیادہ لُطف آتا تھا۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ (ہنس کر) اِس حد تک مجھے حرف بحرف آپ کی رائے سے اتّفاق ہے۔

سُولنس۔ آج ہی آپ اس قصبے میں تشریف لائی ہیں ؟

ہلڈا۔ ہاں اسی وقت آئی ہوں۔

ڈاکٹر ہیر دال۔ بالکل تنہا۔ مِس وانگل۔

ہلڈا۔ جی ہاں۔

سُولنس۔ وانگل ؟ آپ کا نام وانگل ہے ؟

ہلڈا۔ (اُس کی طرف دلچسپی اور تعجّب سے دیکھ کر) ہاں ہے تو یہی۔

سُولنس۔ تو پھر آپ ضلع لی سان گر کے ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی ہیں؟

ہلڈا۔ (پہلے کی طرح) ہاں۔ اُن کے سوا میں اور کس کی صاحبزادی ہو سکتی ہوں ؟

سُولنس۔ تب تو میں سمجھتا ہوں کہ میں وہیں آپ سے ملا ہونگا، جب میں اُن گرمیوں میں پُرانے گرجا کا مینار بنا رہا تھا۔

ہلڈا۔(بہت سنجیدگی سے) ہاں بیشک وہیں آپ ملے تھے۔
سولنس۔ لیکن بہت عرصہ ہوگیا۔
ہلڈا۔ (اس کی طرف غور سے دیکھ کر) پورے دس سال ہو چکے ہیں۔
سُولنس۔ میں سمجھتا ہوں اُس وقت تو آپ بہت چھوٹی ہوں گی۔
ہلڈا۔(لاپروائی سے) ہاں میں بارہ تیرہ سال کی تھی۔
ڈاکٹر ہیرڈال۔ مس وانگل کیا اس قصبے میں آپ پہلی دفعہ آئی ہیں۔
ہلڈا۔ ہاں یہ پہلی مرتبہ ہے۔
سُولنس۔ اور آپ یہاں کسی سے واقف نہیں ؟
ہلڈا۔ آپ کے سوا کسی سے واقف نہیں .... اور ہاں آپ کی بیوی سے بھی۔
سُولنس۔ تو آپ میری بیوی سے واقف ہیں ؟
ہلڈا۔ برائے نام۔ شفاخانے میں کچھ دِن میرا، اُن کا ساتھ رہا۔
سُولنس۔ اچھا وہاں ؟
ہلڈا۔ اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ اگر میں قصبے کو آؤں تو اُن سے بھی آکر ملوں۔ (مسکرا کر) مگر اس کی ضرورت نہیں تھی۔
سُولنس۔ تعجب ہے اُنھوں نے مجھ سے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔
(ہلڈا اپنی چھڑی آتش دان کے قریب رکھ دیتی ہے تھیلی کو اُتار کر صوفے پر رکھ دیتی ہے۔ ڈاکٹر ہیرڈال اُسے مدد دینے کو اُٹھتا ہے۔ سُولنس کھڑا ہو کر اُس کی طرف غور سے دیکھتا رہتا ہے)
ہلڈا (اُس کے قریب جا کر) اب میں آپ سے آج کی رات یہیں قیام کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

سُول نِس - یہ کون سی بڑی بات ہے۔

ہلڈا - مگر ان کپڑوں کے سوا جو پہنے کھڑی ہوں میرے پاس اور کپڑے نہیں ہیں - ایک جوڑا کپڑے جو اس تھیلی میں ہیں میلے ہیں اور دھلنے کے قابل ہیں -

سُول نِس - اس کا انتظام بھی ہو جائے گا - میں ابھی جا کے اپنی بیوی سے کہے دیتا ہوں -

ڈاکٹر ہیروال - اس اثنا میں میں جا کے اپنے مریض کو دیکھ آتا ہوں -

سُول نِس - اچھا جاؤ - پھر ذرا ٹھہر کے آجانا -

ڈاکٹر ہیروال - (ہلڈا کی طرف دیکھتے ہوئے مذاق سے) ہاں ہاں میں ضرور آجاؤں گا - اطمینان رکھو (ہنس کر) مسٹر سُول نِس آخر تمھاری پیشین گوئی پوری ہو ہی گئی -

سُول نِس - کیسے ؟

ڈاکٹر ہیروال - آخر نئی پود نے آکر تمھارا دروازہ کھٹکھٹایا -

سُول نِس - (زندہ دلی سے) لیکن میں جو سمجھتا تھا اُس سے بالکل مختلف طور پر

ڈاکٹر ہیروال - ہاں بالکل مختلف طور پر - اِس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا -

(ہال کے دروازے سے باہر جاتا ہے - سُول نِس دائیں جانب کا دروازہ کھول کے کہتا ہے)

سُول نِس - ایلن - ذرا یہاں آؤ - تم سے ملنے کے لیے مس وانگل آئی ہیں -

مسز سُول نِس - (دروازے میں نمودار ہو کر) کون آئی ہیں ؟ کیا کہا تم نے ؟ (ہلڈا کی طرف دیکھ کر) اچھا آپ ہیں مس وانگل - آخر آپ یہاں آ ہی گئیں

سُول نس ۔ مس وانگل ابھی آئی ہیں ۔ اور آج کی رات یہیں ٹھہرنا چاہتی ہیں ۔

مسز سُول نس ۔ یہیں ، ہمارے یہاں نا ؟ ہاں ہاں بڑی خوشی سے ۔

سُول نس ۔ جب تک یہ اپنا سامان بھی ٹھیک ٹھاک کر سکیں گی ۔

مسز سُول نس ۔ (ہلڈا سے) میں ہر طرح آپ کی خدمت کرنے کو تیار ہوں ۔ یہ میرا فرض ہے ۔ غالباً آپ کے سامان کا صندوق بعد میں آجائے گا ؟

ہلڈا ۔ کوئی صندوق میرے پاس نہیں ۔

مسز سُول نس ۔ خیر کوئی مضائقہ نہیں ۔ اِسی اثناء میں آپ میرے شوہر سے باتیں کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں جاکے آپ کے لیے کوئی کمرہ ذرا درست کر دوں ۔

سُول نس ۔ بچّوں کے کمروں میں سے کسی کمرے میں ہم اُن کو کیوں نہ ٹھہرائیں وہ کمرے تو سب کے سب ٹھیک ٹھاک ہوں گے ۔

مسز سُول نس ۔ ہاں ہاں ۔ ان کمروں میں ضرورت سے زیادہ گنجایش ہے ۔ (ہلڈا سے) اب آپ تشریف رکھیے اور ذرا آرام کیجیے ۔ (دائیں جانب چلی جاتی ہے ۔ ہلڈا کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کے کمرے میں ٹہلتی ہے ۔ اور مختلف چیزوں کو دیکھتی ہے ۔ سُول نس سامنے میز کے قریب خود بھی پیچھے کی طرف ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور اپنی نگاہوں سے اُس کا تعاقب کرتا جاتا ہے)

ہلڈا ۔ (رُک کر اُس کی طرف دیکھتی ہے) کیا آپ کے یہاں بچّوں کے کمرے بہت ہیں ؟

سُول نس ۔ ہاں گھر بھر میں تین ہیں ۔

ہلڈا ۔ بہت ہیں ۔ آپ کے بچّے بھی بہت ہوں گے ۔

سُول نِس۔ نہیں ہمارے ایک بھی بچّہ نہیں۔ لیکن فی الحال آپ بچّہ کی

طرح رہ سکتی۔

ہلڈا۔ آج کی رات۔ بیشک۔ میں روؤں دھوؤوں گی نہیں۔ بالکل خاموش،

پتھر کی طرح پڑکے سو رہوں گی۔

سُول نِس۔ ہاں میرے خیال میں آپ بہت تھک گئی ہوں گی۔

ہلڈا۔ نہیں، نہیں۔ پھر بھی — سو رہنے اور خواب دیکھنے میں بڑا

لُطف آتا ہے۔

سُول نِس۔ کیا راتوں کو آپ خواب بہت دیکھتی ہیں؟

ہلڈا۔ ہاں تقریبًا ہمیشہ۔

سُول نِس۔ کس چیز کے متعلق آپ زیادہ تر خواب دیکھتی ہیں؟

ہلڈا۔ آج تو میں آپ سے بیان نہ کروں گی۔ ممکن ہے کہ پھر کبھی —

(پھر کمرے میں ٹہلنے لگتی ہے۔ میز کے قریب رُک جاتی ہے، کتابوں اور کاغذات کو

کچھ اُلٹ پلٹ کرتی ہے)

سُول نِس۔ آپ کوئی چیز تلاش کر رہی ہیں؟

ہلڈا۔ نہیں میں صرف یہ چیزیں دیکھ رہی تھی۔ (مُڑکر) مگر شاید مجھے

دیکھنی نہ چاہئیں؟

سُول نِس۔ نہیں، نہیں شوق سے ملاحظہ کیجئے۔

ہلڈا۔ اس سے بڑے بہی کھاتے میں آپ خود لکھا کرتے ہیں۔

سُول نِس۔ نہیں، میری محاسب اس میں اندراجات کیا کرتی ہے۔

ہلڈا۔ عورت ہے؟

سُول نِس۔ (مسکراکر) ہاں۔

ہلڈا۔ وہ یہاں دفتر میں آپ کے پاس ملازم ہے۔
سُول نس۔ ہاں۔
ہلڈا۔ اُس کی شادی ہو چکی ہے؟
سُول نس۔ نہیں بن بیاہی ہے۔
ہلڈا۔ اچھا۔
سُول نس۔ مگر میں سمجھتا ہوں بہت جلد اُس کی شادی ہو جائے گی۔
ہلڈا۔ یہ اُس کے لیے بہت مناسب ہے۔
سُول نس۔ مگر میرے لیے زیادہ مناسب نہیں۔ کیونکہ پھر میرے لیے کوئی مدد دینے والا باقی نہ رہے گا۔
ہلڈا۔ کیا آپ کو کوئی اور نہیں مل سکتا جو اسی طرح کام کرے۔
سُول نس۔ شاید آپ یہاں ٹھہرنا منظور کریں — اور بہی کھاتے میں حسابات درج کریں۔
ہلڈا۔ (اُسے نگاہ سے جانچ کے) ہاں کیا کہنے — نہیں شکریہ آپ کا — اس قسم کا کام میرے لیے موزوں نہیں (وہ کمرے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹہلتی ہے اور جھولنے والی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے۔ سُول نس بھی میز کے قریب جاتا ہے)
ہلڈا۔ (سلسلۂ کلام جاری رکھ کر) کیونکہ پہلے یہاں اور بہت سے کرنے کے قابل کام ہوں گے (اس کی طرف مسکرا کے دیکھتی ہے) کیوں ہیں کہ نہیں؟
سُول نس۔ بیشک۔ پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ تمام دُکانوں کا گشت لگائیں گی اور اپنے لیے انتہائی خوش وضع لباس انتخاب کریں گی۔
ہلڈا۔ (دلچسپی سے) نہیں۔ یہ تو میں کر ہی نہیں سکتی۔

سُول نِس۔ اچھا ؟
ہلڈا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ جس قدر روپیہ میرے پاس تھا سب ختم ہو چکا ہے۔
سُول نِس۔ (ہنسکر) اچھا تو نہ سامان ہے نہ روپیہ۔
ہلڈا۔ نہ یہ اور نہ وہ۔ مگر خیر —— اب تو اس کی کوئی پروا نہیں۔
سُول نِس۔ آپ کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی۔
ہلڈا۔ صرف یہ بات ؟
سُول نِس۔ اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بات بھی۔ (کرسی پر بیٹھ کر)
آپ کے والد ابھی تک بقید حیات ہیں۔
ہلڈا۔ ہاں ابھی تک زندہ ہیں۔
سُول نِس۔ شاید آپ کا ارادہ یہاں تعلیم حاصل کرنے کا ہے ؟
ہلڈا۔ نہیں یہ خیال بھی کبھی میرے ذہن میں نہیں آیا۔
سُول نِس۔ پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ کچھ دن تو آپ یہاں قیام فرمائیں گی
ہلڈا۔ یہ حالات پر منحصر ہے۔
(کچھ دیر تک تو وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے جھکولے لیتی رہتی ہے۔ اور کچھ سنجیدگی سے
ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کی طرف دیکھتی رہتی ہے۔ پھر اپنی ٹوپی اُتار کر
میز پر اپنے سامنے رکھ لیتی ہے)
ہلڈا۔ مسز سُول نِس۔
سُول نِس۔ کیا ؟
ہلڈا۔ کیا آپ کا حافظہ بہت خراب ہے ؟
سُول نِس۔ حافظہ خراب ہے ؟ مجھے تو اس کا علم نہیں۔
ہلڈا۔ تو کیا وہاں جو واقعات پیش آئے اُن کے متعلق آپ مجھ سے

گفتگو نہ کریں گے۔

سُول نِس ۔ (وقتی تعجب سے) کہاں ؟ لی سان گر میں ؟ (لاپروائی سے) میں سمجھتا تھا کہ یہ کوئی ایسی قابلِ ذکر بات نہ تھی۔

ہلڈا ۔ (اُس کی طرف ملامت کی نظروں سے دیکھ کر) بیٹھے بیٹھے آپ اِس قسم کی بات زبان سے کیسے نکال رہے ہیں ؟

سُول نِس ۔ اچھا تو آپ ہی مجھ سے وہاں کی باتیں کیجیے۔

ہلڈا ۔ جب مینار بن کے تیار ہُوا تو گاؤں میں بڑی دھوم دھام کا جشن ہُوا

سُول نِس ۔ ہاں وہ دِن میں مشکل سے بھول سکوں گا۔

ہلڈا ۔ (مسکرا کے) نہ بھول سکیں گے ؟ آپ کی زبان سے یہ سُن کر بڑی خوشی ہوئی۔

سُول نِس ۔ بڑی خوشی ہوئی ؟

ہلڈا ۔ گرجا کے صحن میں گانا ہو رہا تھا ——— اور سینکڑوں آدمی جمع تھے۔ اور ہم سب، اسکول کی لڑکیاں سفید کپڑے پہنے تھیں ۔ اور ہمارے ہاتھوں میں جھنڈیاں تھیں۔

سُول نِس ۔ ہاں ہاں، جھنڈیاں ——— مجھے ابھی تک یاد ہیں۔

ہلڈا ۔ پھر آپ مچان پر چڑھ کر چوٹی تک پہنچ گئے۔ آپ کے ہاتھ میں پھولوں کا ایک بہت بڑا ہار تھا ۔ اور وہ ہار آپ نے اوپر کلس کو پہنا دیا۔

سُول نِس ۔ (ٹوک کے) اُس زمانے میں میں اکثر یہ رسم ادا کیا کرتا تھا۔ یہ بہت پُرانا دستور ہے۔

ہلڈا ۔ نیچے سے کھڑے ہو کر اوپر آپ کو دیکھنا ایک عجیب سنسنی خیز منظر تھا۔ یہ خیال آتا تھا کہ بالفرض نیچے گر پڑے ——— خود معمارِ اعظم نیچے گر پڑے ———

سُول نِس۔ (گویا اس موضوع کو بدلنا چاہتا ہی) ہاں، ہاں، ہاں بہت ممکن تھا کہ یہ حادثہ پیش آ ہی جاتا۔ کیونکہ اُن سفید فراک والی چھوٹی سی چڑیلوں میں سے ایک ــــ اس طرح اپنے آپے سے باہر ہوگئی اور مجھے دیکھ کر اس طرح چلّائی کہ ــــ

ہلڈا۔ (مسرور ہوکے) ہاں ــــ "معمارِ اعظم سالنس کی جے"

سُول نِس ــــ زور زور سے اپنی جھنڈی کو ہلاتی رہی، اس طرح کہ اُس کی طرف دیکھنے سے مجھے چکّر سا آگیا۔

ہلڈا۔ (آہستہ سے سنجیدگی کے ساتھ) وہ چھوٹی سی چڑیل ــــ میں ہی تھی۔

سُول نِس۔ (اُس پر مستقل نظر جماکر) ہاں اب مجھے یقین آگیا۔ آپ ہی ہوں گی۔

ہلڈا۔ (پھر بشّاش ہوکر) اُفّوہ۔ کیا عظیم الشان لرزا دینے والا منظر تھا۔ مجھے یقین ہی نہیں آسکتا تھا کہ دُنیا بھر میں کوئی اور معمار بھی اتنا شاندار اور بلند مینار بنا سکتا ہی۔ اور پھر آپ خود زندہ سلامت اُس کی چوٹی پر اس طرح کھڑے ہوئے تھے۔ پھر یہ کہ آپ ذرا بھی نہیں ڈگمگائے۔ یہی وہ بات تھی جو سب سے زیادہ ــــ جس کا خیال کرنے ہی سے چکّر آنے لگتا تھا۔

سُول نِس۔ آپ کو یہ کیسے یقین ہوگیا کہ میں بالکل نہیں ــــ

ہلڈا۔ (اُس کا مطلب سمجھ کے) نہیں، ہرگز نہیں۔ خود بخود مجھے اس کا یقین ہوگیا۔ کیونکہ اگر آپ ذرا بھی ڈگمگاتے تو اس بلندی پر کھڑے ہوکر گا نہ سکتے۔

سُول نِس۔ (اُس کی طرف حیرت سے دیکھ کر) گا نہ سکتے؟ تو کیا میں نے کچھ گایا بھی تھا۔

ہلڈا۔ ہاں مجھے خیال ہی کہ آپ نے گایا بھی تھا۔

سُولنِس ۔ (سر ہلا کر) عمر بھر میں کبھی میں نے ایک لفظ بھی نہیں گایا۔
ہلڈا ۔ مگر اُس وقت تو آپ ضرور گا رہے تھے ۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں بانسریاں بج رہی ہیں ۔
سُولنِس ۔ (خیالات میں محو ہو کے) عجیب بات ہے —— یہ سب ۔
ہلڈا ۔ (کچھ دیر خاموش رہتی ہے، اُس کی طرف دیکھتی ہے، اور آہستہ سے کہتی ہے) مگر پھر —— اس کے بعد —— اصل واقعہ پیش آیا ۔
سُولنِس ۔ اصل واقعہ ؟
ہلڈا ۔ (شگفتگی کے سرور میں) میرے خیال میں اُس کو یاد دلانے کی حاجت نہیں ؟
سُولنِس ۔ لیکن کچھ تو یاد دلائیے ۔
ہلڈا ۔ آپ کو یاد نہیں کہ کلب میں آپ کے اعزاز میں بڑی شاندار دعوت ہوئی تھی ۔
سُولنِس ۔ ہاں یقیناً ۔ اُسی شام کو دعوت ہوئی ہو گی ۔ کیونکہ دوسرے ہی دن صُبح کو میں وہاں سے چلا آیا ۔
ہلڈا ۔ اور کلب سے واپس ہونے کے بعد رات کے کھانے پر آپ ہمارے یہاں مدعو تھے ۔
سُولنِس ۔ بالکل ٹھیک مس وانگل ۔ تعجب ہے کہ یہ معمولی معمولی باتیں اس طرح آپ کے ذہن نشین ہو گئیں ۔
ہلڈا ۔ معمولی باتیں ۔ یہ خوب رہی ۔ شاید یہ بھی معمولی ہی سی بات تھی کہ جب آپ کمرے میں داخل ہوئے تو میں بالکل تنہا تھی ۔
سُولنِس ۔ آپ بالکل تنہا تھیں ۔

ہلڈا۔ (جواب دیئے بغیر) اور اُس وقت آپ نے مجھے چھوٹی سی چڑیل نہیں کہا تھا۔

سُول نس۔ ہاں غالباً نہیں کہا ہوگا۔

ہلڈا۔ آپ نے کہا تھا کہ سفید کپڑوں میں مَیں بہت بھلی لگ رہی ہوں اور چھوٹی سی شہزادی معلوم ہو رہی ہوں۔

سُول نس۔ بیشک آپ شاہزادی معلوم ہوتی ہوں گی، مس وانگل۔ اس کے علاوہ ــــــ اُس دن میں اس قدر ہشّاش تھا کہ ــــــ

ہلڈا۔ پھر آپ نے یہ کہا کہ جب میں بڑی ہو جاؤں گی تو آپ کی شاہزادی بنوں گی۔

سُول نس۔ (کچھ ہنس کر) اوّہ۔ اوّہ ــــــ کیا میں نے یہ بھی کہا تھا۔

ہلڈا۔ ہاں آپ نے کہا تھا اور جب میں نے یہ پوچھا کہ مجھے کب تک انتظار کرنا پڑے گا تو آپ نے کہا دس سال بعد آپ پھر آئیں گے ــــــ دیو کی طرح ــــــ اور مجھے اُٹھا لے جائیں گے ــــــ اسپین کو یا اور کہیں اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ وہاں مجھے ایک چھوٹی سی سلطنت خرید دیں گے۔

سُول نس۔ (پہلے کی طرح) ہاں پُرلطف دعوتوں کے بعد، معمولی معمولی چیزوں کا وعدہ نہیں کیا جاتا ہے۔ مگر کیا میں نے حقیقت میں یہ سب کہا تھا؟

ہلڈا۔ (خود بخود ہنس کر) ہاں۔ اور آپ نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ وہ سلطنت کس نام سے مشہور ہوگی۔

سُول نس۔ کس نام سے؟

ہلڈا۔ آپ نے کہا تھا اُس کا نام "سلطنتِ نارنجستان" ہوگا۔

سُول نیس ۔ نام تو بڑے مزے کا تھا۔
ہلڈا۔ نہیں مجھے یہ نام بالکل پسند نہیں آیا ۔میں یہ سمجھی کہ آپ میرا مذاق اُڑا رہے ہیں۔
سُول نیس ۔ مجھے یقین ہی میری نیت یہ ہرگز نہیں تھی۔
ہلڈا۔ نہیں غالبًا یہ نیت نہیں تھی کیونکہ اُس کے بعد آپ نے جو کچھ کیا ——
سُول نیس ۔ تو کیا اس کے بعد بھی میں نے کچھ کیا؟
ہلڈا۔ اگر آپ وہ بھُول گئے تو آپ نے انتہا کردی ۔ میرا خیال تھا کہ دنیا میں کوئی شخص ایسی بات بھُول ہی نہیں سکتا۔
سُول نیس ۔ ہاں، ہاں۔ مجھے صرف اِشارتًا یاد دلا دیجیے پھر شاید —— ہاں ؟
ہلڈا۔ (نظر جما کے اُس کی طرف دیکھ کے) مسٹر سُول نیس اُس کے بعد آپ نے آکے مجھے بوسہ دیا۔
سُول نیس ۔ جس کا منہ کھُلا کا کھُلا رہ جاتا ہی، کُرسی سے اُٹھتا ہی) میں نے؟
ہلڈا ۔جی ہاں آپ نے ۔ آپ نے مجھے اپنی آغوش میں لے کر میرے سر کو نیچے جُھکایا، اور اُس کے بعد مجھے بوسے دیئے —کئی مرتبہ۔
سُول نیس ۔ نہیں، نہیں عزیزہ مس وانگل ——
ہلڈا ۔ آپ اس سے انکار نہیں کرسکتے۔
سُول نیس ۔ نہیں میں انکار کرتا ہوں ۔میں قطعًا انکار کرتا ہوں ۔
ہلڈا ۔(اس کی طرف حقارت سے دیکھ کر) اچھا۔
(مڑکر آہستہ سے آتش دان کے قریب جا کے بےحس وحرکت اُس کی طرف سے منہ پھیر کر اور کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوجاتی ہی۔ مختصر سا وقفہ)

سُول نِس ۔ (محتاط انداز میں اس کے قریب جا کے) مِس وانگل۔
(ہلڈا خاموش رہتی ہے اور حرکت تک نہیں کرتی)
سُول نِس ۔ آپ بُت کی طرح خاموش کیوں کھڑی ہیں ۔ یہ سب واقعات آپ نے خواب میں دیکھے ہوں گے (اُس کے بازو پر ہاتھ رکھ کے) سُنیئے تو سہی۔
(ہلڈا بے صبری سے بازو جھٹک دیتی ہے)
سُول نِس ۔ (جس کے ذہن میں دفعتًا ایک خیال پیدا ہوتا ہے) یا ۔۔۔ ذرا ٹھہریئے ممکن ہے اس کی تہ میں کوئی بات ہو۔
(ہلڈا حرکت نہیں کرتی)
سُول نِس ۔ (آہستہ سے مگر زور دے کر) ممکن ہے میں نے خیال میں اس کا ارتکاب کیا ہو ۔ اِس کی آرزو کی ہو ۔ اِس کی خواہش کی ہو ۔ اور پھر ۔۔۔ کیوں کیا یہ وجہ کافی نہیں؟ ۔
(ہلڈا کوئی جواب نہیں دیتی)
سُول نِس ۔ (بے صبری سے) خیر یہی سہی ۔۔۔ تو شاید میں نے یہ کیا ہی ہوگا ۔
ہلڈا ۔ (اپنا سر کچھ موڑ کر مگر اس کی طرف دیکھے بغیر) تو آپ اِس کا اقبال کرتے ہیں؟
سُول نِس ۔ ہاں ۔۔ جو کچھ آپ فرمائیں اس کا اقبال کرتا ہوں ۔
ہلڈا ۔ آپ آئے اور مجھے اپنی آغوش میں لیا ۔
سُول نِس ۔ ہاں ۔
ہلڈا ۔ اور میرا سر پیچھے کی طرف جھکایا ۔
سُول نِس ۔ بہت پیچھے جھکایا ۔

ہلڈا - اور مجھے بوسے دیئے -

سُول نس - ہاں دیئے -

ہلڈا - کئی بار -

سُول نس - جتنی بار آپ ارشاد فرمائیں اتنی بار -

ہلڈا - (اُس کی طرف تیزی سے مُڑتی ہے - اُس کی آنکھوں میں پھر وہی مسرت کی چمک پیدا ہو جاتی ہے) دیکھا آپ نے - میں نے آپ سے اقبال کرا ہی لیا -

سُول نس - (خفیف سی مُسکراہٹ کے ساتھ) ہاں دیکھیے تو سہی اس قدر اہم واقعے کو میں بالکل بھُول گیا تھا

ہلڈا - (پھر کسی قدر ناراض ہو کر اُس کے پاس سے ہٹ جاتی ہے) معلوم ہوتا ہے زندگی بھر میں آپ نے بہتوں کے اس طرح بوسے لئے ہوں گے -

سُول نس - نہیں میرے متعلق آپ ایسا خیال نہ کیجئے - (ہلڈا کرسی پہ بیٹھ جاتی ہے - سُول نس جھولنے والی کُرسی کے سہارے کھڑا ہو جاتا ہے - اور غور سے اُس کی طرف دیکھتا ہے) مس وانگل -

ہلڈا - ہاں -

سُول نس - پھر کیا ہُوا؟ اِس واقعے کے بعد — پھر کیا نتیجہ نکلا؟

ہلڈا - آپ اچھی طرح جانتے ہیں کوئی نتیجہ نہیں نکلا - کیونکہ پھر اور مہمان اندر آ گئے — اور پھر

سُول نس - بالکل ٹھیک - اور لوگ اندر آ گئے - خیال تو کیجئے یہ بھی مجھے یاد نہیں رہا -

ہلڈا - آپ کو سب کچھ یاد ہے - صرف یہ کہ اب اُس کا ذکر کرتے ہوئے

آپ کو شرم آتی ہے۔ مجھے یقین ہے ایسی باتیں کوئی مشکل سے بھولتا ہے۔

سُول نیس۔ ہاں مشکل سے بھولتا ہے۔

ہلڈا۔ (پھر شگفتہ ہو کر اس کی طرف دیکھتی ہے) شاید آپ کو یاد نہیں کہ وہ دِن کون سا تھا۔

سُول نیس۔ کونسا دن ——؟

ہلڈا۔ جس دِن آپ نے مینار کے کلس پر ہار ڈالا تھا۔ وہ کون سا دِن تھا؟ ہاں ذرا مجھے بتائیے؟

سُول نیس۔ مجھے ٹھیک طرح وہ دن تو یاد نہیں۔ ہاں یہ البتہ یاد ہے کہ دس سال پہلے کی بات ہے۔ اور شاید خزاں کا موسم تھا۔

ہلڈا۔ (کئی مرتبہ آہستہ آہستہ سر ہلا کر) دس سال پہلے —— ستمبر کی اُنیسویں تاریخ تھی۔

سُول نیس۔ ہاں وہی زمانہ ہوگا۔ تعجب کی بات ہے آپ کو یہ بھی یاد ہے۔ (رُک کر) مگر ذرا ٹھہریئے۔ ہاں —— آج بھی ستمبر کی اُنیسویں تاریخ ہے۔

ہلڈا۔ ہاں آج اُنیسویں تاریخ ہے۔ دس سال پورے ہو چکے ہیں۔ اور آپ —— آپ نے مجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا —— مگر آپ نہیں آئے۔

سُول نیس۔ وعدہ کیا تھا؟ شاید آپ کا مطلب یہ ہے کہ دھمکی دی تھی؟

ہلڈا۔ میرے خیال میں آپ نے کسی قسم کی دھمکی نہیں دی تھی۔

سُول نیس۔ ہاں تو پھر محض مذاقاً یہ کہا تھا۔

ہلڈا۔ تو کیا آپ محض یہی چاہتے تھے؟ محض میرا مذاق اُڑانا چاہتے تھے۔

سُول نیس۔ محض معمولی سا مذاق تھا، مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

کہ مجھے یاد تک نہیں۔ مگر یہی بات ہو گی کیونکہ آپ تو اُس وقت بہت چھوٹی سی تھیں۔
ہلڈا۔ نہیں میں بہت زیادہ چھوٹی بھی نہیں تھی۔ جیسا آپ کا خیال ہے میں بالکل ننھّا سا بچّہ بھی نہیں تھی۔
سُولنس۔ (متجسّس نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر) تو کیا سچ مچ میرے دوبارہ واپس آنے کی توقع تھی؟
ہلڈا۔ (شرارت کی مسکراہٹ ضبط کر کے) ہاں یقیناً۔ مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔
سُولنس۔ کہ میں آپ کے گھر پلٹ کر آؤں گا اور آپ کو اپنے ساتھ اُٹھا لے جاؤں گا۔
ہلڈا۔ ہاں بالکل کسی دیو کی طرح۔
سُولنس۔ اور آپ کو شاہزادی بناؤں گا۔
ہلڈا۔ وعدہ تو آپ نے یہی کیا تھا۔
سولنس۔ اور ایک سلطنت بھی آپ کے حوالے کر دوں گا۔
ہلڈا۔ (چھت کی طرف دیکھتے ہوئے) کیوں نہیں؟ اس کی کیا ضرورت ہے کہ سچ مچ کی سلطنت جیسی ہوتی ہے ویسی ہی سلطنت ہو۔
سُولنس۔ مگر کم سے کم اور کوئی چیز جو اُس کے برابر ہوتی ہیں آپ کی نذر کرتا؟
ہلڈا۔ ہاں کم سے کم اُس کے برابر۔ (ایک لمحے کے لئے اس کی طرف دیکھ کر) میں سمجھتی تھی کہ آپ جو دُنیا کے بلند ترین مینار تعمیر کرتے ہیں، کیا کسی نہ کسی طرح کی سلطنت فراہم نہیں کر سکتے۔
سُولنس۔ (سر ہلا کر) میں قائل۔ میں آپ کا مطلب بالکل نہیں سمجھا۔

ہلڈا۔ آپ بالکل نہیں سمجھے۔ مجھے تو اپنے الفاظ بہت واضح معلوم ہوتے ہیں
سُول نس۔ میں بھی نہیں سمجھ سکا کہ اتنی دیر سے آپ جو کچھ کہہ رہی ہیں وہ سنجیدگی سے کہہ رہی ہیں یا شاید مجھ سے مذاق کر رہی ہیں۔

ہلڈا۔ (مسکرا کر) شاید آپ سے مذاق کر رہی ہوں؟ میں بھی؟

سُول نس۔ ہاں بالکل۔ مذاق اُڑا رہی ہیں — میرا اور اپنا دونوں کا۔ (اُس کی طرف دیکھ کر) بہت دِن قبل آپ کو اِس کا علم ہو چکا ہے کہ میری شادی ہو چکی ہے۔

ہلڈا۔ ہاں اِس اثنا میں مجھے برابر اِس کا علم رہا ہے۔ آپ نے مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھا۔

سُول نس۔ (خوش طبعی سے) یوں ہی۔ یہ خیال بھی میرے ذہن میں پیدا ہوا۔ (اُس کی طرف سنجیدگی سے دیکھ کر آہستہ سے پوچھتا ہے) آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟

ہلڈا۔ میں اپنی سلطنت لینے آئی ہوں۔ وقت آگیا ہے۔

سُول نس۔ (بلا ارادہ ہنس کر) عجیب و غریب لڑکی ہے۔

ہلڈا۔ (زندہ دلی سے) مسٹر سُول نس لائیے میری سلطنت (انگلیوں سے میز بجا کے) ابھی لائیے۔

سُول نس۔ جھومنے والی کرسی کو قریب ڈھکیل کر اُس پر بیٹھ کے) اچھا اب مذاق برطرف۔ یہ بتائیے کہ آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟ یہاں آپ کیا کرنا چاہتی ہیں؟

ہلڈا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ میں ایک چکر لگا کے آپ کی بنائی ہوئی تمام عمارتوں کو دیکھنا چاہتی ہوں۔

سُولنس - آپ کے لیے اچھی خاصی ورزش ہو جائے گی۔

ہلڈا - ہاں مجھے معلوم ہو آپ نے بے حد عمارتیں تعمیر کی ہیں -

سُولنس - ہاں بنائی تو ہیں۔ خصوصًا اِدھر چند سال کے عرصے میں۔

ہلڈا - منجملہ ان کے کلیساؤں کے لیے کئی مینار ؟ بہت اونچے اونچے مینار۔

سُولنس - نہیں۔ اب میں نہ کلیساؤں کے لیے مینار تعمیر کرتا ہوں اور نہ کلیسا۔

ہلڈا - پھر آپ کیا بناتے ہیں ؟

سُولنس - انسانوں کے لیے رہنے کے مکانات -

ہلڈا - (سوچ کر) کیا آپ ایک آدہ - ایک آدہ کلیسا کا مینار بھی اِن مکانوں کے ساتھ ساتھ نہیں بنا سکتے ؟

سُولنس - (چونک کر) اِس کا کیا مطلب ہو ؟

ہلڈا - میرا مطلب ہو — کوئی ایسی چیز جو بلند ہو — کھلی ہوئی ہوا میں بہت بلندی کی طرف اشارہ کر رہی ہو جس کا کلس اس قدر بلندی پر ہو کہ چکّر آجائے -

سُولنس - (کچھ سوچ کر) تعجّب ہو کہ آپ بھی یہی کہہ رہی ہیں — یہی وہ چیز ہو جس کو تعمیر کرنے کی خود مجھے انتہائی فکر ہو۔

ہلڈا - (بے صبری سے) تو پھر آپ بناتے کیوں نہیں -

سُولنس - (سر ہلاکر) لوگ ایسی چیز نہیں چاہتے -

ہلڈا - تعجب ہو کہ لوگ نہیں چاہتے -

سُولنس - (زندہ دلی سے) مگر میں اپنے لیے ایک مکان بنوا رہا ہوں — اس کے مقابل -

ہلڈا - اپنے لیے -

سُول نس ۔ ہاں ۔ تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ایک مینار بھی ہے ۔

ہلڈا ۔ بلند مینار ۔

سُول نس ۔ ہاں ۔

ہلڈا ۔ بہت بلند ۔

سُول نس ۔ لوگ اعتراض کریں گے کہ بہت بلند ہے ۔ رہنے سہنے کے مکان سے بہت زیادہ بلند ہے ۔

ہلڈا ۔ کل صبح کو میں پہلا کام یہ کروں گی کہ باہر نکل کر اس مینار کو دیکھوں گی ۔

سُول نس ۔ (جو اپنے چہرے کو ہاتھ کا سہارا دئے بیٹھا ہے، اس کی طرف نظر جما کر) یہ بتاؤ مس وانگل تمہارا نام کیا ہے ؟ تمہارا ذاتی نام کیا ہے ؟

ہلڈا ۔ کیوں میرا نام ہلڈا ہی ہے ۔

سُول نس ۔ (پہلے کی طرح) ہلڈا ؟ اچھا ؟

ہلڈا ۔ کیوں کیا آپ کو یاد نہیں ؟ آپ نے خود مجھے ہلڈا کہہ کے مخاطب کیا تھا ۔ اُسی دن جب آپ نے وہ گستاخیاں کی تھیں ۔

سُول نس ۔ سچ مچ ؟

ہلڈا ۔ مگر آپ نے مجھے "چھوٹی سی ہلڈا" کہا تھا ۔ اور یہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا ۔

سُول نس ۔ تم کو اچھا نہیں معلوم ہوا مس ہلڈا ؟

ہلڈا ۔ نہیں اُس وقت تو اچھا نہیں معلوم ہوا ۔ مگر ——— شہزادی ہلڈا ——— آپ یہ کہتے تو بہت بھلا معلوم ہوتا ۔

سُولنِس ۔ بہت اچھا ۔ "شہزادی ہلڈا" ـــــ اور سلطنت کا کیا نام رکھا تھا؟

ہلڈا ۔ اونہہ ۔ اُس واہیات سلطنت سے مجھے دلچسپی باقی نہیں رہی۔ میں بالکل دوسری سلطنت حاصل کرنا چاہتی ہوں ۔

سُولنِس ۔ (کرسی کا سہارا لے کر اُس کی طرف بدستور نظر جما کے دیکھتے ہوئے) کتنے تعجب کی بات ہے ـــــ اب میں جتنا سوچتا ہوں اتنا ہی مجھے احساس ہوتا جاتا ہے کہ گویا اِن کئی برسوں تک میں نے اپنے آپ کو محض اس جدوجہد کی وجہ سے کرب میں مبتلا رکھا ہے کہ ـــــ

ہلڈا ۔ کس وجہ سے ؟

سُولنِس ۔ اِس جدوجہد کی وجہ سے کہ کوئی چیز مجھے پھر واپس مل جائے ـــــ کوئی گزرا ہوا واقعہ جسے میں بھول چکا ہوں ۔ لیکن میرے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ وہ کون سا واقعہ تھا ۔

ہلڈا ۔ تو مسٹر سُولنِس آپ نے اپنی دستی میں گرہ دے لی ہوتی ۔

سُولنِس ۔ اُس صورت میں محض یہ یاد کرنے کے لیے کہ میں نے کیوں گرہ دی تھی ، مجھے سر مغزنی کرنی پڑتی ۔

ہلڈا ۔ ہاں ہاں ۔ میں سمجھتی ہوں دُنیا میں اِس قسم کے دیو بھی ہوتے ہیں ۔

سُولنِس ۔ (آہستہ سے اُٹھ کر) بہت اچھا ہوا کہ تم میرے پاس آگئیں ۔

ہلڈا ۔ (اُس کی آنکھوں کو گہری نظروں سے دیکھ کر) بہت اچھا ہُوا ۔

سُولنِس ۔ کیونکہ میں یہاں بہت تنہا تھا ۔ ہر چیز کو میں بے بسی سے تکتا رہتا تھا ۔ (پست آواز میں) میں تم سے کہے دیتا ہوں ـــــ میں ڈرنے لگا تھا ـــــ نئی پود سے میں بہت ڈرنے لگا تھا ۔

ہلڈا۔ (حقارت کی ہلکی سی آواز نکال کے) اونہہ —— نئی پود بھی کوئی ڈرنے کی چیز ہی۔

سُول نس۔ ہی کیوں نہیں۔ اسی لیے میں نے اپنے آپ کو بند اور مقفل کرلیا ہی۔ (پُر اسرار لہجے میں) میں تمھیں بتاتا ہوں۔ ایک نہ ایک دن نئی پود آکر میرے دروازے پر گرجے گی۔ یہی لوگ گھس کر مجھ پر حملہ آور ہوں گے۔

ہلڈا۔ تب تو میں یہ مشورہ دوں گی کہ آپ کو باہر جاکے نئی پود کے لیے دروازہ کھول دینا چاہیے۔

سُول نس۔ دروازہ کھول دینا چاہیئے؟

ہلڈا۔ ہاں اگر یہی بات ہی تو انھیں دوستانہ شرائط طے کرنے کو اپنے پاس آنے دیجئے۔

سُول نس۔ نہیں نہیں نہیں۔ نئی پود —— سے خمیازہ مراد ہی، سمجھیں؟ نئی پود ایک نئے پرچم کے ساتھ داخل ہوگی اور تقدیر پلٹ جائے گی۔

ہلڈا۔ (اُٹھتی ہی، اس کی طرف دیکھتی ہی، اور لبوں کی خفیف سی لرزش کے ساتھ کہتی ہی) مسٹر سُول نس کیا میں کسی طرح آپ کے کام آسکتی ہوں؟

سُول نس۔ ہاں، یقیناً کام آسکتی ہو۔ کیونکہ مجھے یہ محسوس ہو رہا ہی کہ تم بھی ایک نئے پرچم کے ساتھ آئی ہو۔ شباب، شباب سے مقابلہ کرنے کے لیے آیا ہی۔

(ڈاکٹر ہیردال ہال کے دروازے سے داخل ہوتا ہی)

ڈاکٹر ہیردال۔ خوب! —— تم اور مس وانگل ابھی تک یہیں ہو۔

سُول نس۔ ہاں۔ بے شمار چیزوں کے متعلق ہم باتیں کر رہے تھے۔

ہلڈا۔ ہر قسم کی نئی اور پُرانی چیزوں کے متعلق۔

ڈاکٹر ہیروال - خوب!

ہلڈا - بڑا لطف آیا کیونکہ مسٹر سُول نس ـــ نے بڑے غضب کا حافظہ پایا ہے - معمولی سے معمولی واقعات ان کو فوراً یاد آجاتے ہیں -

(مسز سُول نِس وائیں جانب کے دروازے سے داخل ہوتی ہے)

مسز سُول نِس - مِس وانگل آپ کے لیے کمرہ بالکل تیار ہے -

ہلڈا - آپ کی عنایت ہے -

سُول نِس - (مسز سُول نس سے) بچوں کا کمرہ؟

مسز سُول نِس - ہاں بیچ والا، مگر پہلے چل کے کھانا تو کھالیں -

سُول نِس - (ہلڈا کی طرف سر ہلا کر) ہلڈا بچوں کے کمرے میں سوئے گی بچوں کے کمرے میں سوئے گی -

مسز سُول نِس - (اُس کی طرف دیکھ کر) ہلڈا؟

سُول نِس - ہاں مِس وانگل کا نام ہلڈا ہے - میں اُسے اُس زمانے سے جانتا ہوں جب وہ بالکل ذرا سی تھی -

مسز سُول نِس - سچ مچ ہال وار؟ اچھا اب چلیں نا؟ میز پر کھانا چُنا جا چکا ہے -

(ڈاکٹر ہیروال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دائیں جانب کے دروازے سے جاتی ہے - ہلڈا اس درمیان میں اپنا سامان سفر اُٹھا رہی ہے)

ہلڈا - (سُول نس سے نرم لہجے میں مگر جلدی سے) کیا آپ نے جو کہا سچ تھا؟ کیا میں کسی طرح آپ کو مدد دے سکتی ہوں -

سُول نِس - (اُس کے سامان کو خود لے کر) اس وقت سب سے زیادہ مجھے جس ہستی کی ضرورت تھی وہ تم ہی ہو -

ہلڈا ۔ (اُس کی طرف شگفتہ، حیرت بھری نظروں سے دیکھ کر اور ہاتھ باندھ کر) پھر تو، میرے خدا ۔۔۔!

سُول نِس ۔ (اشتیاق سے) کیا ۔۔۔؟

ہلڈا ۔ پھر تو مجھے اپنی سلطنت مل گئی ۔

سُول نِس ۔ (بے تحاشا) ہلڈا ۔۔۔

ہلڈا ۔ (جس کے ہونٹ پھر لرز جاتے ہیں) میں کہنے والی تھی کہ ۔۔۔ تقریباً مل گئی ۔

(دائیں جانب چلی جاتی ہے ۔ اور اس کے بعد سُول نِس بھی)
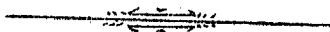
دُوسرا ایکٹ

(سُول نیس کے مکان کا سلیقے سے سجا ہُوا ڈرائنگ روم۔ پیچھے ایک شیشے کا دروازہ جس سے برآمدے اور باغ کو راستہ جاتا ہے۔ دائیں جانب کا کونا ایک بڑی کھڑکی کی وجہ سے ترچھا کٹا ہوا ہے۔ کھڑکی میں گلدان رکھے ہیں۔ بائیں جانب کا کونا بھی اسی طرح ایک آڑی دیوار سے کٹا ہوا ہے جس میں ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ دروازے پر بھی دیوار کی طرح کا غذ لگا ہوا ہے۔ ہر جانب ایک ایک معمولی دروازہ ہے۔ دائیں جانب سامنے ایک میز ہے جس پر ایک بہت بڑا آئینہ ہے۔ پھولوں اور پودوں کے گملے بہت سلیقے سے جمائے گئے ہیں۔ بائیں جانب، سامنے ایک میز، کرسیاں اور ایک سوفہ ہے۔ اس کے پیچھے کتابوں کی الماری ہے۔ کمرے میں بالکل ہی سامنے، کھڑکی کے آگے ایک چھوٹی سی میز اور کچھ کرسیاں ہیں، صبح کا وقت ہے۔

سُول نیس چھوٹی میز کے قریب بیٹھا ہوا ہے۔ راگنار بروِک کا بستہ کھُلا ہُوا اُس کے سامنے رکھا ہے۔ وہ نقشوں کو اُلٹ پلٹ کے بہت غور سے جانچ رہا ہے۔ مسز سُول نیس دبے پاؤں ایک فوّارہ ہاتھ میں لیے ہوئے پھولوں کی دیکھ بھال کر رہی ہے۔ پہلے کی طرح اب بھی وہ سیاہ لباس پہنے ہے۔ اُس کی ٹوپی اور لبادہ وغیرہ آئینے کے قریب ایک کرسی پر پڑا ہوا ہے۔ اُسے علم نہیں کہ سُول نیس تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نظر اُٹھا کر اُس کی نقل و حرکت دیکھ لیتا ہے۔

دونوں بالکل خاموش ہیں۔
(کایا فوسلی بائیں جانب کے دروازے سے خاموشی کے ساتھ داخل ہوتی ہی)

سُول نس۔ (مڑکر، بے پروائی کے معمولی لہجے میں) اچھا تم ہو؟

کایا۔ میں صرف آپ کو اپنے آجانے کی اطلاع دینا چاہتی تھی۔

سُول نس۔ ہاں، ہاں ٹھیک ہی۔ راگنار نہیں آیا؟

کایا۔ نہیں، ابھی تک تو نہیں آیا۔ ڈاکٹر سے ملنے وہ کچھ دیر کے لیے ٹھہر گیا ہی۔ مگر اب آتا ہی ہوگا یہ معلوم کرنے کو کہ ——

سُول نس۔ بڑے میاں کا کیا حال ہی؟

کایا۔ ٹھیک نہیں۔ اُنھوں نے آپ سے رخصت مانگی ہی۔ آج وہ بستر سے اُٹھ نہیں سکتے۔

سُول نس۔ ہاں، ہاں، ضرور آرام لینا چاہیئے۔ اچھا اب جاؤ اپنا کام شروع کردو۔

کایا۔ اچھا۔ (دروازے کے قریب ٹھہر کر) جب راگنار آجائے تو کیا آپ اُس سے کچھ کہیں گے؟

سُول نس۔ نہیں —— مجھے اُس سے کوئی خاص بات نہیں کہنی ہی۔
(کایا بائیں طرف سے جاتی ہی۔ سُول نس اُسی طرح بیٹھا نقشوں کو دیکھتا رہتا ہی)

مسز سُول نس۔ (گملوں کے پاس سے) میں سوچ رہی تھی کہ کیا اُس کا بھی اسی طرح کام تمام ہوجائے گا۔

سُول نس۔ (اُس کی طرف دیکھ کر) اور کس کا؟

مسز سُول نیس - (جواب دیئے بغیر) ہاں یقین رکھو ہال وار - بڑھے بروویک کا بھی کام تمام ہو جائے گا - تم دیکھ لینا -

سول نیس - میری پیاری ایلن، تم ذرا ٹہل آؤ تو اچھا ہی -

مسز سُول نیس - ہاں ٹھیک ہی - (اُسی طرح پھولوں کی دیکھ بھال کرنے میں مصروف رہتی ہی)

سُول نیس - (نقشوں کی طرف جھک کر) وہ ابھی تک سو رہی ہی -

مسز سُول نیس - (اُس کی طرف دیکھ کر) تم اتنی دیر سے بیٹھے مس وانگل کے خیال میں محو تھے -

سُول نیس - (لاپروائی کے لہجے میں) ابھی ابھی وہ مجھے یاد آگئی -

مسز سُول نیس - مس وانگل کو اُٹھے بہت دیر ہو گئی -

سُول نیس - اچھا ؟

مسز سُول نیس - جب میں اُسے دیکھنے گئی تو وہ اپنا سامان ٹھیک کرنے میں مصروف تھی -

(وہ آئینے کے سامنے جا کر، آہستہ سے اپنی ٹوپی اُٹھا کے پہننے لگتی ہی)

سُول نیس - (مختصر سے وقفے کے بعد) ایلن، آخرکار بچوں کے کمروں میں سے ایک کا مصرف نکل ہی آیا -

مسز سُول نیس - ہاں نکل تو آیا -

سُول نیس - سب کے سب بالکل خالی پڑے تھے، اس سے تو بہتر ہی -

مسز سُول نیس - یہ تم نے ٹھیک کہا - خالی تھے تو وحشت سی معلوم ہوتی تھی -

سُول نیس - (بستہ بند کر کے اُٹھتا ہی اور اُس کے قریب آتا ہی) ایلنا

اس کے بعد تجھ ہیں اور تم ہیں بہت اچھی طرح نبھ سکے گی ۔ سب باتیں اطمینان بخش
ہوجائیں گی ۔ زندگی زیادہ دلچسپ ہو جائے گی ـــــ خصوصًا تمھارے لئے ۔

مسز سُول نِس ۔ (اس کی طرف دیکھ کر) اس کے بعد ؟

سُول نِس ۔ ہاں یقین جانو ایلن ۔

مسز سُول نِس ۔ تمھارا مطلب یہ ہے کہ ـــــ چونکہ وہ یہاں آگئی ہے ۔

سُول نِس ۔ (اپنے آپ کو روک کر) نہیں میرا مطلب یہ تھا کہ ـــ جب
ہم نئے مکان میں منتقل ہوجائیں گے تب سے ۔

مسز سُول نِس ۔ (اپنا لبادہ اٹھاکر) تمھارا یہ خیال ہے ہال وار؟ اس طرح
اطمینان نصیب ہوجائے گا ؟

سُول نِس ۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں ۔ کیوں تمھارا بھی یہی خیال ہے نا؟

مسز سُول نِس ۔ میں نے ابھی تک نئے مکان کے متعلق کچھ سوچا
ہی نہیں ۔

سُول نِس ۔ (اُداس ہوکر) تمھاری زبان سے یہ سن کے مجھے تکلیف
ہوتی ہے ۔ کیونکہ تم جانتی ہو تمھاری ہی خاطر میں نے اس مکان کو بنوایا ہے ۔
(اُسے لبادہ پہنانے میں مدد دینا چاہتا ہے)

مسز سُول نِس ۔ واقعہ یہ ہے کہ میری خاطر تم بہت کچھ کرتے ہو ۔

سُول نِس ۔ (کسی قدر گرمجوشی سے) نہیں نہیں ایلن یہ مت کہو ۔
میں تمھاری زبان سے ایسی باتیں نہیں سُن سکتا ۔

مسز سُول نِس ۔ اچّھا ہال وار یہ بات ہے تو میں نہ کہوں گی ۔

سُول نِس ۔ مگر میں نے جو کچھ کہا میں اُس پر قائم ہوں ۔ تم اِس نئے
مکان میں بہت راحت سے رہوگی ۔

مسز سُول نِس ۔ یا اللہ ــــ بہت راحت سے رہوں گی ــــ

سُول نِس ۔ (جوش سے) ہاں ــــ اِس کا یقین رکھو۔ کیونکہ تم کو معلوم ہی وہاں بہت سی چیزیں تمھیں اپنے گھر کی یاد دلائیں گی ۔

مسز سُول نِس ۔ وہ گھر جو میرے ماں باپ کا تھا اور ــــ جو جل کر خاک میں مل گیا ۔

سُول نِس ۔ (پست آواز میں) ہاں ہاں ۔ میری بچاری ایلین تمھیں اُس کا صدمہ بہت سخت ہُوا تھا ۔

مسز سُول نِس ۔ (بے تاب ہو کر رنج کے لہجے میں) ہال وار تم جتنے مکان چاہو بناؤ ــــ مگر میرے لیے تم کوئی سچ مچ کا گھر نہیں بنا سکتے ۔

سُول نِس ۔ (کمرے کو طے کر کے) اچھا اب خدا کے لیے اس ذکر کو چھوڑ دو ۔

مسز سُول نِس ۔ یہ ذکر ہم میں آپس میں ہوتا بھی تو نہیں ہی ۔ کیونکہ جب کبھی موقع آ بھی جاتا ہی تو تم اس خیال کو اپنے سے دور کر دینا چاہتے ہو ــــ

سُول نِس ۔ (دفعتاً رُک کر اُس کی طرف دیکھنے لگتا ہی) ہاں مگر میں کیوں یہ کرتا ہوں ؟ کیوں اِس خیال کو اپنے سے دور رکھتا ہوں ؟

مسز سُول نِس ۔ ہال وار یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں تم ہمیشہ اسی فکر میں پریشان رہتے ہو کہ مجھے تکلیف نہ ہونے پائے ــــ تم میری ہر بات پر درگزر کر جاتے ہو ــــ جس حد تک تم سے ممکن ہوتا ہی ۔

سُول نِس ۔ (حیرت سے) تم ۔ تم ــــ ایلین کیا تم خود اپنے متعلق یہ کہہ رہی ہو ۔

مسز سُول نِس ۔ اپنے سوا اور کس کے متعلق کہتی ۔

سُول نِس۔ (بلا ارادہ اپنے آپ سے) یہ بھی۔

مسز سُول نِس۔ پرانے مکان کی حد تک تو یہ کہ مجھے اس کا ایسا زیادہ قلق نہیں۔ جب ایک بار تقدیر بگڑتی ہے تو —— پھر ——

سُول نِس۔ ہاں یہ تم نے ٹھیک کہا —— بدقسمتی اپنا کام کر کے رہتی ہے —— مشہور مثل ہے۔

مسز سُول نِس۔ لیکن آگ لگ جانے کا جو نتیجہ ہُوا —— اُس کے بعد جو قیامت کے واقعات پیش آئے اُن واقعات نے غضب کر دیا —— اُنھیں نے اُنھیں نے، اُنھیں نے۔

سُول نِس۔ (جوش سے) ایلن ان باتوں کو مت یاد کرو۔

مسز سُول نِس۔ آہ یہی تو وہ باتیں ہیں جو مجھے رہ رہ کے یاد آتی ہیں۔ اور اب مجھ سے تحمّل نہیں ہو سکتا۔ میں اُن کا ذکر ضرور کروں گی۔ میں کبھی اپنے آپ کو معاف نہیں کر سکتی ——

سُول نِس۔ (تعجّب سے) اپنے آپ کو۔

مسز سُول نِس۔ ہاں کیونکہ میرے فرائض دوہرے تھے —— تمھارے متعلق اور بچوں کے متعلق —— مجھے چاہیئے تھا کہ میں اپنے دل کو مضبوط رکھتی۔ اس قسم کے خوف کو —— یا مکان کے جل جانے کے رنج کو اپنے آپ پر قابو نہ پانے دیتی۔ (ہاتھ مل کر) ہائے دار کاش مجھ میں اتنی قوّت ہوتی۔

سُول نِس۔ (قریب آکے متاثر ہو کر، نرمی سے) ایلن —— مجھ سے وعدہ کرو کہ تم ایسی باتیں نہ سوچا کرو گی —— مجھ سے وعدہ کرو۔

مسز سُول نِس۔ وعدہ۔ وعدہ۔ وعدہ کرنا تو بہت آسان ہے۔

سُول نِس۔ (کمرے میں ٹہلتے ہوئے) اُفّوہ کیا بے بسی ہے، بے بسی۔

روشنی کی ایک کرن تک نہیں۔ روشنی کی ایک شعاع تک نہیں جو ہمارے گھر کو روشن کر سکے۔

مسز سُول نِس۔ ہال وار اسے گھر نہیں کہتے۔

سُول نِس۔ ہاں۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ (افسردگی سے) خدا معلوم۔ ممکن ہی کہ تمھارا یہ خیال بھی صحیح ہو کہ نئے گھر میں ہمیں کوئی راحت نہ ملے گی۔

مسز سُول نِس۔ کوئی راحت نہ ملے گی۔ وہ بھی اسی طرح خالی خالی — اسی طرح ویران معلوم ہوگا جیسے یہ مکان۔

سُول نِس۔ (جوش سے) پھر آخر ہم نے وہ مکان بنوایا کیوں؟ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو؟

مسز سُول نِس۔ نہیں تمہیں اپنے سوال کا خود جواب دینا پڑے گا۔

سُول نِس۔ (اس کی طرف شبہ کی نظروں سے دیکھ کر) ایلین تمھارے اس جملے کا کیا مطلب ہی؟

مسز سُول نِس۔ میرے اس جملے کا کیا مطلب ہی؟

سُول نِس۔ ہاں آخر کیا مطلب ہی؟ تم نے اس قدر عجیب وغریب طور پر یہ جملہ کہا — گویا اسکے اندر کچھ اور معنی پوشیدہ تھے۔

مسز سُول نِس۔ نہیں۔ ہرگز نہیں میں تمھیں یقین دلاتی ہوں۔

سُول نِس۔ (قریب آکے) بتاتی کیوں نہیں ہو؟ — میں جانتا ہوں اور خوب جانتا ہوں۔ ایلین میرے بھی آنکھ کان ہیں — اس کا خیال رکھو۔

مسز سُول نِس۔ کیا؟ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ کیا بات ہی؟

سُول نِس۔ (اس کے بالکل مقابل کھڑے ہوکر) ہر معمولی سا معمولی لفظ جو میری زبان سے نکلتا ہی تم اس میں کوئی چھپے ہوئے پوشیدہ معنی نہیں

ڈھونڈھتی ہو؟

مسز سُول نِس۔ تم میرے متعلق یہ کہہ رہے ہو؟ میں ڈھونڈھتی ہوں؟

سُول نِس۔ (ہنستا ہے) ہو۔ہو۔ہو۔ ایلن یہ بالکل قدرتی امر ہے۔ جب کسی بیمار آدمی سے سابقہ ہوتا ہے تو۔

مسز سُول نِس۔ (متردد ہو کر) بیمار؟ ہال وار کیا تم بیمار ہو؟

سُول نِس۔ (بگڑ کر) نیم مجنون سہی یا پاگل۔ جو تمہارا جی چاہے مجھے کہہ لو۔

مسز سُول نِس۔ (اندھوں کی طرح ایک کُرسی ٹٹول کر اُس پہ بیٹھ جاتی ہے) ہال وار — خُدا کے لیے۔

سُول نِس۔ مگر تم دونوں غلطی پر ہو۔ تم بھی اور ڈاکٹر بھی۔ ہرگز میری وہ حالت نہیں جو تم سمجھتی ہو۔ (کمرے میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹہلتا ہے۔ مسز سُول نِس نگاہوں سے اُس کا تعاقب کرتی ہے۔ بالآخر وہ اس کے قریب جاتا ہے) حقیقت میں میں بالکل بیمار نہیں ہوں۔

مسز سُول نِس۔ نہیں، بالکل نہیں۔ کیوں؟ مگر پھر کیا چیز تمہیں اِس قدر مضطرب رکھتی ہے؟

سُول نِس۔ محض یہ بات کہ میں اِس زبردست قرض کے بوجھ سے دبا جا رہا ہوں۔

مسز سُول نِس۔ کیا کہا تم نے؟ قرض۔ مگر ہال وار تم تو کسی کے مقروض نہیں ہو؟

سُول نِس۔ (آہستہ سے، تأثّر کے لہجے میں) مجھے تمہارا بے انتہا قرضہ ادا کرنا ہے۔ ایلن۔ تمہارا — تمہارا — تمہارا —

مسز سولنس ۔ (آہستہ سے اُٹھ کر) تمھاری ان باتوں کی تہ میں کیا ہی؟ تم مجھ سے کہہ کیوں نہیں دیتے۔

سولنس ۔ اِس کی تہ میں کوئی بات نہیں ۔ میں نے تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ۔ کم از کم عمداً اور ارادتاً نہیں پہنچایا ۔ پھر بھی ـــــ پھر بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی کچل ڈالنے والا بوجھ مجھے دبائے ہوئے ہی، کچلے ہوئے ہی۔

مسز سولنس ۔ اور تم میرے مقروض ہو؟

سولنس ۔ خصوصیت سے تمھارا۔

مسز سولنس ۔ تو پھر ـــ ہال وار معلوم ہوتا ہی کہ تم بیمار ہو۔

سولنس ۔ (افسردگی سے) غالباً میں بیمار ہوں ـــ یا بیمار پڑنے کے قریب ہوں ۔ (دائیں جانب کے دروازے کی طرف دیکھتا ہی جو اُس وقت کھلتا ہی) آہ اب وہ بار کچھ ہلکا معلوم ہو رہا ہی۔

(ہلڈا وانگل اندر آتی ہی ۔ اس کا لباس کچھ بدلا ہوا ہی ۔ اور اب سایے کا دامن نیچا ہی) ۔

ہلڈا ۔ صبح بخیر مسٹر سولنس۔

سولنس ۔ (سر کے اشارے سے سلام لے کے) آرام سے نیند آئی؟

ہلڈا ۔ بہت آرام سے ۔ جیسے کوئی بچہ گہوارے میں سوتا ہی ۔ کسی ـــ کسی شہزادی کی طرح لیٹ کے پاؤں پھیلا کے۔

سولنس ۔ (خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ) بہرحال آرام سے سوئیں؟

ہلڈا ۔ ہاں میں یہی سمجھتی ہوں ۔

سولنس ۔ اور کچھ خواب بھی دیکھے ۔

ہلڈا ۔ ہاں دیکھے ۔ مگر بہت خوفناک ۔

سُول نس ۔ اچھا ؟

ہلڈا ۔ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بڑی خوفناک، بُلند، سیدھی چٹان پر سے نیچے گر رہی ہوں ۔ آپ کو کبھی ایسے خواب نظر نہیں آئے ۔

سُول نس ۔ ہاں کبھی کبھی ۔

ہلڈا ۔ کیسی زبردست سنسنا دینے والی چیز تھی —— جب کوئی نیچے گرتا جائے —— گرتا جائے ——

سُول نس ۔ بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ خون منجمد ہو گیا ہے ۔

ہلڈا ۔ اور آپ جب کبھی اس طرح خواب میں گرنے لگتے ہیں تو کیا اپنے پاؤں سمیٹ لیتے ہیں ؟

سُول نس ۔ ہاں جس قدر ممکن ہو سکتا ہے اُس قدر ۔

ہلڈا ۔ میں بھی یہی کرتی ہوں ۔

مسز سُول نس ۔ (اپنی چھتری اُٹھا کے) ہال وار مجھے اب ذرا ٹھہر جانا ہے ۔ (ہلڈا سے) آپ کو جن ایک دو چیزوں کی ضرورت ہو وہ بھی لیتی آؤں گی،

ہلڈا ۔ (اُس کے گلے میں باہیں ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے) میری اچھی، پیاری مسز سُول نس ۔ آپ مجھ پر کس قدر مہربان ہیں ——

مسز سُول نس ۔ (عذر کرتے ہوئے اپنے آپ کو چھڑا کے) نہیں، کوئی بات نہیں ۔ یہ محض میرا فرض تھا، اور اس کو میں بہت خوشی سے انجام دوں گی ۔

ہلڈا ۔ (خفا ہو کے منہ بنا کر) مگر اب تو میں اس حالت میں سڑک پر یوں بھی نکل سکتی ہوں نا ؟ —— اپنا لباس میں نے ٹھیک کر لیا ہے ۔ کیوں

آپ کا کیا خیال ہے۔

مسز سول نس۔ سچ پوچھو تو میرے خیال میں لوگ ذرا گھور گھور کے دیکھیں گے۔

ہلڈا۔ (حقارت سے) اونہہ بس یہی؟ اس میں تو مجھے لطف آتا ہے۔

سول نس۔ (دبے ہوئے چڑچڑے پن سے) ہاں مگر بات یہ ہے کہ لوگ کہیں نہ خیال کریں کہ تم بھی پاگل ہو گئی ہو۔

ہلڈا۔ پاگل۔ تو کیا اس شہر میں پاگل بہت ہیں۔

سول نس۔ (اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کرکے) بہر صورت ایک کو تو تم دیکھ ہی رہی ہو۔

ہلڈا۔ آپ ـــ مسٹر سول نس۔

مسز سول نس۔ دیکھو ہال وار ایسی باتیں زبان سے مت نکالو۔

سول نس۔ تم نے اب تک اس کو محسوس نہیں کیا؟

ہلڈا۔ نہیں میں نے ہرگز محسوس نہیں کیا (کچھ سوچتی ہے اور آہستہ سے ہنستی ہے) پھر بھی شاید ایک بات میں۔

سول نس۔ سنا تم نے ایلن؟

مسز سول نس۔ اور مس وانگل وہ ایک بات کیا تھی؟

ہلڈا۔ نہیں۔ میں نہ کہوں گی۔

سول نس۔ کہو، کہو۔

ہلڈا۔ نہیں معاف کیجیے ـــ میں اتنی پاگل نہیں ہوں۔

مسز سول نس۔ ہال وار مجھے یقین ہے کہ مس وانگل تنہائی میں تم سے ضرور کہیں گی۔

سُول نِس۔ اچھا ــــ تم سمجھتی ہو کہیں گی ؟
مسنر سُول نِس۔ ہاں ہاں یقیناً ــــ کیونکہ تم ان کو پہلے سے جانتے ہو
جب وہ بالکل ذراسی تھیں ــــ تم نے مجھ سے یہی کہا تھا۔
(بائیں جانب کے دروازے سے باہر چلی جاتی ہی)
ہِلڈا۔ (کچھ دیر ٹھہر کر) کیا آپ کی بیوی مجھے بالکل پسند نہیں کرتیں ؟۔
سُول نِس۔ کیوں کیا تمھیں کسی ایسی بات کا اندازہ ہُوا ؟
ہِلڈا۔ کیوں کیا خود آپ کو اس کا اندازہ نہیں ہوا ؟
سُول نِس۔ (ٹالتے ہوے) اِدھر کئی سال سے ایلن اجنبیوں سے
کچھ غیر مانوس سی ہوگئی ہی۔
ہِلڈا۔ یہ بات ہی ؟
سُول نِس۔ لیکن اگر تم اس سے اچھی طرح واقف ہو جاؤگی تب
معلوم ہوگا ــــ کہ وہ کِس قدر نیک ــــ کسی قدر با محبّت ــــ اور کتنی اچھی
طبیعت رکھتی ہی۔
ہِلڈا۔ (بے صبری سے) لیکن اگر اس میں یہ سب خوبیاں ہیں تو
اُس نے وہ جملہ اپنے فرض کے متعلق کیوں کہا ؟
سُول نِس۔ اپنے فرض کے متعلق ؟
ہِلڈا۔ اُس نے یہ کہا تھا کہ وہ بازار جا کے میرے لیے کچھ سامان
خریدے گی کیونکہ یہ اس کا فرض ہی۔ اِس کریہہ ، خوفناک لفظ کو میں برداشت
نہیں کرسکتی۔
سُول نِس۔ کیوں ؟
ہِلڈا۔ کچھ عجیب سرد ، اور تیز چبھتا ہوا لفظ ہی۔ فرض ــــ فرض ــــ

فرض - کیوں آپ کا کیا خیال ہے آپ کو یہ لفظ چبھتا ہوا نہیں معلوم ہوتا؟

سُول نِس - ہُوں ـــــ میں نے کبھی اس پر زیادہ غور نہیں کیا -

ہلڈا - ضرور چبھتا ہوا معلوم ہوتا ہے - اگر وہ اس قدر نیک ہے - جیسے کہ آپ نے کہا ـــ تو پھر وہ اس طرح کیوں باتیں کرتی ہے -

سُول نِس - میرے خدا! تو پھر تم کیا چاہتی ہو کہ وہ کس طرح باتیں کرے؟

ہلڈا - وہ یہ کہہ سکتی تھی کہ وہ اس واسطے میرے لیے یہ سب کچھ خرید کر لائے گی کہ وہ مجھے بہت زیادہ چاہنے لگی ہے - وہ اِسی قسم کی کوئی بات کہہ سکتی تھی ـــــ گرمجوشی اور اخلاص کی بات -

سُول نِس - (اُس کی طرف دیکھ کر) تم یہ چاہتی تھیں -

ہلڈا - ہاں بالکل یہی - کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگتی ہے - کتابوں کی الماری کے پاس ٹھہر جاتی ہے اور کتابوں کو دیکھتی ہے) آپ کے یہاں اتنی بہت سی کتابیں ہیں -

سُول نِس - ہاں میں نے جمع تو بہت سی کر لی ہیں -

ہلڈا - آپ اِن سب کو پڑھتے بھی ہیں ؟

سُول نِس - پہلے میں پڑھنے کی کوشش کیا کرتا تھا - تم کو پڑھنے کا شوق ہے؟

ہلڈا - نہیں، بالکل نہیں - میں نے پڑھنا بالکل چھوڑ دیا - کیونکہ اس طرح پڑھنا کچھ عجب بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے -

سُول نِس - میرا بھی بالکل یہی حال ہے -

(ہلڈا اِدھر اُدھر گھومنے لگتی ہے - چھوٹی میز کے قریب ٹھہر جاتی ہے، بستہ کھولتی ہے اور اس کے اندر کا سامان الٹ پلٹ کر کے دیکھتی ہے)

ہلڈا۔ یہ سب نقشے آپ کے کھینچے ہوئے ہیں؟

سُول نس۔ نہیں یہ ایک نوجوان کے کھینچے ہوئے ہیں جس کو میں نے اپنے مددگار کی طور پر ملازم رکھا ہے۔

ہلڈا۔ اُس کو آپ ہی نے سکھایا ہے؟

سُول نس۔ ہاں ہاں۔ بیشک اُس نے کچھ نہ کچھ مجھ سے بھی سیکھا ہے۔

ہلڈا۔ (بیٹھ جاتی ہے) تب تو میں سمجھتی ہوں وہ کام میں بہت ہوشیار ہوگا۔ (ایک نقشے کو دیکھ کر) ہے نا؟

سُول نس۔ میرے لیئے تو ——— اور زیادہ بدتر ———

ہلڈا۔ ہاں ہاں ——— مجھے یقین ہے، غضب کا ہوشیار آدمی ہے۔

سُول نس۔ کیا اِن نقشوں سے تمھیں اس کا اندازہ ہوتا ہے؟

ہلڈا۔ اونہہ ——— یہ نقشے۔ لیکن اُس نے اگر آپ سے سیکھا ہے تو ———

سُول نس۔ جہاں تک اِس کا تعلق ہے ——— یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جنھوں نے مجھ سے کام سیکھا ہے، پھر بھی اُن کے لیے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔

ہلڈا۔ (اُس کی طرف دیکھ کر سر ہلاتی ہے) واللہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اس قدر کُند ذہن کیوں ہیں؟

سُول نس۔ کند ذہن! کیا تم مجھے بہت کند ذہن سمجھتی ہو؟

ہلڈا۔ ہاں یقیناً سمجھتی ہوں، اگر آپ اِس طرح اطمینان سے اور سب لوگوں کو سکھاتے پھرتے ہیں ———

سُول نس۔ (کسی قدر چونک کر) کیوں؟ کیوں نہیں؟

ہلڈا۔ (اُٹھ کر، کچھ سنجیدہ اور کچھ ہنستے ہوئے) نہیں مسٹر سالنس۔ اِس سے

کیا فائدہ - آپ کے سوا کسی اور کو تعمیر کی اجازت کیوں ہو ؟ صرف آپ ہی تنہا — خود اس کام کو کریں - آیا آپ کے خیال میں -

سُول نِس - (بلا اِرادہ) ہلڈا —

ہلڈا - کیا ؟

سُول نِس - یہ خیال تمھارے ذہن میں کیسے پیدا ہُوا ؟

ہلڈا - کیا آپ کے خیال میں میری رائے بالکل غلط ہے -

سُول نِس - نہیں یہ بات نہیں - مگر اب میں تم سے ایک بات کہتا ہوں -

ہلڈا - کیا ؟

سُول نِس - میں خود — تنہائی میں — اکیلا — مسلسل یہی سوچتا رہتا ہوں -

ہلڈا - بالکل قدرتی چیز ہے -

سُول نِس - شاید تم مجھ میں اس چیز کو محسوس بھی کر چکی ہو ؟

ہلڈا - نہیں، میں نے محسوس تو نہیں کیا -

سُول نِس - لیکن ابھی ابھی — جب تم نے یہ خیال ظاہر کیا تھا — کہ کم سے کم ایک چیز میں — تم نے کہا تھا کہ میرا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے -

ہلڈا - اس وقت میں ایک بالکل دوسری بات سوچ رہی تھی -

سُول نِس - کیا بات تھا ؟

ہلڈا - نہیں میں آپ سے نہ کہوں گی -

سُول نِس - (کمرے کو طے کر کے) خیر جو تمھارا جی چاہیے - (کھڑکی کے قریب ٹھہر کے) یہاں آؤ تو میں تمھیں ایک چیز دکھاؤں -

ہلڈا۔ (آگے بڑھ کے) کیا؟
سولنس۔ دیکھ رہی ہو ــــ اُدھر باغ کے اندر ــــ ؟
ہلڈا۔ ہوں؟
سولنس۔ (اشارے سے) دیکھو جہاں سے پتھر نکالے جاتے ہیں اُس کے بالکل اوپر۔
ہلڈا۔ آپ اُس نئے مکان کو کہہ رہے ہیں۔
سولنس۔ ہاں وہی مکان ہے جو تعمیر کیا جا رہا ہے۔ تقریباً مکمّل ہو چکا ہے۔
ہلڈا۔ اس کا مینار تو بہت بلند معلوم ہوتا ہے۔
سولنس۔ اور مچان تو اس سے بھی زیادہ اونچی ہے۔
ہلڈا۔ یہی آپ کا نیا مکان ہے؟
سولنس۔ ہاں۔
ہلڈا۔ اور اسی مکان میں آپ عنقریب منتقل ہونے والے ہیں؟
سولنس۔ ہاں۔
ہلڈا۔ اور اِس مکان میں بھی بچوں کے کمرے ہیں؟
سولنس۔ تین کمرے، جیسے یہاں ہیں وہاں بھی ہیں۔
ہلڈا۔ مگر کوئی بچّہ نہیں۔
سولنس۔ ہے اور نہ کبھی ہوگا۔
ہلڈا۔ (زیرِ لب تبسم کے ساتھ) کیوں وہی بات ہے نا جو میں نے کہی تھی ــــ ؟
سولنس۔ کیا ــــ ؟
ہلڈا۔ کہ آپ کو کچھ ــــ کچھ نہ کچھ جنون ضرور ہے۔

سُول نس - کیا تم اسی چیز کو سوچ رہی تھیں ؟

ہلڈا - ہاں بچوں کے ان تمام خالی کمروں کے متعلق جن میں سے ایک میں میں سوئی تھی -

سُول نس - (آواز نیچی کرکے) ہمارے بھی بچّے تھے ـــــ میرے اور ایلین کے -

ہلڈا - (اس کی طرف دیکھ کے اشتیاق کے لہجے میں) تھے ـــــ ؟

سُول نس - دو چھوٹے بچے ـــــ ایک ہی عمر کے -

ہلڈا - یعنی توام بچے -

سُول نس - ہاں توام - اب تو گیارہ بارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے -

ہلڈا - اور وہ دونوں ـــــ ؟ کیا دونوں ضایع ہوگئے -

سُول نس - (بھرّائے ہوئے لہجے میں) صرف تین ہفتے وہ لڑکے زندہ رہے مشکل سے تین ہفتے تک (بے قابو ہوکر) ہلڈا میں تم سے کیا کہوں میرے لیے تمھارا آجانا کتنی بڑی نعمت ہے - اب کم سے کم مجھے کوئی ایسا تو مل گیا جس سے دل کھول کر باتیں کرسکوں -

ہلڈا - تو کیا آپ ان سے ـــــ اپنی بیوی سے بھی دل کھول کر باتیں نہیں کرسکتے تھے ؟

سُول نس - نہیں یہ باتیں نہیں کرسکتا تھا - بس جس طرح باتیں کرنا چاہتا تھا، باتوں کی جو خواہش مجھ میں تھی میں اس کو پورا نہیں کرسکتا تھا - (افسردگی سے) اور بھی بہت چیزوں کے متعلق میں اس سے کچھ نہیں کہہ سکتا -

ہلڈا - (پست آواز میں) آپ نے یہ جو کہا تھا کہ آپ کو میری مدد کی ضرورت ہوگی تو کیا اس کا محض یہی مطلب تھا -

سُول نس۔ زیادہ تر میرا یہی مطلب تھا ـــ کم از کم کل۔ آج کی نسبت میں یقین سے نہیں کہہ سکتا ـــ (رک کر) آؤ ہلڈا یہاں بیٹھ جاؤ۔ اِدھر صوفے پر بیٹھ جاؤ تاکہ باغ بھی تمھیں نظر آتا رہے۔ (ہلڈا صوفے کے ایک کونے پر بیٹھ جاتی سُول نس اُس کے قریب کرسی کھینچتا ہی) کیا تم ان واقعات کو سُنو گی؟

ہلڈا۔ بڑی خوشی سے میں بیٹھ کے آپ کی باتیں سنوں گی۔

سُول نس۔ (بیٹھ جاتا ہی) اچھا تو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔

ہلڈا۔ مسٹر سُول نس یہاں سے میں آپ کو بھی دیکھ سکتی ہوں اور باغ کو بھی۔ ہاں اب بیان کیجیے۔ کہیے۔

سُول نس۔ (کھڑکی کی طرف) اُدھر باہر اونچائی پر ـــ جہاں تم کو نیا مکان نظر آرہا ہی۔

ہلڈا۔ ہاں

سُول نس۔ میں نے اور ایلین نے شادی ہونے کے بعد ابتدائی چند سال وہیں گزارے۔ وہاں پہلے ایک پُرانا مکان تھا جو اس کی والدہ سے ہم کو وراثت میں مِلا تھا؟ اور اُس کے ساتھ یہ پورا باغ بھی شامل تھا۔

ہلڈا۔ کیا اُس مکان میں بھی کوئی مینار تھا؟

سُول نس۔ نہیں۔ مینار وغیرہ کچھ نہیں تھا۔ باہر سے وہ محض لکڑی کا ایک بڑا سا، تاریک، بدشکل ڈبّہ معلوم ہوتا تھا۔ پھر بھی اندر بہت آرام دہ رہنے کے قابل مکان تھا۔

ہلڈا۔ تو کیا آپ نے وہ پُرانی دقیانوسی عمارت ڈھادی۔

سُول نس۔ نہیں اُس میں آگ لگ گئی۔

ہلڈا۔ پورا مکان جل گیا؟

سُول نس۔ پورا۔

ہلڈا۔ آپ کو بہت سخت نقصان پہنچا ہوگا؟

سُول نس۔ اِس کا دارومدار اِنسان کے اپنے نقطۂ نظر پر ہے۔ مگر ایک معمار کی حیثیت سے یہی آگ میری ترقی کا باعث بن گئی ——

ہلڈا۔ ہاں لیکن ——؟

سُول نس۔ یہ دونوں بچّوں کے پیدا ہونے کے بالکل بعد کا واقعہ ہے۔

ہلڈا۔ اُن دونوں بچارے بچّوں کے پیدا ہونے کے بعد کا۔

سُول نس۔ جب وہ پیدا ہوئے تو بہت تندرست تھے۔ اور جیسے جیسے بڑھتے جاتے تھے اور زیادہ تندرست و توانا معلوم ہوتے تھے —— ہر روز یہ فرق صاف محسوس ہوتا تھا۔

ہلڈا۔ بچّے بالکل شروع میں جلدی جلدی بڑھتے ہیں۔

سُول نس۔ ایلین جب ان دو بچّوں کو اپنے بازوؤں میں لے کے لیٹتی تو دنیا بھر کی ہر چیز سے بھلی لگتی تھی —— مگر پھر وہ رات آئی جس میں آگ لگی تھی۔

ہلڈا۔ (جوش کے عالم میں) پھر کیا ہُوا۔ کہیئے کوئی جلا تو نہیں۔

سُول نس۔ نہیں جلا تو نہیں ہر فرد مکان سے صحیح و سلامت باہر نکلا۔

ہلڈا۔ پھر؟ پھر کیا ہُوا۔

سُول نس۔ لیکن اِس خوف سے ایلین کے دل پر دہشت سی طاری ہوگئی۔ خوف۔ خبردار کرنے کی گھنٹی۔ بجلی کڑکنے کی گڑگڑ —— اور پھر رات کی ہوا جو برف کی طرح سرد تھی —— جس حالت میں وہ اور بچّے لیٹے ہوئے تھے —— ویسے ہی اٹھا کر وہ باہر پہنچائے گئے۔

ہلڈا - کیا اسی چیز نے بچوں کا کام تمام کر دیا ؟

سُول نس - نہیں اس چیز کو تو انھوں نے برداشت کر لیا - مگر ایلن کو بخار آگیا اور اس کا اثر دودھ پر پڑا - وہ اِس بات پر مُصِر تھی کہ بچّوں کو خود دودھ پلائے - کہتی تھی کہ یہ میرا فرض ہی - ہمارے دونوں بچے ــــ وہ ــــ (اپنے ہاتھوں کو مضبوط جکڑ کے) ــــ وہ ــــ اف

ہلڈا - وہ اس کی تاب نہ لا سکے -

سُول نس - ہاں اِس چیز کی وہ تاب نہ لا سکے - اِس طرح ان کا کام تمام ہو گیا -

ہلڈا - آپ کو بہت سخت صدمہ ہوا ہوگا -

سُول نس - مجھے تو بہت صدمہ ہوا - مگر مجھ سے دس گنا زیادہ صدمہ ایلن کو ہوا - (دبے ہوئے غُصّے میں ہاتھ باندھ کے) آہ دنیا میں اِس قسم کے واقعات کیوں پیش آتے ہیں - (اختصار اور ضبط کے ساتھ) جس دِن بچّے ضایع ہوئے اُس دِن سے میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ کلیسا تعمیر کروں -

ہلڈا - تو آپ نے ہمارے قصبے کے کلیسا کا مینار بادِلِ ناخواستہ تعمیر کیا تھا ؟

سُول نس - ہاں اپنی مرضی کے خلاف - مجھے یاد ہی جب وہ بن چکا تو میں نے بہت فراغت اور آزادی محسوس کی -

ہلڈا - میں یہ بھی جانتی ہوں -

سُول نس - اور اب میں کبھی ــــ کبھی بھی اس قسم کی کوئی چیز نہیں بناؤں گا - نہ کلیسا اور نہ کلیسا کے مینار -

ہلڈا - (آہستہ سے سر ہلا کر) لوگوں کے لیے رہنے کے مکانوں کے سوا

اور کچھ نہیں -

سُول نس - ہاں ہلڈا صرف انسانوں کے رہنے کے مکان -

ہلڈا - مگر ایسے مکان جن کے اونچے اونچے مینار اور کلس ہوں -

سُول نس - اگر ممکن ہو سکے تو - (ذرا شگفتہ لہجے میں) لیکن ، جیسے کہ میں کہ رہا تھا - یہ آگ میری ترقی کا باعث ہوئی - یعنی ایک معمار کی حیثیت سے —— محض آگ کے طفیل میں نے پورے باغ کو کئی مکانوں کے رقبے میں تقسیم کیا - اور اپنی مرضی کے مطابق مکانات بنوائے - اس طرح آناً فاناً میں سب سے بڑھ گیا -

ہلڈا - اِن حالات میں تو آپ کی زندگی بہت بامسرّت زندگی ہوگی -

سُول نس - افسردگی سے) بامسرّت ؟ اور سب لوگوں کی طرح —— تم بھی یہی کہتی ہو ؟

ہلڈا - ہاں میں تو سمجھتی ہوں آپ کی زندگی کو بہت بامسرّت ہونا چاہیئے —— صرف یہ کہ آپ اِن دونوں بچوں کی یاد ترک کر دیں -

سُول نس - (آہستہ سے) دونوں بچے - ہلڈا ان کو بھول جانا ایسا سہل نہیں -

ہلڈا - (کسی قدر شک کے ساتھ) کیا اب بھی آپ کو ان کا بہت قلق ہے - اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی ؟

سُول نس - (جواب دیئے بغیر، نظر جما کر اُسے دیکھتے ہوئے) کیا کہا تم نے - بامسرّت زندگی ؟

ہلڈا - ہاں کیا دوسرے تمام امور کے لحاظ سے آپ کی زندگی بامسرّت نہیں ؟

سُول نس - (اس کی طرف اسی طرح دیکھتے ہوئے) میں نے جب تم سے آگ لگ جانے کے متعلق یہ سب کہا تھا — تو ——

ہلڈا - تو ؟

سُول نِس - توکیا محض ایک ہی خاص خیال ـــــ تمہارے ذہن میں نہیں پیدا ہوا۔

ہلڈا - (بے نتیجہ غور کے بعد) نہیں - ایسا کون بے خیال ہو سکتا ہے؟

سُول نِس - (جوش کو دبا کر) محض اور صرف اُس آگ کی وجہ سے مجھے بنی نوع انسان کے لئے گھر بنانے کا موقع ملا۔ نفیس، آرام دہ کھلے ہوئے مکانات جہاں ماں، باپ اور بچّوں کی فوج امن سے، خوشی سے رہ سکے اور یہ محسوس کرے کہ زندگی کتنی بڑی نعمت ہے ـــــ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک دوسرے کا ہر بڑے یا چھوٹے معاملے میں شریک ہو سکے۔

ہلڈا - (گرمجوشی سے) ہاں اور کیا یہ چیز آپ کی مسرّت کا باعث نہیں ہے کہ آپ اتنے پیارے پیارے مکان بنا سکے؟

سُول نِس - مگر اس کی قیمت ہلڈا - یہ موقع جو مجھے ملا اس کی مجھے کتنی خوفناک قیمت ادا کرنی پڑی -

ہلڈا - کیا آپ کبھی اس کو فراموش نہ کر سکیں گے -

سُول نِس - نہیں ـــــ اس لیے کہ میں دوسروں کے لیے مکان بنا سکوں -- مجھے اس گھر سے جو میرا اپنا ہوتا ـــــ ہاتھ دھونا پڑا ـــــ ہمیشہ کے لیے ہاتھ دھونا پڑا۔ یعنی اس مکان سے جو ـــــ بچّوں کی فوج کے لیے ـــــ اور ماں باپ کے لیے تھا -

ہلڈا - (محتاط لہجے میں) مگر کیا یہ ضروری تھا؟ ہمیشہ کے لیے کیوں ہاتھ دھونا پڑا؟

سُول نِس - (آہستہ سے سر ہلا کر) یہ اس مسرت کی قیمت تھی جو سب لوگ کہتے ہیں کہ مجھے حاصل ہے۔ (دِقّت سے سانس لے کر) یہ مسرّت ـــــ یہ مسرّت ہلڈا،

اس سے کم قیمت پر دستیاب نہ ہوسکتی تھی -
ہلڈا - (پہلے کی طرح) اب بھی ممکن ہو کوئی صورت نکل آئے -
سُول نِس - اِس دنیا میں تو یہ ناممکن ہو —— ناممکن - یہ بھی اس آتش زدگی کا نتیجہ ہو —— اور اس کے بعد ایلین کی علالت کا -
ہلڈا - (اس کی طرف ایک ناقابل بیان انداز سے دیکھتی ہو) پھر بھی آپ نے بچوں کے لیے اتنے کمرے بنوائے ہیں ؟
سُول نِس - (سنجیدگی سے) ہلڈا کیا تمھیں کبھی اس کا اندازہ نہیں ہوا ہو کہ ناممکن —— کس طرح ناممکن ہم کو اشاروں سے بلاتا اور چیخ چیخ کے مخاطب کرتا ہو -
ہلڈا - (سوچ کے) ناممکن ؟ (زندہ دِلی سے) ہاں ہاں - تو آپ بھی یہی محسوس کرتے ہیں -
سُول نِس - ہاں یہی محسوس کرتا ہوں -
ہلڈا - تب تو لازمی طور پر —— آپ میں بھی دیو کا کچھ جزو شامل ہو -
سول نِس - دیو کا جزو کیوں ؟
ہلڈا - پھر آپ اس کو کیا کہیں گے ؟
سُول نِس - (اُٹھ کر) ہاں، ہاں - ممکن ہو تم ٹھیک کہتی ہو - (جوش سے) مگر یہ کیسے ممکن تھا کہ میں دیو نہ بنتا جبکہ ہر ہر موقع پر —— ہر موقع پر یہی خیال میرے ساتھ لگا ہوا ہو -
ہلڈا - اس کا کیا مطلب ہو ؟
سُول نِس - (آہستہ سے قلبی تاثر کے ساتھ) ہلڈا میں تم سے جو کہہ رہا ہوں سنو - میں جو کچھ کرسکا، بنا سکا، تخلیق کرسکا —— یہ تمام حُسن، امن وامان،

خوشگوار آرام — اور یہ شان و شوکت — (ہاتھ باندھ کے) اس کا خیال ہی کس قدر خوفناک ہے۔

ہلڈا۔ کس چیز کا خیال بہت خوفناک ہے۔

سُول نِس۔ جو کچھ میں نے بنایا مجھے اس کا معاوضہ دینا پڑا، قیمت ادا کرنی پڑی — روپے پیسے کی صورت میں نہیں بلکہ انسانی مسرّت کی شکل میں۔ صرف اپنی ہی مسرّت نہیں، دوسروں کی مسرت بھی۔ سمجھیں تم ہلڈا؟۔ اپنے فن میں مشہور ہونے کے لیے مجھے — اور دوسروں کو کتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ ہر روز میں یہ دیکھتا ہوں کہ میرے لیے یہ قیمت ازسرِنو ادا کی جاتی ہے۔ ازسرِنو — ازسرِنو — بار بار ازسرِنو۔

ہلڈا۔ (اُٹھتی ہے اور اس کی طرف نظر جما کر دیکھتی ہے) میں سمجھتی ہوں کہ آپ اپنی — اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

سُول نِس۔ ہاں خصوصیت سے ایلن کی طرف — کیونکہ زندگی میں میری طرح ایلن کا بھی ایک نصب العین تھا۔ اس کی آواز کانپ جاتی ہے) مگر اس کا نصب العین کچل ڈالا گیا، پاش پاش کر دیا گیا، ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ تاکہ میرا نصب العین آگے بڑھ کر — بہت کامیاب ہو سکے۔ تم کو معلوم ہے ایلن میں بھی تعمیر کی صلاحیت موجود تھی۔

ہلڈا۔ اس میں تعمیر کی — ؟

سُول نِس۔ (سر ہلا کر) مکانوں اور میناروں کی تعمیر کی نہیں — ان چیزوں کی نہیں جو میں تعمیر کرتا ہوں۔

ہلڈا۔ پھر کن چیزوں کی؟

سُول نِس۔ (متاثّر کے لہجے میں آہستہ سے) بچّوں کی جانوں کی تعمیر کی

صلاحیت ۔ بچوّں کی جانوں کو مکمّل توازن کے ساتھ حسین اور نفیس شکلوں میں ڈھالنے کی صلاحیت ۔ تاکہ ان میں پرواز کی وہ قوّت پیدا ہو جائے کہ وہ بڑھ کر مکمّل اور پختہ انسانی روحیں بن جائیں ، ایلن میں یہ صلاحیت تھی ۔ اور اب وہ اس طرح بیکار ہو گئی ہے — بے مصرف اور ہمیشہ کے لیے بے مصرف — دنیا میں ہر ایک کے لیے بالکل بے کار — جس طرح آگ کے بعد راکھ کا ڈھیر باقی رہ جاتا ہے ۔

ہلڈا ۔ لیکن اگر یہ بات ہوتی بھی تو — ؟

سُول نِس ۔ یہی بات ہے ۔ یہی بات ہے ۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں ۔

ہلڈا ۔ خیر بہر حال اس میں آپ کا کیا قصور ہے ۔

سُول نِس ۔ (اس پر نظر جما کے آہستہ سے سر ہلا کے) یہی تو وہ زبردست دہشت ناک سوال ہے ۔ یہی تو وہ شک ہے جو مجھے کھائے جا رہا ہے — رات اور دن ۔

ہلڈا ۔ یہ ؟

سُول نِس ۔ یہی ۔ فرض کرو کہ ایک لحاظ سے — میری ہی غلطی سے یہ ہوا ۔

ہلڈا ۔ آپ کی غلطی سے ۔ آتش زدگی ؟ ...

سُول نِس ۔ ہاں یہ سب ۔ سارا ہنگامہ ۔ پھر بھی ممکن ہے — کہ اس کی ذمّہ داری مجھ پر نہ عاید ہوتی ہو ۔

ہلڈا ۔ (اس کی طرف دیکھتی ہے ۔ چہرے پر پریشانی کے آثار ہیں)

مسٹر سُول نِس ۔ آپ جب اس قسم کی باتیں کرنے لگتے ہیں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ ضرور — بیمار ہیں ۔

سُول نِس ۔ ہوں مجھے یقین ہر اس معاملے کی حد تک کبھی بھی میرا دل
ودماغ صحت سے کام نہیں کرے گا۔
(راگنار بروِک بہت احتیاط سے بائیں کونے کا چھوٹا سا دروازہ کھولتا
ہر۔ ہلڈا سامنے آجاتی ہر)
راگنار۔ (ہلڈا کو دیکھ کر) اوہ ۔ مسٹر سُول نِس میں معافی چاہتا ہوں۔
(ہٹ جانا چاہتا ہر)
سُول نِس ۔ نہیں نہیں ۔ جاؤ مت ۔ بہتر یہ ہر کہ اسی وقت تصفیہ ہو جائے
راگنار۔ جی ہاں ۔ بشرطیکہ ہو سکے ۔
سُول نِس ۔ میں نے سنا کہ تمھارے والد کی طبیعت بدستور خراب ہر۔
راگنار۔ ابّا جان کی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہر —— اور میں آپ سے
یہی درخواست اور التجا کرنے آیا ہوں کہ میرے کسی نقشے کی تعریف میں کچھ الفاظ
لکھ دیجیے ۔ تاکہ جیتے جی ابّا جان ان کو پڑھ لے ——
سُول نِس ۔ (زور سے) تمھارے ان نقشوں کے متعلق میں اور کچھ
نہیں سننا چاہتا ۔
راگنار۔ آپ نے ان کو ملاحظہ کیا ؟
سُول نِس ۔ ہاں —— کیا
راگنار ۔ اور وہ کسی کام کے نہیں تھے ؟ میں بھی کسی کام کا نہیں
ہوں ؟
سُول نِس ۔ (ٹال کر) یہیں میرے ساتھ رہو ۔ ہر بات تمھاری مرضی
کے مطابق ہوگی تم کایا سے شادی کر سکو گے ، اطمینان سے رہ سکو گے
اور ممکن ہر تمھاری زندگی بہت آرام سے بسر ہو ۔ صرف یہ کہ تعمیر کا

ذاتی کاروبار کرنے کا خیال چھوڑ دو۔

راگنار۔ خیر خیر۔ مجھے گھر جا کے ابا جان سے کہنا ہے کہ آپ نے کیا جواب دیا ـــ میں نے اُن سے اس کا وعدہ کیا تھا ـــ تو کیا میں ـــ ان کے دم نکلنے سے پہلے ـــ آپ کا یہی جواب انھیں جا کے سُنا دوں ؟

سُول نس۔ (گہری سانس لے کر) جو تمھارا جی چاہے جا کے ـــ جا کے کہدو ـــ مگر بہتر تو یہی ہے کہ کچھ بھی نہ کہو (دفعتًا آپے سے باہر ہو کر) راگنار اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔

راگنار۔ کم سے کم نقشے مجھے واپس تو کر دیجیے۔

سُول نس۔ ہاں ہاں شوق سے واپس لے جاؤ۔ دیکھو وہاں میز پہ رکھے ہوئے ہیں۔

راگنار۔ (میز کے قریب جا کے) شکریہ۔

ہلڈا۔ (سینے پر ہاتھ رکھ کے) نہیں، نہیں اِن کو یہیں رہنے دیجیے۔

سُول نِس۔ کیوں ؟

ہلڈا۔ میں ذرا ان کو دیکھنا چاہتی ہوں۔

سُول نِس۔ مگر تم دیکھ تو رہی تھیں ـــ (راگنار سے) اچھا تو پھر ان کو یہیں رہنے دو۔

راگنار۔ بہت بہتر۔

سُول نِس۔ اور فورًا گھر اپنے والد کے پاس واپس جاؤ۔

راگنار۔ جی ہاں مجھے جانا ہی پڑے گا۔

سُول نِس۔ (آپے سے باہر ہو کے) راگنار ـــ ایسی بات پر اصرار مت کرو جو میری طاقت سے باہر ہے۔ سُنا تم نے راگنار؟ تم کو اصرار نہ کرنا چاہیے۔

راگنار - نہیں نہیں - میں معافی چاہتا ہوں ـــــ

(سر خم کرکے کونے کے دروازے سے چلا جاتا ہی۔ ہلڈا جاکے آئینے کے قریب کی کرسی پر بیٹھ جاتی ہی)

ہلڈا - (غصّے سے سُول نس کی طرف دیکھ کر) یہ آپ نے بڑی واہیات حرکت کی -

سُول نس - تمھارا بھی یہی خیال ہی ؟

ہلڈا - انتہائی واہیات حرکت تھی ـــــ اور بہت بُری، اور سخت، اور سنگدلی کی حرکت -

سُول نس - تم نے میری حالت کا اندازہ نہیں کیا -

ہلڈا - کچھ بھی سہی ـــــ مگر آپ کو یہ نہ کرنا چاہیئے تھا -

سُول نس - ابھی ابھی خود تم نے کہا تھا کہ میرے سوا کسی اور کو تعمیر کی اجازت نہ ہونی چاہیئے -

ہلڈا - میں اگر اس قسم کی بات کہوں تو کوئی ہرج نہیں ـــــ مگر آپ کو نہ کہنا چاہیے -

سُول نس - مجھے تو سب سے زیادہ کہنا چاہیے کیونکہ میں نے اس درجے تک پہنچنے میں بہت سی مصیبتیں جھیلی ہیں -

ہلڈا - جی ہاں ـــــ اُسی چیز سے نا جس کو آپ گھر کا آرام کہہ رہے تھے ـــــ اور اسی قسم کی تمام چیزوں سے -

سُول نس - اور اس کے علاوہ اپنا اطمینان قلب بھی نذر کیا ہی -

ہلڈا - (اُٹھ کر) اطمینانِ قلب ؟ (تاثر سے) ہاں، ہاں یہ آپ نے ٹھیک کہا - بچارے مسٹر سُول نس - آپ سمجھتے ہیں کہ ـــــ

سُول نس - (آہستہ سے خاموش ہنسی کے ساتھ) ہلڈا بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے ایک بڑے مزے کی بات کہتا ہوں -

ہلڈا - (بیٹھ کر گہری دلچسپی سے) کیا ؟

سُول نس - کچھ عجیب ، معمولی سی مضحکہ خیز بات معلوم ہوتی ہی کیونکہ پورے قصےّ کا دار و مدار چمنی (دُود کش) کی ایک ذراسی دراز پر ہی -

ہلڈا - بس اتنی سی چیز پر ؟

سُول نس - نہیں شروع سے سُنو -

(اپنی کرسی ہلڈا کے قریب کھینچ کے بیٹھ جاتا ہی)

ہلڈا - (بیقراری سے اپنے گھٹنے پر آہستہ آہستہ ہاتھ مارتے ہوئے) ہاں چمنی کی دراز کا کیا قِصّہ تھا ؟

سُول نس - میں نے آگ لگنے سے بہت پہلے دودوان کی اس دراز کو دیکھ لیا تھا - میں جب اس کمرے میں داخل ہوتا تو دیکھ لیتا کہ یہ دراز اسی طرح موجود ہی -

ہلڈا - اور وہ اسی طرح موجود رہی ؟

سُول نس - ہاں کیونکہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہوا تھا -

ہلڈا - اور آپ نے کسی سے کچھ نہیں کہا ؟

سُول نس - کچھ نہیں -

ہلڈا - اور نہ دُود کش کی مرمّت کا ارادہ کیا ؟

سُول نس - نہیں ، ارادہ تو کیا —— مگر اس سے زیادہ کچھ نہیں - ہر مرتبہ جب میں کام شروع کرانے کا ارادہ کرتا تو معلوم ہوتا کوئی میرا ہاتھ پکڑ کے روک رہا ہی - روز سوچتا تھا آج نہیں ، کل - بہر حال اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا -

ہلڈا - لیکن آپ اس طرح ملتوی کیوں کرتے رہے ؟

سُول نِس - کیونکہ میرے ذہن میں ایک خیال برابر گھوم رہا تھا - (آہستہ سے پست آواز میں) چمنی کی اس چھوٹی سی سیاہ دراز سے — ممکن تھا کہ ایک معمار کی حیثیت سے میری ترقی کا راستہ نکل آئے -

ہلڈا - (اپنے بالکل سامنے دیکھتے ہوئے) بڑا ہی سنسنی خیز خیال تھا -

سُول نِس - بہت دلکش — انتہائی دلکش - پہلے یہ مجھے بہت معمولی اور سیدھی سادی سی بات معلوم ہوتی تھی - میں سوچتا تھا کہ جاڑے کے زمانے میں یہ واقعہ پیش آئے گا - دوپہر سے کچھ پہلے میں ایلین کو گاڑی میں لے کے تفریح کے لیے باہر جاؤں گا - گھر میں ملازمین آتشدان میں بہت تیز آگ جلائیں گے -

ہلڈا - کیونکہ اُس دن سردی بہت زیادہ ہونے والی ہوگی -

سُول نِس - ہاں کڑاکے کی سردی — اور ملازمین اسی وجہ سے تیز آگ جلائیں گے کہ جب ایلین گھر واپس آئے تو خوب آرام دہ گرمی ہو -

ہلڈا - میں سمجھتی ہوں فطرتاً بھی وہ بہت سرد ہے -

سُول نِس - ہاں ہے - اور جب ہم گھر واپس ہوں تو ہمیں دھواں اُٹھتا ہوا نظر آئے -

ہلڈا - صرف دھواں ؟

سُول نِس - پہلے دھواں - پھر جب ہم باغ کے دروازے تک پہنچیں تو پورا دقیانوسی لکڑی کا ڈبہ شعلوں میں لپٹا ہوا نظر آئے — میں چاہتا تھا کہ یہ واقعہ اسی طرح پیش آئے - سمجھیں -

ہلڈا - پھر آخر کیوں — کیوں یہ واقعہ اس طرح پیش نہیں آیا -

سُول نِس - جو تمہارا جی چاہے کہہ لو ہلڈا -

ہلڈا ۔ مسٹر سول نیس ذرا سنیے ۔ آپ کو کامل یقین ہے کہ چمنی کی اس چھوٹی سی دراز کی وجہ سے آگ لگ گئی ۔

سول نیس ۔ نہیں ، برخلاف اس کے ــــ مجھے کامل یقین ہے کہ اس دراز کا آگ لگ جانے سے کوئی تعلق نہیں تھا ۔

ہلڈا ۔ کیا ؟

سول نیس ۔ یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ کپڑوں کی ایک الماری سے آگ پھیلی ــــ مکان کے بالکل دوسرے حصّے میں ۔

ہلڈا ۔ تو چمنی کی اس دراز کے متعلق آپ اتنی دیر سے کیا واہی تباہی بک رہے ہیں ۔

سول نیس ۔ ہلڈا ۔ میں جو کچھ کہ رہا ہوں ، سننا ہے تو سنو ۔

ہلڈا ۔ ہاں مگر ذرا سمجھ کے باتیں کیجیے ــــ

سول نیس ۔ میں اس کی کوشش کروں گا ۔ (اپنی کرسی اور زیادہ قریب کھینچ لیتا ہے) ۔

ہلڈا ۔ تو پھر کہ ڈالیے مسٹر سول نیس ۔

سول نیس ۔ (رازداری کے لہجے میں) ہلڈا کیا تم کو میرے اس خیال سے اتفاق ہے کہ دنیا میں کچھ خاص ، منتخب لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن میں کسی چیز کو طلب کرنے کی ، خواہش کرنے کی ، حاصل کرنے کی ، طاقت اور ذہنی قوّت ــــ اس قدر زبردست اور اٹل ہوتی ہے ــــ کہ وہ جو چاہتے ہیں ہو کر رہتا ہے ۔ کیا تم اس کی قائل ہو ؟

ہلڈا ۔ (جس کی آنکھوں میں ایک ناقابلِ بیان جھلک پیدا ہو جاتی ہے) اگر یہی بات ہے تو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ میں بھی انھیں خاص لوگوں میں

ہوں کہ نہیں۔

سُولنس ۔ صرف آدمی کی ذات ہی اتنے بڑے بڑے کاموں کو پورا کرانے کے لیے کافی نہیں۔ موکلوں اور فرمانبرداروں کی بھی ضرورت ہے ــــ تب کہیں جاکر مطلب حاصل ہوتا ہے ــــ مگر وہ بھی آسانی سے نہیں ملتے ۔ ان کو بھی زبردست اور اٹل قوّتِ ارادی سے بلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہلڈا ۔ یہ موکّل اور فرمانبردار کون ہیں ؟

سُولنس ۔ خیر ان کا ذکر پھر کبھی کریں گے ۔ فی الحال صرف آگ کا قصّہ ختم ہونے دو۔

ہلڈا ۔ تو کیا آپ کے خیال میں خود بخود ــــ اگر آپ کی خواہش نہ ہوتی تو ــــ آگ نہیں لگ سکتی تھی ؟۔

سُولنس ۔ اگر بڈھے کنوٹ بروویک کا مکان ہوتا تو اس کی کاربرآری کے لیے یوں نہ جلتا ۔ مجھے اس کا یقین ہے کیونکہ اُسے نہ موکّلوں کو بلانا آتا ہے نہ فرمانبرداروں کو ــــ تو سمجھیں تم ہلڈا ــــ یہ میری ہی غلطی تھی کہ دونوں بچّوں کی جانیں قربان ہوئیں ۔ اور کیا یہ محض میری ہی غلطی کا نتیجہ نہیں ہے کہ ایلین جیسی بن سکتی تھی ، جو بننا چاہتی تھی ، جو بننے کی متمنی تھی ، نہ بن سکی ؟

ہلڈا ۔ ہاں لیکن اگر یہ سب موکلوں اور فرمانبرداروں کی کارستانی ہے تو ــــ

سُولنس ۔ موکّلوں اور فرمانبرداروں کو کس نے بلایا ؟ میں نے اور انہوں نے آکے میرے حکم کی تعمیل کی ۔ (بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ) یہی وہ چیز ہے جس کو لوگ قسمت کی یاوری کہتے ہیں ۔ لیکن میں تمھیں بتاتا ہوں کہ یہ خوش قسمتی کیسی معلوم ہوتی ہے ۔ یہ میرے سینے پر بہت بڑے زخم کی طرح ہے ۔ اور میرے موکّل اور فرمانبردار دوسروں کی کھال اُدھیڑتے رہتے ہیں کہ میرے زخم کو سی سکیں ــــ مگر زخم

ابھی تک اچھا نہیں ہُوا —— اور نہ ہوگا، نہ ہوگا - کاش تم کو معلوم ہوتا کبھی کبھی اس میں کیسی جلن اور سوزش ہوتی ہی -

ہلڈا - (اس کی طرف توجہ سے دیکھ کر) آپ بیمار ہیں مسٹر سُول نِس —— میں سمجھتی ہوں بہت زیادہ بیمار -

سُول نِس - کہ کیوں نہیں دیتی ہو کہ پاگل ہوں - تمھارا مطلب تو یہی ہی -

ہلڈا - نہیں میرے خیال میں آپ کے دماغ میں تو زیادہ فتور نہیں -

سُول نِس - پھر کس چیز میں فتور ہی ؟ کہتی کیوں نہیں ہو ؟

ہلڈا - دنیا میں آپ ذرا کمزور ضمیر کے پیدا ہوے ہیں -

سُول نِس - کمزور ضمیر ؟ یہ کیا لغویت ہی ؟

ہلڈا - مطلب یہ ہی کہ آپ کا ضمیر ذرا بودا ہی —— بہت زیادہ بودا پیدا کیا گیا ہی —— اس میں اتنی طاقت نہیں کہ حالات پر قابو پا سکے —— اور کسی بار کو اُٹھا سکے یا برداشت کر سکے -

سُول نِس - (جھلّا کر) اوخ - تب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کس قِسم کا ضمیر ہونا چاہیے -

ہلڈا - ضمیر کو خوب —— خوب مضبوط ہونا چاہیے -

سُول نِس - اچھا ؟ مضبوط ؟ میں یہ پوچھ سکتا ہوں خود تمھارا اپنا ضمیر مضبوط ہی ؟

ہلڈا - میں تو سمجھتی ہوں کہ مضبوط ہی - مجھے اس کے کمزور ہونے کا کبھی علم نہیں ہوا -

سُول نِس - میرے خیال میں کبھی اس کی کوئی سخت آزمایش بھی نہیں ہوئی -

ہلڈا۔ (جس کے ہونٹ کانپنے لگتے ہیں) ابّا جان کو چھوڑ کے آنا کوئی معمولی بات نہیں تھی ـــــ میں ان کو بہت چاہتی ہوں۔

سُول نس۔ واہ۔ صرف ایک دو مہینے کے لیے۔

ہلڈا۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ اب گھر واپس نہ جاؤں گی۔

سُول نس۔ کبھی نہیں؟ تو تم اُن کو چھوڑ کر آئیں کیوں؟

ہلڈا۔ (کچھ سنجیدگی اور کچھ تمسخر سے) آپ پھر یہ بھول گئے کہ دس سال پورے ہو چکے ہیں۔

سُول نس۔ واہیات۔ مگر کیا گھر میں تمھیں کوئی بات ناگوار تھی؟

ہلڈا۔ (بالکل سنجیدگی سے) نہیں صرف یہاں آنے کی خواہش نے مجبور اور آمادہ کیا ـــــ اور وہی خواہش مجھے اپنی کشش سے کھینچ لائی

سُول نس۔ (خوش ہو کر) یہ لو۔ دیکھا تم نے ہلڈا۔ تم میں بھی دیو اسی طرح پوشیدہ ہے جس طرح مجھ میں ہے۔ کیونکہ وہی دیو جو انسان میں چھپا ہوتا ہے باہر کی طاقتوں کو کام میں لاتا ہے۔ پھر انسان مجبور ہو جاتا ہے ـــــ وہ خود چاہے یا نہ چاہے۔

ہلڈا۔ میں سمجھتی ہوں آپ ٹھیک کہتے ہیں مسٹر سُول نس۔

سُول نس۔ ہلڈا دُنیا میں بہت سے شیاطین کھُلے بندوں پھرتے ہیں اور انھیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

ہلڈا۔ شیاطین؟

سُول نس۔ (رُک کر) اچھے شیطان اور بُرے شیطان۔ اُجلے بالوں والے شیطان اور کالے بالوں والے شیطان۔ کاش یہی معلوم ہو سکتا کہ کون سے شیطان ہم پر حاوی ہو رہے ہیں، اُجلے شیطان یا سیاہ بالوں والے شیطان۔

(ٹہلتے ہوئے) تب ہر چیز کا سمجھنا بہت سہل ہوتا۔

ہلڈا۔ (جس کی آنکھیں اس کی طرف لگی ہوئی ہیں) یا کم سے کم انسان طاقتور اور صحیح و توانا ضمیر رکھتا ہو ـــ تاکہ جو کرنا ہو کر گزرے۔

سُول نس۔ (میز کے قریب رُک کر) تب تو میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے دُنیا میں بہت سے لوگ مجھ سے زیادہ کمزور ہیں۔

ہلڈا۔ یہ کوئی تعجّب کی بات نہیں۔

سُول نس۔ (میز کا سہارا لے کر) داستانوں میں ـــ تم نے کوئی پُرانی داستانیں پڑھی ہیں؟

ہلڈا۔ ہاں جس زمانے میں مجھے کتابیں پڑھنے کا شوق تھا میں نے ـــ

سُول نس۔ داستانوں میں تم نے وائکنگ لوگوں کے قِصّے پڑھے ہوں گے، جو اجنبی ملکوں کا سفر کرتے تھے، لوٹتے مارتے تھے، آگ لگا دیتے تھے، آدمیوں کو مار ڈالتے تھے ـــ

ہلڈا۔ عورتوں کو اُٹھا لے جاتے تھے ـــ

سُول نس۔ اور ان کو قید کر لیتے تھے ـــ

ہلڈا۔ اپنے ساتھ جہازوں میں لے جاتے تھے ـــ

سُول نس ـــ اور اُن سے ـــ ان سے بدترین دیووں کا سا سلوک کرتے تھے۔

ہلڈا۔ (نیم باز آنکھوں سے اپنے بالکل سامنے نظریں جمائے ہوئے) لیکن اِس میں بڑا ہی لُطف آتا ہوگا۔

سُول نس۔ عورتوں کو پکڑے جانے میں؟ کیوں۔

ہلڈا۔ نہیں۔ پکڑ کے لے جائے جاتے ہیں۔

سُول نِس ۔ (لمحہ بھر اس کی طرف دیکھ کر) ہاں ۔ ہاں

ہلڈا ۔ (گفتگو کے اس سلسلے کو منقطع کرنے کے لیے) لیکن مسٹر سُول نِس آپ نے وائکنگ لوگوں کا ذکر کیوں چھیڑا ۔

سُول نِس ۔ کیوں ۔ یہ لوگ ویسے ہی قوی اور توانا ضمیر رکھتے تھے جیسے تمھیں پسند ہیں ۔ گھر پہنچ کے وہ پھر اُسی طرح کھاتے پیتے اور ہنسی خوشی رہتے ۔ اور عورتیں بھی ۔ اکثر اُن کا ساتھ کبھی نہ چھوڑتیں ۔ ہلڈا اس کی وجہ تمھاری سمجھ میں آئی ۔

ہلڈا ۔ اُن عورتوں کو تو میں اچھی طرح سمجھتی ہوں ۔

سُول نِس ۔ اچھا ! شاید تم بھی وہی کر گزرو گی جو یہ عورتیں کرتی تھیں ؟

ہلڈا ۔ کیوں نہیں ۔

سُول نِس ۔ خود اپنی مرضی اور خوشی سے ـــــ کسی بدمعاش کے ساتھ رہنا چاہو گی ؟

ہلڈا ۔ ہاں اگر مجھے کسی بدمعاش سے محبّت ہو جائے ـــــ

سُول نِس ۔ ایسے آدمی سے بھی محبت کرنا تم گوارا کر لو گی ؟

ہلڈا ۔ سبحان اللہ ۔ آپ کو خوب معلوم ہے کہ کسی کو محبت کے لیے انتخاب کرنا اپنے ہاتھ کی بات نہیں ۔

سُول نِس ۔ (سوچتا ہوا اس کی طرف دیکھتا ہے) نہیں ٹھیک ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی اسی دیو کے اختیار میں ہے جو اندر چھپا ہوا ہوتا ہے ۔

ہلڈا ۔ (کچھ ہنس کر) اور اُن تمام برگزیدہ شیطانوں کے اختیار میں جن کو آپ اچھّی طرح جانتے ہیں ـــــ اُجلے بالوں والے شیطان اور کالے بالوں والے شیطان ۔

سُول نس ۔(خاموشی اور گرمجوشی سے) تب تو ہلڈا میری آرزو ہو کہ یہ شیطان تمھارے لیے بہت سمجھ بوجھ کے کوئی آدمی انتخاب کرے۔

ہلڈا ۔ میرے لیے تو وہ انتخاب کر بھی چکے ـــــ ایک اور ہمیشہ کے لیے۔

سُول نس ۔ (اس کی طرف تجسس سے دیکھ کر) ہلڈا تم جنگل کے کسی وحشی پرندسے مشابہ ہو۔

ہلڈا ۔ بالکل نہیں ۔ مجھے جھاڑیوں میں چھُپ جانا نہیں آتا ۔

سُول نس ۔ نہیں نہیں ۔ تم شکاری پرندے سے مشابہ ہو۔

ہلڈا ۔ یہ نسبتاً صحیح ہو۔ غالباً۔ (بہت جوش و خروش سے) شکاری پرندہ کیوں نہیں ؟ میں اور سب کی طرح شکار کیوں نہ کھیلوں ؟ جس چیز کو میں شکار کرنا چاہوں شکار کرلوں ـــــ بشرطیکہ وہ میرے پنجوں کی گرفت میں آجائے اور پھر اپنے شکار سے جو میرا جی چاہے کروں ۔

سُول نس ۔ ہلڈا ـــــ تم جانتی ہو تم کیا ہو؟

ہلڈا ۔ ہاں ، میں جانتی ہوں میں کوئی عجیب و غریب پرندہ ہوں۔

سُول نس ۔ نہیں ۔ تم صُبح صادق کی طرح ہو ۔ جب میں تمھاری طرف دیکھتا ہوں محسوس کرتا ہوں کہ میں طلوع آفتاب کا منظر دیکھ رہا ہوں۔

ہلڈا ۔ مسٹر سُول نس یہ بتایئے ـــــ کیا آپ کو یقین ہو کہ کبھی آپ نے، اپنے دل میں ، مجھے طلب نہیں کیا ؟

سُول نس ۔ (آہستہ سے) مجھے کچھ کچھ خیال ہوتا ہو میں نے ضرور طلب کیا ہوگا ۔

ہلڈا ۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے تھے ۔

سُول نس ۔ تم ہی نئی پود ہو، ہلڈا ۔

ہلڈا۔ وہی نئی پود جس سے آپ اِس قدر خائف ہیں۔
سُول نِس۔ (آہستہ سے سر ہلاکر) اور جس کی میرے دل کو انتہائی تمنّا تھی۔
(ہلڈا اٹھتی ہی، چھوٹی میز کے قریب جاتی ہی اور راگنار بروِک کا بستہ اُٹھا لاتی ہی)
ہلڈا۔ (بستہ اس کی طرف بڑھا کے) ہم ان نقشوں کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔
سُول نِس۔ (ہاتھ سے اس کو ہٹانے کا اشارہ کرکے) ان نقشوں کو لے جاؤ۔ میں اِن سے تنگ آچکا ہوں۔
ہلڈا۔ ہاں مگر آپ کو ان پر کچھ تعریفی جملے لکھ دینے ہیں۔
سُول نِس۔ اِن پر تعریفی جملے؟ کبھی نہیں۔
ہلڈا۔ لیکن وہ بچارا بڈّھا قریب مرگ ہی۔ اُس کے مرنے سے پہلے آپ اُس کو اور اُس کے بیٹے کو اتنی سی خوشی سے کیوں محروم کرتے ہیں؟ ممکن ہی اُس کو اِن نقشوں پر تعمیر کا کام بھی مل جائے۔
سُول نِس۔ کام ہی تو اُس کو مل جائے گا ـــــ اُس نے اس کا انتظام کرلیا ہی ـــــ اُس ذاتِ شریف نے۔
ہلڈا۔ تو پھر ماشاءاللہ ـــــ کیا آپ ذرا سی جھوٹی تعریف بھی نہیں لکھ سکتے۔
سُول نِس۔ جھوٹی؟۔ (غُصّے سے) ہلڈا ـــــ ان شیطانی نقشوں کو میری نظر کے سامنے سے ہٹالو۔
ہلڈا۔ (بستے کو اپنی طرف کچھ اور ہٹا کے) خیر، خیر ـــــ کہیں مجھے کاٹ نہ کھائیے گا ـــــ آپ دیووں کا ذکر کر رہے تھے ـــــ مگر آپ خود دیووں کی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ (پلیٹ کے دیکھتی ہی) قلم دوات کہاں ہی؟

سول نیس - یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔
ہلڈا - (دروازے کی طرف جاتے ہوئے) مگر دفتر میں، جہاں وہ نوجوان لڑکی ہے ـــــ

سول نیس - ٹھہرو ہلڈا ـــــ تم کہہ رہی ہو مجھے جھوٹی تعریف لکھ دینی چاہیئے - شاید اس کے بڈھے باپ کی خاطر میں لکھ بھی دیتا کیونکہ اپنے زمانے میں میں نے اُسے بھی گرایا ہے، اپنے پاؤں کے نیچے کچلا ہے ـــــ

ہلڈا - اُس کو بھی ؟

سول نیس مجھے اپنی ترقی کے لیے جگہ خالی کرانی تھی - مگر یہ راگنار ـــــ اس کو کسی طرح میدان میں نہ آنے دینا چاہیئے -

ہلڈا - اُس بیچارے کا کیا ڈر - اگر اس میں کوئی جوہر نہیں ہے تو ـــــ

سول نیس - (اس کے قریب آکر، اس کی طرف دیکھ کر سرگوشی کے لہجے میں) اگر راگنار بروؤک کو موقع مل گیا تو وہ مجھے خاک میں ملا دے گا - اس طرح کچل ڈالے گا جس طرح میں نے اُس کے باپ کو کچلا تھا -

ہلڈا - آپ کو کچل ڈالے گا ؟ اُس میں اتنی قابلیت بھی ہے -

سول نیس - ہاں اِس کا یقین رکھو اُس میں اتنی قابلیت ہے - وہی اُس نئی پود کا نمونہ ہے جو تیار کھڑی میرا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے ـــــ ہال وار سول نیس کا خاتمہ کر دینے کو -

ہلڈا - (اس کی طرف ملامت آمیز نظروں سے دیکھ کر) اس پر بھی آپ اُسے روکنا چاہتے ہیں - افسوس مسٹر سول نیس -

سول نیس - اب تک میں جو لڑائیاں لڑتا رہا ہوں ان میں کافی خون خشک ہو چکا ہے - اور اب مجھے اندیشہ ہے کہ میرے موکل اور میرے فرمانبردار میری

پیروی نہیں کریں گے۔

ہلڈا۔ تو آپ کو ان کی مدد کے بغیر کام چلانا چاہیے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

سُول نس۔ ہلڈا یہ بڑی مایوسی کی بات ہو۔ تقدیر پلٹ کے رہے گی۔ دیر یا سویر خمیازہ ادا کرنا ضروری ہو۔

ہلڈا۔ (رنجیدہ ہوکر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کے) ایسی باتیں مت کیجئے۔ کیا آپ میرا کام تمام کردینا چاہتے ہیں؟ مجھے اس چیز سے محروم کردینا چاہتے ہیں جو میری جان سے بڑھ کر ہو؟

سُول نس۔ وہ کون سی چیز ہو؟

ہلڈا۔ آپ کو بلند ترین مرتبہ پر دیکھنے کی تمنّا۔ وہی تمنّا کہ آپ ہار ہاتھ میں لیے ہوئے، کلیسا کے مینار پر بلندی، بہت بلندی پر نظر آئیں۔ (پھر سکون کے لہجے میں) اچھا۔ اب اپنی پنسل نکالیے۔ آپ کے پاس پنسل تو ہوگی؟

سُول نس۔ (پاکٹ بُک نکال کر) ہاں اس میں ہو۔

ہلڈا۔ (بستے کو میز پر رکھ کے) بہت ٹھیک۔ اچھا مسٹر سُول نس اب ہم دونوں بیٹھ جائیں نا۔ (سُول نس میز کے قریب بیٹھ جاتا ہو، ہلڈا اس کے پیچھے کھڑی ہوجاتی ہو اور جھک کر دیکھتی ہو) اب ہم نقشوں پر کچھ لکھیں کیوں؟۔ اور بڑے تپاک اور اخلاص سے —— اس خوفناک روآر —— خدا جانے اس کا نام کیا تھا؟ —— اس کی تعریف لکھیں۔

سُول نس۔ (کچھ لفظ لکھ کر اس کی طرف دیکھتا ہو) ہلڈا ایک بات بتاؤ۔

ہلڈا۔ کیا؟

سُول نس۔ اگر تم دس سال سے برابر میرا انتظار کررہی تھیں ——

ہلڈا۔ تو ؟
سُول نِس ۔ تو پھر تم نے مجھے کوئی خط کیوں نہیں لکھا۔ میں تمھیں جواب دیتا۔
ہلڈا۔ (جلدی سے) نہیں، نہیں، نہیں۔ یہ تو میں چاہتی ہی نہیں تھی ۔
سُول نِس ۔ کیوں ؟
ہلڈا ۔ میں ڈرتی تھی کہ کہیں اس طرح سارا معاملہ درہم برہم نہ ہو جائے
۔ مگر مسٹر سُول نِس آپ نقشوں پر کچھ لکھ رہے ہیں نا ؟
سُول نِس ۔ ہاں ہاں ۔
ہلڈا ۔ (سامنے جھک کر اس کے شانے پر سے دیکھتی جاتی ہے اور وہ لکھتا جاتا ہے) اس کا خیال رکھیے ۔ تپاک اور اخلاص سے ...... مجھے اِس سے —
اِس روآلڈ سے بڑی نفرت — بڑی نفرت معلوم ہوتی ہے ۔
سُول نِس ۔ (لکھتے میں) ہلڈا تم کو کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی ؟
ہلڈا ۔ (خشمگین ہو کر) کیا کہا آپ نے ؟
سُول نِس ۔ تمھیں کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی ؟
ہلڈا ۔ شاید آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کسی اور سے ؟
سُول نِس ۔ (اس کی طرف دیکھ کر) ہاں کسی اور سے ۔ کبھی نہیں ؟
اِس دس سال کے عرصے میں کبھی نہیں ؟
ہلڈا ۔ ہاں کبھی کبھی ۔ جب آپ کے نہ آنے پر میں جھنجھلا جاتی تھی ۔
سُول نِس ۔ تو دوسروں کا بھی تم کو خیال رہ چکا ہے ۔
ہلڈا ۔ محض برائے نام — ہفتہ ہفتہ بھر کے لیے ۔ مسٹر سُول نِس آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اکثر ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں ۔
سُول نِس ۔ ہلڈا — بتاؤ فی الحقیقت تم یہاں کیوں آئی ہو ؟ ۔

ہلڈا۔ باتوں میں وقت ضایع نہ کیجیے ـــــ اِس عرصے میں کہیں بچارا بڈّھا ختم نہ ہو جائے۔

سُول نِس ۔ ہلڈا مجھے اس کا جواب دو کہ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟

ہلڈا۔ میں اپنی سلطنت چاہتی ہوں۔

سُول نِس ۔ ہوں ـــــ

(بائیں جانب کے دروازے سے تیزی سے نظر دوڑاتا ہے۔ پھر حسبِ سابق نقشوں پر لکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اسی عرصے میں مسز سُول نِس داخل ہوتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں کچھ بنڈل ہیں)

مسز سُول نِس ۔ مِس وانگل یہ چند چیزیں تو میں آپ کے لیے لیتی آئی ہوں۔ بڑے بڑے پارسل پیچھے آرہے ہیں۔

ہلڈا۔ آپ کی بہت بہت عنایت ہے۔

مسز سُول نِس ۔ میرا فرض یہی تھا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

سُول نِس ۔ (جو کچھ لکھ چکا ہے اُس کو پڑھنے کے بعد) ایلین۔

مسز سُول نِس ۔ کیا؟

سُول نِس ۔ تم نے دیکھا کہ ـــــ کہ محاسب کی لڑکی وہاں موجود ہے۔

مسز سُول نِس ۔ ہاں موجود تو تھی۔

سُول نِس ۔ (نقشوں کو بستے میں رکھ کے) ہوں ـــــ

مسز سُول نِس ۔ وہ میز کے قریب کھڑی ہوئی تھی ـــــ جب کبھی میں کمرے سے گزرنے لگتی ہوں وہ کھڑی ہو جاتی ہے۔

سُول نِس ۔ (اُٹھ کر) میں اُسے یہ دے دوں گا اور کہہ دوں گا کہ۔

ہلڈا۔ (بستہ اُس کے ہاتھ سے لے کر) نہیں نہیں۔ یہ سعادت مجھے

حاصل کرنے دیجیے - (دروازہ کے قریب جاتی ہے، پھر مُڑ کے) اُس کا نام کیا ہے؟
سُول نِس - اُس کا نام ہے مِس فوسلی -
ہلڈا - کچھ عجیب بے جان سا نام معلوم ہوتا ہے - میں یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں
اُس کا ذاتی نام کیا ہے؟
سُول نِس - کایا ـــــ غالباً
ہلڈا - (دروازہ کھول کے پکارتی ہے) کایا یہاں آؤ، جلدی کرو - مسٹر سُول نِس
تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں -
(کایا فوسلی دروازے میں نمودار ہوتی ہے)
کایا - (اس کی طرف خوفزدہ ہوکر دیکھتی ہے) کیا ہے ـــــ؟
ہلڈا - (بستہ اس کے حوالہ کرکے) دیکھو کایا - اِس کو اپنے گھر لے جاؤ -
مسٹر سُول نِس نے ابھی ابھی اس پہ لکھ دیا ہے -
کایا - آخر کار -
سُول نِس - جس قدر جلد ممکن ہو یہ لے جاکے بڑے میاں کو دے دو -
کایا - میں یہ لے کے ابھی سیدھی گھر جاتی ہوں -
سُول نِس - ہاں لے جاؤ - اب راگنار کو خود کاروبار شروع کرنے کا موقع
مل جائے گا -
کایا - آپ اجازت دیں تو وہ آکے آپ کا شکریہ ادا کرے کہ ـــــ؟
سُول نِس - (دُرشتی سے) مجھے کسی شکریے کی ضرورت نہیں -
کہہ دینا اس سے -
کایا - اچھا کہہ دوں گی ـــــ
سُول نِس - اور اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ اب مجھے اس کی خدمات کی

ضرورت نہیں ہے — اور نہ تمھاری -

کایا - (لرزہ براندام ہوکر، آہستہ سے) اور نہ میری خدمات کی ؟

سُول نِس - اب تمھیں دوسرے کاموں کا خیال کرنا پڑے گا دیکھ بھال کرنی ہوگی - اور یہی تمھارے لیے بہت اچھا ہے - اچھا مِس فوسلی اب یہ نقشے لے کر گھر جاؤ - فوراً — سُنا تم نے ؟

کایا - (پہلے کی طرح) اچھا مسٹر سُول نِس (جاتی ہے)

مِسز سُول نِس - خُدا کی پناہ اُس نے کیسی عیار آنکھیں پائی ہیں -

سُول نِس - اُس نے ؟ اُس غریب نے ؟

مِسز سُول نِس - اوہ — ہال وار میں جو دیکھ لیتی ہوں دیکھ لیتی ہوں — ہاں کیا سچ مچ تم ان لوگوں کو برطرف کر رہے ہو -

سُول نِس - ہاں -

مِسز سُول نِس - اِس کو بھی ؟

سُول نِس - کیا تم خود یہ نہیں چاہتی تھیں ؟

مِسز سُول نِس - مگر اس کے بغیر تمھارا کام کیسے چل سکے گا ؟ ہال وار شاید اس کی جگہ تم نے کسی اور کو تجویز کرلیا ہوگا -

سُول نِس - جانے دو - سب ٹھیک ہو جائے گا ایلن - فی الحال تو صرف نئے مکان میں منتقل ہونے کی فکر کرو — جس قدر جلد ممکن ہوسکے اس قدر - آج شام کو ہار پہنا دیا جائے گا — (ہلڈا کی طرف پلٹ کر بالکل اوپر مینار کے کلس پر - کیوں اب تم کیا کہتی ہو مِس ہلڈا ؟

ہلڈا - (اس کی طرف چمکتی ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر) آپ کو دوبارہ اس قدر بلندی پر دیکھنا بڑا شاندار منظر ہوگا -

سُول نس ۔ مجھکو!

مسز سُول نس ۔ خدا کے لیے مِس وانگل اس قسم کا خیال اپنے دل میں نہ آنے دیجیے ۔ میرے شوہر ـــــ کو بہت جلد چکر آجاتا ہے ۔

ہلڈا ۔ چکّر آجاتا ہے؟ نہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے بالکل نہیں آتا ۔

مسز سُول نس ۔ ہاں آجاتا ہے ۔

ہلڈا ۔ مگر میں نے اپنی آنکھوں سے اِن کو ایک کلیسا کے بلند مینار کی چوٹی پر دیکھا ہے ۔

مسز سُول نس ۔ ہاں میں نے اکثر، لوگوں سے اِس کا ذکر سُنا ہے ۔ مگر یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے ـــــ

سُول نس ۔ (زور دے کر) ناممکن ـــــ ناممکن ۔ اونہ لیکن حقیقت یہ ہے میں اس قدر بلندی پر چڑھ گیا تھا ۔

مسز سُول نس ۔ ہال وار تم یہ کیا کہتے ہو ۔ دوسری منزل کے برآمدے میں تو تم نکل نہیں سکتے ۔ ہمیشہ سے تمھارا یہی حال رہا ہے ۔

سُول نس ۔ ممکن ہے کہ آج شام کو تم اس سے بالکل مختلف منظر دیکھو ۔

مسز سُول نس ۔ (خوفزدہ ہوکر) نہیں، نہیں، نہیں ۔ خُدا نہ کرے مجھے یہ دیکھنا پڑے ۔ میں فوراً ڈاکٹر کو چِٹّھی لکھتی ہوں ـــــ مجھے یقین ہے وہ آکے تمھیں منع کرے گا ۔

سُول نس ۔ کیوں ایلن ۔

مسز سُول نس ۔ ہال وار تم جانتے ہو تم بیمار ہو ـــــ یہی اس کا ثبوت ہے ۔ یا میرے اللہ ۔ یا میرے اللہ ۔

(تیزی سے دائیں طرف کے راستے سے چلی جاتی ہے)

ہلڈا۔ (اس کی طرف غور سے دیکھ کر) یہ بات ہی کہ نہیں ؟

سُول نیس۔ کہ مجھے چکّر آجاتا ہی ؟

ہلڈا۔ کہ جس بلندی تک میرا معمارِ اعظم تعمیر کرتا ہی اُس بلندی تک چڑھنے کی اس میں ہمّت نہیں سکت نہیں ؟

سُول نیس۔ تم اس بات کو اس نظر سے دیکھتی ہو۔

ہلڈا۔ ہاں۔

سُول نیس۔ میرے خیال میں میرے جسم کا ایک گوشہ بھی تم سے محفوظ نہیں۔

ہلڈا۔ (کھڑکی کی طرف دیکھ کر) تو پھر اوپر، بالکل بلندی پر ——

سُول نیس۔ (اس کے قریب جا کر) بینار میں سب سے اوپر کا کمرہ تم کو ملے گا

ہلڈا —— وہاں تم شہزادی کی طرح رہو گی۔

ہلڈا۔ (ناقابل بیان انداز میں کچھ مذاق اور کچھ سنجیدگی سے) ہاں آپ نے مجھ سے وعدہ تو یہی کیا تھا۔

سُول نیس۔ میں نے سچ مچ کیا بھی تھا ؟

ہلڈا۔ واہ مسٹر سُول نس۔ آپ نے کہا تھا کہ مجھے شہزادی بننا چاہیے۔ اور آپ آکے ایک سلطنت میرے حوالے کریں گے۔ مگر پھر آپ چلے گئے، اور —— خیر۔

سُول نیس۔ (احتیاطاً) کیا تم کو بالکل یقین ہی کہ یہ محض خواب نہیں۔ ممکن ہی کوئی تصوّر تمھارے ذہن میں جم گیا ہو۔

ہلڈا۔ (تیزی سے) تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ نے یہ سب نہیں کہا تھا ؟

سُول نیس - میں خود کچھ نہیں جانتا - (اور آہستہ سے) صرف اتنا میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ مجھے ـــــ

ہلڈا - کہ آپ کو ـــــ ؟ جلدی سے کہہ ڈالیئے -

سُول نیس - کہ مجھے ضرور یہ سب کہنا چاہیے تھا -

ہلڈا - (خوشی کے جوش میں) میرے سامنے یہ نہ کہیئے کہ آپ کو چکر بھی آتا ہی ؟

سُول نیس - تو پھر آج شام کو ہم کلس پر ہار پہنائیں گے ـــ شہزادی ہلڈا -

ہلڈا - (لبوں کے ایک ناگوار خم کے ساتھ) ہاں - اپنے نئے گھر پر -

سُول نیس ـــ نئے، مکان پر، جو کبھی میرا گھر نہ بن سکے گا - (باغ کے دروازے سے باہر چلا جاتا ہی) -

ہلڈا - اپنے سامنے دیکھتی رہتی ہی، اس کے چہرے پر دور دراز کے خیالات کے آثار ہیں - اپنے آپ سے کچھ آہستہ سے کہتی ہی - صرف یہی لفظ ہیں جو سنائی دیتے ہیں) ـــ انتہائی ـــ سنسنی خیز ـــ

تیسرا ایکٹ

(سُول نِس کے مکان کا بڑا عریض برآمدہ - مکان کا کچھ حصّہ جس کا بیرونی دروازہ برآمدے میں کھلتا ہے بائیں جانب نظر آتا ہے- دائیں جانب برآمدے کا جنگلہ ہے- پیچھے برآمدے کے ختم پر زینے ہیں جن سے نیچے باغ کو راستہ جاتا ہے- باغ کے بڑے بڑے پُرانے درختوں کی شاخیں برآمدے اور مکان تک پھیلی ہوئی ہیں- دائیں جانب دور پر نئے مکان کے زیریں حصّے کی جھلک نظر آتی ہے اور مچان کا بھی اسی قدر حصّہ نظر آتا ہے جس قدر کہ مینار کا- پیچھے ایک پُرانی لکڑی کی باڑ باغ کو گھیرے ہوئے ہے- باڑ کے باہر ایک راستہ جس پر نیچی، ٹوٹی ہوئی جھونپڑیاں ہیں- غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی روشنی میں آسمان پر بادل سُرخ ہے ہیں-

برآمدے میں مکان کی دیوار سے ملی ہوئی ایک بنچ بچھی ہے اور اس کے ساتھ ایک بڑی میز ہے- میز کی دوسری جانب ایک کُرسی اور کچھ اسٹول ہیں- تمام فرنیچر بید کا ہے-

مسز سُول نِس، ایک بڑی، سفید، کریب کی شال پہنے ہوئے کرسی پر بیٹھی آرام لے رہی ہے اور دائیں جانب دیکھ رہی ہے، تھوڑی دیر کے بعد ہلڈا وانگل باغ سے زینے چڑھ کے آتی ہے، وہی لباس پہنے ہوئے ہے جو گذشتہ ایکٹ میں پہنے تھی اور سر پر ٹوپی دیے ہے- اپنے لباس میں چھوٹے چھوٹے معمولی پھولوں کا ایک چھوٹا سا گچھا لگائے ہوئے ہے-

مسز سول نِس - (سر کو کسی قدر موڑ کے) مس وانگل آپ باغ میں

پھر رہی تھیں؟

ہلڈا۔ ہاں ذرا باغ کو دیکھ رہی تھی۔

مسنر سُول نِس۔ معلوم ہوتا ہی وہاں کچھ پھول بھی مل گئے۔

ہلڈا۔ ہاں ہاں۔ جھاڑیوں میں پھولوں کے ڈھیر کے ڈھیر ہیں۔

مسنر سول نِس۔ اچھا؟ ابھی تک ہیں؟ میں بہت کم باغ میں جاتی ہوں۔

ہلڈا۔ (قریب آکے) کیا؟ آپ روز باغ باغ کا ایک آدھ چکّر نہیں لگالیتیں؟

مسنر سُول نِس۔ (خفیف سے تبسم کے ساتھ) اب تو میں کہیں کے بھی "چکّر" نہیں لگاتی۔

ہلڈا۔ تو کیا آپ اب نیچے باغ کی پیاری پیاری چیزوں کو دیکھنے نہیں جاتیں؟

مسنر سُول نِس۔ میرے لیے باغ اب اس قدر غیر مانوس ہوگیا ہی کہ میں اس کو دوبارہ دیکھتے ڈرتی ہوں۔

ہلڈا۔ خود اپنے باغ کو؟

مسنر سُول نِس۔ اب وہ باغ مجھے اپنا نہیں معلوم ہوتا۔

ہلڈا۔ اس کا کیا مطلب — ؟

مسنر سُول نِس۔ نہیں نہیں اب ویسا نہیں معلوم ہوتا — جیسا میرے ماں باپ کے زمانے میں معلوم ہوتا تھا۔ مس وانگل بہت سا حصّہ — باغ میں سے بہت سا حصّہ خارج کردیا گیا ہی۔ خیال کرنے کی بات ہی — خارج کرکے — اس پر اجنبیوں کے لیے مکانات بنوائے گئے ہیں — اُن لوگوں کے لیے جن کو میں نہیں جانتی۔ اور وہ بیٹھ کے اپنی کھڑکیوں سے مجھے گھُور سکتے ہیں۔

ہلڈا۔ (جس کا چہرہ دمکنے لگتا ہی) مسز سُول نس۔

مسز سُول نس۔ کیا؟

ہلڈا۔ میں کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھوں۔

مسز سُول نس۔ بہت شوق سے۔ اگر آپ کا جی چاہے۔ (ہلڈا کرسی کے قریب ایک اسٹول کھینچ کر اس پر بیٹھ جاتی ہی)۔

ہلڈا۔ یہاں جو بیٹھ جائے وہ بلّی کی طرح دھوپ تاپ سکتا ہی؟

مسز سُول نس۔ (اپنا ہاتھ آہستہ سے ہلڈا کے شانے پر رکھ کے) آپ کی بڑی عنایت ہی کہ آپ میرے پاس بیٹھ گئیں۔ میں سمجھتی تھی کہ آپ میرے شوہر کے پاس جانا چاہتی تھیں؟

ہلڈا۔ اُن کے پاس مجھے کیا کام؟

مسز سُول نس۔ میں سمجھی ان کو کام میں مدد دینے۔

ہلڈا۔ نہیں معاف کیجیے۔ اس کے علاوہ وہ اندر ہیں بھی تو نہیں۔ باہر مزدوروں کے پاس ہیں۔ اور کچھ اس قدر غضبناک معلوم ہو رہے تھے کہ مجھے اُن سے بات کرنے کی ہمّت نہیں پڑی۔

مسز سُول نس۔ مگر حقیقت میں انھوں نے بڑی محبت بھری اور شریف طبیعت پائی ہی۔

ہلڈا۔ اُنھوں نے؟

مسز سُول نس۔ مِس وانگل آپ ابھی ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔

ہلڈا۔ (اس کی طرف محبّت سے دیکھ کر) آپ نئے مکان میں جانے کے خیال سے خوش ہیں؟۔

مسز سُول نِس۔ مجھے خوش تو ہونا چاہیے —— کیونکہ ہال وار کی یہی مرضی ہے ——

ہلڈا۔ بس محض اسی وجہ سے۔

مسز سُول نِس۔ ہاں ہاں مس وانگل۔ میرا فرض ہے کہ میں ہر طرح ان کی اطاعت کروں۔ حالانکہ اکثر اپنے دِل کو اطاعت پر مجبور کرنا بے انتہا دشوار ہو جاتا ہے۔

ہلڈا۔ ہاں دشوار تو ہوتا ہوگا۔

مسز سُول نِس۔ میں آپ سے کہہ رہی ہوں نا —— اور پھر جب کسی میں اتنی خامیاں ہوں جتنی مجھ میں ہیں ——

ہلڈا۔ اور پھر جب کسی نے اتنے مصائب برداشت کئے ہوں جتنے آپ نے برداشت کیے ہیں ——

مسز سُول نِس۔ آپ کو ان کا علم کیسے ہُوا؟

ہلڈا۔ آپ کے شوہر نے مجھ سے بیان کیا۔

مسز سُول نِس۔ مجھ سے وہ ان باتوں کا ذکر بہت کم کرتے ہیں —— ہاں مس وانگل یہ میں آپ سے کہہ سکتی ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں ضرورت سے زیادہ مصائب برداشت کئے۔

ہلڈا۔ (ہمدردی سے اس کی طرف دیکھ کر آہستہ سے سر ہلاتی ہے) بچاری مسز سُول نِس۔ سب سے پہلے تو یہ کہ آگ لگی ——

مسز سُول نِس۔ (سرد آہ بھر کر) ہاں۔ اُس میں میری ہر چیز جل گئی۔

ہلڈا۔ اور اس کے بعد جو پیش آیا وہ اس سے بدتر تھا۔

مسز سُول نِس۔ (استفہامی نظروں سے اُسے دیکھ کر) بدتر؟

ہلڈا۔ بدترین۔
مسز سُول نس ۔اِس کا کیا مطلب ؟
ہلڈا۔ (نرمی سے) آپ کے دونوں بچّے ضایع ہو گئے ۔
مسز سُول نس۔ہاں بچّے ۔ مگر وہ بالکل دوسری چیز تھی ۔وہ محض خدا کی مرضی تھی۔ اور ایسے معاملات میں بجز تسلیم و رضا سے سر جھکا دینے ـــــ اور صبر و شکر کے کیا چارہ ہے۔
ہلڈا۔ تو آپ کو صبر آگیا۔
مسز سُول نس ۔مستقل طور پہ نہیں ۔اِسی کا تو مجھے افسوس ہے۔ میں خوب جانتی ہوں کہ یہ میرا فرض ہے۔ پھر بھی کبھی کبھی میں بے قابو ہو جاتی ہوں۔
ہلڈا۔ نہیں نہیں یہ بالکل فطری بات ہے۔
مسز سُول نس۔ میں بار بار اپنے کو یہ سمجھاتی ہوں کہ میں اس سزا کی مستحق تھی جو ـــــ
ہلڈا۔کیوں ؟
مسز سُول نس۔ کیونکہ مصیبت میں مجھ میں برداشت کی استقامت نہیں تھی ۔
ہلڈا۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکی کہ ـــــ
مسز سُول نس ۔ ارے نہیں ، نہیں مِس وانگل ۔ اب مجھ سے دونوں بچّوں کا ذکر نہ کیجئے ۔ ان کا خیال کر کے ہم کو مسرّت ہونی چاہیے ـــــ کیونکہ اب وہ آرام ، بہت آرام سے ہوں گے ۔ نہیں دراصل معمولی معمولی چیزوں کا نقصان دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے ـــــ اُن چیزوں کا نقصان جن کو دوسرے شمار میں نہیں لاتے ۔

ہلڈا۔ (مسز سُول نِس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کے اس کی طرف محبّت بھری نظروں سے دیکھ کر) مسز سُول نِس ــــ کہیے آپ کن چیزوں کی نسبت کہہ رہی ہیں۔

مسز سُول نِس۔ میں کہہ رہی ہوں نا کہ صِرف معمولی چیزیں۔ تمام پُرانی تصویریں دیواروں میں جل گئیں۔ تمام پُرانے ریشمی لباس جو پشتہا پشت سے خاندان میں استعمال ہوتے آئے تھے جل کر خاک ہوگئے۔ میری والدہ اور دادی کی تمام لیس جل گئی۔ خیال تو کرو ــــ جواہرات تک خاک ہوگئے۔ (رنجیدہ لہجے میں) اور گڑیاں بھی۔

ہلڈا۔ گڑیاں؟

مسز سُول نِس۔ (آنسوؤں کو بمشکل ضبط کرکے) میرے پاس تو بڑی خوب صورت گڑیاں تھیں۔

ہلڈا۔ اور وہ بھی جل گئیں؟

مسز سُول نِس۔ سب کی سب۔ یہ مجھ پر شاق ــــ بہت شاق گذرا۔

ہلڈا۔ آپ نے اپنے بچپن کے زمانے کی گڑیاں اُٹھا رکھی تھیں؟

مسز سُول نِس۔ میں نے اُٹھا نہیں رکھی تھیں۔ گڑیاں ہمیشہ میرے ساتھ رہتی تھیں۔

ہلڈا۔ آپ کے بڑے ہوجانے کے بعد بھی؟

مسز سُول نِس۔ ہاں اس کے بہت بعد تک۔

ہلڈا۔ آپ کی شادی کے بعد بھی؟

مسز سُول نِس۔ ہاں ہاں۔ جب تک کہ میرے شوہر کی نظر ان پر نہیں پڑی ــــ وہ سب بچاریاں جل گئیں۔ کسی نے اُن کو بچانے کا خیال نہ کیا۔ مجھے اس خیال سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ مِس وانگل آپ کو اس پر ہنسنا نہ چاہیئے۔

ہلڈا - نہیں، میں بالکل نہیں ہنس رہی ہوں -
مسز سُول نیس - کیونکہ آپ کو نہیں معلوم ایک لحاظ سے ان میں بھی جان تھی - میں ان کو اپنے سینے سے لگائے رہتی تھی —— ان بچّوں کی طرح جو ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں -
(ڈاکٹر ہیردال ہاتھ میں ٹوپی لیے ہوئے دروازے سے باہر نکلتا ہے اور مسز سُول نیس اور ہلڈا کو دیکھ لیتا ہے) -
ڈاکٹر ہیردال - خوب، مسز سُول نیس آپ یہاں سردی میں بیٹھی ہیں- کہیں سردی نہ لگ جائے -
مسز سُول نیس - یہاں گرمی بھی ہے اور یہاں بیٹھنا بہت اچھا معلوم ہو رہا ہے-
ڈاکٹر ہیردال - خیر- لیکن کیا کوئی خاص بات پیش آئی ہے ؟ مجھے آپ کی چِٹھی ملی -
مسز سُول نیس - (اُٹھ کر) ہاں ایک بات ہے جس کے متعلق مجھے آپ سے گفتگو کرنی ہے -
ڈاکٹر ہیردال - بہت ٹھیک - تو پھر بہتر یہ ہے کہ ہم اندر چلے چلیں (ہلڈا سے) اب تک آپ اپنا پہاڑی لباس پہنے ہیں -
ہلڈا - (اُٹھ کر زندہ دلی سے) ہاں —— پوری وردی میں - لیکن آج میرا چڑھائی چڑھنے اور اپنا سر توڑنے کا ارادہ نہیں ہے - ہم دونوں نیچے ٹھہر کے محض دیکھتے رہیں گے -
ڈاکٹر ہیردال - کیا دیکھتے رہیں گے ؟
مسز سُول نیس - (پریشان ہو کر نرمی سے ہلڈا سے) خاموش —— خاموش- خدا کے لیے وہ آ رہے ہیں - کسی طرح یہ خیال ان کے ذہن سے نکال دیجیے-

مس وانگل ہم اور آپ دوستی کیوں نہ کرلیں۔ کیوں آپ کا کیا خیال ہی؟

ہلڈا۔ (تیزی سے مسز سُول نس کے گلے میں باہیں ڈال کے) کاش ایسا ہی ہو۔

مسز سُول نس۔ (آہستہ سے اپنے آپ کو چھڑا کے) اچھا، اچھا، اچھا۔ ڈاکٹر صاحب وہ آرہے ہیں۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہی۔

ڈاکٹر ہیروال۔ انھیں کے متعلق؟

مسز سُول نس۔ ہاں انھیں کے متعلق۔ چلیے اندر چلیے۔

(وہ ڈاکٹر کے ساتھ مکان کے اندر چلی جاتی ہی۔ لمحے بھر کے بعد سُول نس زینوں پر سے چڑھتا ہُوا آتا ہی۔ ہلڈا کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں)

سُول نس۔ (مکان کے دروازے کی طرف دیکھ کر جو احتیاط سے اندر سے بند کرلیا گیا ہی) تم نے دیکھا ہلڈا جیسے میں آتا ہوں وہ اُٹھ کے چلی جاتی ہی۔

ہلڈا۔ میں نے دیکھا کہ جوں ہی آپ آتے ہیں اُن کو چلا جانا پڑتا ہی۔

سُول نس۔ ممکن ہی۔ بہرحال میں مجبور ہوں۔ (اُس کی طرف غور سے دیکھ کر) ہلڈا تم کو سردی معلوم ہورہی ہی؟

ہلڈا۔ میں ابھی ابھی ایک قبر سے باہر نکلی ہوں۔

سُول نس۔ یعنی؟

ہلڈا۔ سردی میرے رگ و پے میں سرایت کرگئی ہی مسٹر سُول نس۔

سُول نس۔ (آہستہ سے) میں سمجھ گیا۔

ہلڈا۔ اِس وقت آپ یہاں کیوں آئے؟

سُول نس۔ میں نے باہر سے تم کو یہاں بیٹھے دیکھا۔

ہلڈا۔ اور اپنی بیوی کو بھی تو دیکھا ہوگا۔

سُول نِس۔ مگر مجھے یقین تھا کہ جیسے ہی میں آؤں گا وہ اُٹھ کر چلی جائے گی۔
ہلڈا۔ کیا آپ کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہی کہ وہ اس طرح آپ سے دور دور رہنا چاہتی ہی۔
سُول نِس۔ ایک لحاظ سے مجھے سکون بھی ملتا ہی۔
ہلڈا۔ کہ وہ آپ کی نظر سے دور رہتی ہی۔
سُول نِس۔ ہاں۔
ہلڈا۔ تاکہ آپ نہ دیکھیں کہ بچّوں کے تلف ہو جانے کے صدمے میں اس کا کس قدر بُرا حال ہی۔
سُول نِس۔ ہاں زیادہ تر اسی وجہ سے۔
(ہلڈا ہٹ کر برآمدے کی دوسری جانب پیچھے ہاتھ باندھے ٹہلنے لگتی ہی۔ جنگلے کے پاس ٹھہر جاتی ہی اور باغ کی طرف دیکھنے لگتی ہی)
سُول نِس۔ (مختصر سے وقفے کے بعد) تم اس سے بہت دیر تک گفتگو کرتی رہیں؟ - (ہلڈا بدستور خاموش رہتی ہی) ہلڈا وہ تم سے کیا باتیں کر رہی تھی؟ (ہلڈا کوئی جواب نہیں دیتی) غریب ایلن - میں سمجھتا ہوں کہ بچّوں کے متعلق باتیں کر رہی ہوگی۔ (ایک کمزوری کی لہر سی ہلڈا کے بدن میں دوڑ جاتی ہی۔ پھر وہ جلدی سے ایک یا دو بار سر ہلاتی ہی) وہ کبھی اس کو فراموش نہ کر سکے گی —— اس دنیا میں تو نہیں۔ (اُس کے قریب بڑھ کے) پھر تم آج بُت کی طرح خاموش کھڑی ہو جیسے کل رات کو کھڑی ہو گئی تھیں۔
ہلڈا۔ مڑ کر اس کی طرف انتہائی سنجیدگی سے دیکھتی ہی) میں چلی جانے والی ہوں
سُول نِس۔ (تیزی سے) چلی جانے والی ہو؟
ہلڈا۔ ہاں۔

سُول نس - مگر میں نہ جانے دوں گا۔

ہلڈا - میں یہاں رہ کے کیا کروں۔

سُول نس - ہلڈا بس یہیں رہو۔

ہلڈا - (اس کو ایک نظر سے جانچ کر) معاف کیجئے آپ جانتے ہیں اس کا انجام کچھ اور ہوگا۔

سُول نس - (لاپروائی سے) جو ہو سو ہو۔

ہلڈا - (جوش سے) جس کسی سے میں واقف ہوں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی - وہ چیز جس کی آپ کی بیوی حقدار ہو میں اس سے نہیں چھین سکتی۔

سُول نس - تم سے چھین نے کو کہہ کون رہا ہو؟

ہلڈا - (سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے) اگر کسی اجنبی کا معاملہ ہوتا تو دوسری بات تھی - کسی ایسے کا ہوتا جسے میں نے نہ دیکھا ہوتا تو خیر۔ مگر اُس کے معاملے میں جس سے مجھے اس قدر قربت ہو چکی ہو —— ہرگز نہیں —— ہرگز نہیں۔

سُول نس - مگر میں نے تم سے کب کہا کہ یہ کرو؟

ہلڈا - مسٹر سُول نس آپ اچھی طرح جانتے ہیں آگے چل کے اس کا انجام کیا ہوگا - اسی لیے میں یہاں سے چلی جانا چاہتی ہوں۔

سُول نس - تمھارے جانے کے بعد میرا کیا حشر ہوگا؟ اس کے بعد میں کس چیز کو دیکھ کر زندہ رہوں گا۔

ہلڈا - (جس کی آنکھوں میں وہی ناقابلِ بیان انداز پیدا ہو جاتا ہو) غالباً آپ کو کوئی خاص دِقّت پیش نہیں آئے گی - آپ کے سپرد آپ کی بیوی کے فرائض ہیں - اُن فرائض کے لیے زندگی وقف کر دیجیے۔

سُول نس - اُن کا وقت گزر چکا ہو - یہ طاقتیں —— یہ —— یہ ——

ہلڈا۔ یہ شیاطین ــــ

سُول نیس۔ ہاں یہ شیاطین، اور ان کے ساتھ وہ دیو بھی جو میرے اندر چھپا ہوا ہے ـــ سب اس کا پورا خون چوس چکے ہیں (وحشت کی ہنسی ہنس کر) اور یہ انھوں نے میری راحت کے لیے کیا۔ ہاں، ہاں (افسردگی سے) محض میری وجہ سے میری بیوی مُردہ ہو چکی ہے۔ میں ایک مردہ عورت کے ساتھ زندہ دفن ہو چکا ہوں۔ (وحشت و اضطراب کی حالت میں) میں ـــ میں جو زندگی میں خوشی اور مسرّت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

(ہلڈا میز کے کنارے سے گھوم کے بنچ پر بیٹھ جاتی ہے۔ میز پر کہنیاں ٹیک کے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں کا سہارا دے لیتی ہے)

ہلڈا۔ (لمحے بھر اس کی طرف دیکھ کر) اس کے بعد آپ کیا تعمیر کریں گے؟

سُول نیس۔ (سر ہلا کر) اب مجھے یقین نہیں کہ میں کچھ اور تعمیر کر سکوں گا۔

ہلڈا۔ نفیس، آرام دِہ مکان بھی نہیں جن میں بچوں کی فوج رہ سکے؟

سُول نیس۔ شاید آنے والے زمانے میں ایسے مکانوں کی ضرورت بھی باقی نہ رہے گی۔

ہلڈا۔ غریب مسٹر سُول نیس۔ اور آپ نے محض انہیں کی تعمیر میں ـــ اپنی عمر کے دس سال ضایع کیے ـــ اپنی عُمر صرف کر دی۔

سُول نیس۔ ہاں ہلڈا تم ٹھیک کہتی ہو۔

ہلڈا۔ (آپے سے باہر) میرے خیال میں یہ سب سے بڑی حماقت تھی ـــ بڑی حماقت تھی۔

سُول نیس۔ "یہ سب" کیا؟

ہلڈا۔ کہ آپ اپنے لیے راحت حاصل نہ کر سکے ـــ اپنی زندگی پر قابو

نہ پاسکے۔ اور محض اس وجہ سے کہ ایک اور ہستی درمیان میں حائل تھی۔

سُول نِس۔ ایک ہستی جس کو ہٹانے کا مجھے حق نہ تھا۔

ہلڈا۔ یہی تو مجھے تعجب ہوتا ہی کہ حق کیوں نہیں تھا۔ پھر بھی ——— کاش آپ آرام کی نیند میں اس پورے ہنگامے کو فراموش کرسکتے۔ (اپنے ہاتھ میز پر پھیلا کے اپنے چہرے کو بائیں طرف ہاتھوں پر سہارا دے کے آنکھیں بند کرلیتی ہی)

سُول نِس۔ (کرسی پلٹا کر میز کے قریب ہوجاتا ہی) ہلڈا کیا وہاں تمہارے والد کا مکان بھی ——— نفیس، آرام دِہ مکان تھا؟

ہلڈا۔ (جنبش کئے بغیر اِس طرح گویا نیم خوابی میں جواب دے رہی ہو) وہ تو محض قفس تھا۔

سُول نِس۔ اور تم نے ارادہ کرلیا ہی کہ اس میں واپس نہ جاؤگی؟

ہلڈا۔ (پہلے کی طرح) وحشی پرندہ کبھی قفس میں جانا نہیں چاہتا۔

سُول نِس۔ بلکہ کھلی ہوا میں گشت لگاتا ہی ———

ہلڈا۔ (اسی طرح) وحشی پرندے کو گشت لگانے میں بڑا لطف آتا ہی ———

سُول نِس۔ (اُس کی طرف نگاہیں جماکر) کاش کسی میں زندگی کا وہ جوش ہوتا جو وائکنگ لوگوں میں تھا ———

ہلڈا۔ (اپنی معمولی آواز میں، آنکھیں کھول کر، لیکن جنبش کیے بغیر) اور وہ دوسری چیز بھی ہوتی؟ بتائیے وہ دوسری چیز کیا تھی؟

سُول نِس۔ طاقتور ضمیر۔

ہلڈا۔ (شگفتگی کے ساتھ بنچ پر سیدھی بیٹھ جاتی ہی، اس کی آنکھوں میں مسرت

کی چمک پھر پیدا ہوجاتی ہی، اس کی طرف سر کو جنبش دے کے) میں جانتی ہوں کہ اس کے بعد آپ کیا تعمیر کریں گے۔

سُول نِس۔ تو پھر ہلڈا تم مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔

ہلڈا۔ جی ہاں معمار عموماً کُند ذہن ہوتے ہیں۔

سُول نِس۔ خیر معلوم تو ہو میں کیا تعمیر کروں گا۔

ہلڈا۔ (پھر سر کی جنبش کے ساتھ) قلعہ۔

سُول نِس۔ کون سا قلعہ؟

ہلڈا۔ کیوں؟ میرا قلعہ۔

سُول نِس۔ کیوں کیا اب تم قلعے کی بھی طلب گار ہو؟

ہلڈا۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے آپ سے ایک سلطنت ملنی ہی کہ نہیں؟

سُول نِس۔ تمھارے کہنے کے مطابق تو ملنی ہی۔

ہلڈا۔ اچھا۔ آپ کو اقرار ہی کہ مجھے سلطنت ملنی ہی۔ اب بتائیے بغیر شاہی قلعے کے سلطنت کیسے مکمّل ہو سکے گی۔

سُول نِس۔ (زیادہ زندہ دلی سے) ہاں عموماً یہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔

ہلڈا۔ ٹھیک۔ تو اب میرے لیے قلعہ تعمیر کیجیے۔ اِسی وقت۔

سُول نِس۔ (ہنس کر) یہ بھی چاہتی ہو کہ اسی وقت تعمیر ہو جائے؟

ہلڈا۔ ہاں یقیناً۔ دس سال پورے ہو چکے ہیں اور میں اس سے زیادہ انتظار نہیں کر سکتی۔ اچھّا اب لائیے قلعہ حاضر کیجیے مسٹر سُول نِس۔

سُول نِس۔ ہلڈا تمھارا مقروض ہونا بڑی آفت کی بات ہی۔

ہلڈا۔ یہ آپ کو پہلے ہی سوچ لینا چاہیئے تھا۔ اب تو یہ سب بعد از وقت ہے ــــ اچھا ــــ (میز کو کھٹکھٹا کر) یہیں تعمیر کیجیے میرا قلعہ۔ میں چاہتی ہوں مجھے فوراً مل جائے۔

سُول نِس۔ (ذرا سنجیدگی سے میز پر ہاتھ رکھ کے اس کی طرف جھک کے) ہلڈا تم کس قسم کا قلعہ تصوّر کر رہی ہو۔

(ہلڈا کے چہرے کے آثار زیادہ پُراسرار ہوجاتے ہیں گویا وہ اپنی ہستی کی گہرائیوں کو غور سے دیکھ رہی ہے)

ہلڈا۔ (آہستہ سے) میرا قلعہ بہت بلندی پر ہوگا ــــ بہت زیادہ بلندی پر ــــ جہاں سے جس حد تک نظر کام کرے گی چاروں طرف کا منظر صاف صاف نظر آسکے گا۔

سُول نِس۔ اور اس میں ایک بہت بلند مینار بھی ہوگا۔

ہلڈا۔ انتہائی بلند مینار۔ اور اِس مینار کی چوٹی پر ایک جھروکہ ــــ اور میں اُس میں کھڑی ہوا کروں گی ــــ

سُول نِس۔ (بے اختیار اپنی پیشانی تھام کے) اتنی بلندی پر کھڑا ہونے کا تم کو شوق کیوں ہے ــــ

ہلڈا۔ نہیں میں ضرور کھڑی ہوں گی۔ بالکل اوپر کھڑی ہو کر میں نیچے کے لوگوں کو دیکھوں گی ــــ ان لوگوں کو جو کلیسا تعمیر کرتے ہیں یا ماں باپ اور بچّوں کی فوج کے لیے مکان بناتے ہیں۔ آپ کو بھی اس کی اجازت ہوگی کہ اوپر آکے یہ منظر دیکھیں۔

سُول نِس۔ (آہستہ سے) کیا معمار کو اجازت ہوگی کہ اوپر شہزادی کے پاس آسکے؟

ہلڈا۔ ہاں اگر معمار چاہے تو
سُول نِس۔ (اور آہستہ سے) تب تو میں سمجھتا ہوں کہ معمار ضرور آئے گا۔
ہلڈا۔ (سر ہلاکر) معمار ــــ ضرور آئے گا۔
سُول نِس۔ مگر اس میں کچھ اور تعمیر کرنے کی قوت نہیں رہے گی ــــ غریب معمار۔
ہلڈا۔ (زندہ دلی سے) کیوں نہیں۔ ہم دونوں مل کر کام شروع کریں گے ــــ اور پھر دنیا کی حسین ترین ــــ نہایت درجہ حسین چیز ــــ تعمیر کریں گے۔
سُول نِس۔ (مشتاق ہوکر) ہلڈا ــــ بتاؤ کون سی چیز۔
ہلڈا۔ (اس کی طرف مسکراکر دیکھتی ہی، سر کو جنبش دیتی ہی۔ منہ بناتی ہی اور پھر اس طرح کہتی ہی جیسے کسی بچّے سے مخاطب ہو) ــــ معمار ــــ بڑے کوڑ مغز لوگ ہوتے ہیں۔
سُول نِس۔ ہاں ان کے کوڑ مغز ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ لیکن بتاؤ تو سہی وہ کون سی چیز ہی ــــ دنیا کی حسین ترین چیز ــــ جس کو ہم دونوں مل کر تعمیر کریں گے؟
ہلڈا۔ (کچھ دیر خاموش رہتی ہی، پھر اس کی آنکھوں میں وہی ناقابلِ بیان انداز پیدا ہوجاتا ہی) ہوائی قلعے۔
سُول نِس۔ ہوائی قلعے؟
ہلڈا۔ (سر کو جنبش دے کے) ہاں ہوائی قلعے۔ آپ کو معلوم ہی ہوائی قلعہ کیسا ہوتا ہی؟
سُول نِس۔ تم کہہ تو رہی ہو کہ وہی دنیا کی حسین ترین چیز ہی۔

ہلڈا۔ (جوش سے، اُٹھ کر، ہاتھ سے تحقیر کا اشارہ کرتی ہی) ہاں یقیناً ہی تو بھی — ہوائی قلعے — جن میں پناہ ملنا بہت آسان ہی اور جن کو بنانا بھی بہت سہل ہی — (اس کی طرف حقارت سے دیکھ کر) — خصوصاً ان معماروں کے لیے جن کے — جن کے ضمیر کو جلد چکّر آجاتا ہی۔

سُول نِس۔ (اُٹھ کر) آج سے ہم تم دونوں مل کر تعمیر شروع کریں گے۔

ہلڈا۔ (مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ) سچ مچ کا ہوائی قلعہ۔

سُول نِس۔ ہاں ایسا جس کی بنیاد مضبوط ہو۔

(راگنار بروِک مکان کی جانب آتا ہی اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سبز ہار ہی جس میں پھُول اور ریشمی فیتے لگے ہیں)

ہلڈا۔ (خوشی سے بے قابو ہوکر) ہار! یہ تو بڑا شاندار معلوم ہوگا۔

سُول نِس۔ (تعجب سے) راگنار تم ہار لے کر آئے ہو۔

راگنار۔ میں نے مستری سے وعدہ کیا تھا۔

ہلڈا۔ (مطمئن ہو کے) پھر تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ کے والد کی طبیعت ٹھیک ہوگی؟

راگنار۔ نہیں۔

سُول نِس۔ میں نے جو کچھ لکھ دیا تھا کہ اس سے انھیں اطمینان نہیں ہوا؟

راگنار۔ آپ کی تحریر بعد از وقت پہنچی۔

سُول نِس۔ بعد از وقت۔

راگنار۔ جب وہ اُسے لے کر پہنچی تو میرے والد بے ہوش ہو چکے تھے۔ انھیں دورہ پڑ گیا تھا۔

سُول نِس۔ تو پھر تم گھر جاؤ۔ اپنے والد کی تیمارداری کرو۔

راگنار۔ اب اُنہیں میری ضرورت نہیں رہی۔
سُول نِس۔ پھر بھی تمھارا اُن کے پاس موجود رہنا ضروری ہی۔
راگنار۔ وہ ان کے بستر کے پاس موجود ہی۔
سُول نِس۔ (کسی قدر شک کے لہجے میں) کون ؟ کایا
راگنار۔ (اُس کی طرف تاریک نظروں سے دیکھ کر) ہاں ـــــ کایا
سُول نِس۔ اچھّا تم گھر جاؤ راگنار ـــــ ان دونوں کے پاس۔ ہار مجھے دے دو۔
راگنار۔ (تمسخر کی مسکراہٹ ضبط کرکے) آپ کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ خود ـــــ ؟
سُول نِس۔ میں خود اس کو پہنچاؤں گا۔ (اس سے ہار لے لیتا ہی) اب تم گھر جاؤ۔ آج تمھاری ضرورت نہیں ہی۔
راگنار۔ میں جانتا ہوں اب آپ کو میری خدمات کی ضرورت نہیں ہی۔ پھر بھی میں آج یہیں ٹھہروں گا۔
سُول نِس۔ اگر تمھارا یہی اصرار ہی تو یہیں ٹھہرو۔
ہِلڈا۔ (کٹہرے کے پاس سے) مسٹر سُول نس میں یہاں کھڑی ہو کے آپ کو دیکھوں گی۔
سُول نِس۔ مجھے دیکھوگی ؟
ہِلڈا۔ بڑا سنسنی خیز منظر ہوگا۔
سُول نِس۔ (آہستہ سے) ہِلڈا اس موضوع پر ذرا ٹھہر کے باتیں کریں گے
(ہار لے کے زینے سے نیچے اُتر جاتا ہی اور باغ سے ہوتا ہوا چلا جاتا ہی)
ہِلڈا۔ (اس کی طرف دیکھتی رہتی ہی اور پھر راگنار سے کہتی ہی) میرے

خیال میں کم سے کم آپ کو ان کا شکریہ تو ادا کرنا چاہیئے تھا۔
راگنار۔ شکریہ؟ مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیئے تھا؟
ہلڈا۔ ہاں ادا تو کرنا چاہیے تھا۔
راگنار۔ میرے خیال میں مجھے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔
ہلڈا۔ آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں۔
راگنار۔ (اس کو جواب دیئے بغیر) لیکن مس وانگل میں آپ کو یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ ہوشیار رہیے گا۔ آپ ابھی اُن سے اچھی طرح واقف۔
ہلڈا۔ (گرمجوشی سے) مجھ سے زیادہ ان سے کوئی واقف نہیں۔
راگنار۔ (جھلاہٹ کی ہنسی ہنس کے) اس کا شکریہ ادا کروں حالانکہ اس نے مجھے سالہا سال الجھائے رکھا۔ اُس نے میرے والد کو مجھ پر اعتماد نہ کرنے دیا۔ خود مجھ کو اپنے آپ پر اعتماد نہ کرنے دیا اور یہ سب محض اس وجہ سے کہ وہ ——
ہلڈا۔ (گویا کوئی بات اس پر روشن ہو رہی ہو) اس وجہ سے کہ وہ —— جلدی کہیے۔
راگنار۔ اس وجہ سے کہ اس لڑکی کو اپنے پاس رکھے۔
ہلڈا۔ (کانپ کے، اُس سے مخاطب ہو کے) میز والی لڑکی کو؟
راگنار۔ ہاں۔
ہلڈا۔ (اپنی مُٹھی کس کے، دھمکا کر) نہیں یہ غلط ہی۔ آپ جھوٹ بک رہے ہیں۔
راگنار۔ آج سے قبل مجھے بھی اس کا یقین نہ آتا —— مگر آج خود اُس لڑکی نے مجھ سے بیان کیا۔

ہلڈا۔ (اپنے آپے سے باہر ہو کے) اُس نے کیا کہا۔ میں معلوم کرنا چاہتی ہوں ۔ فوراً ۔ فوراً ۔

راگنار۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اس نے اس کے دل پر قبضہ کر لیا ہے ــــ پورے دل پر ــــ اور اس کے تمام خیالات کا مرکز بن گیا ہے۔ کہہ رہی تھی کہ وہ اس کو ہرگز نہ چھوڑے گی ــــ یہیں رہے گی، یہیں اس کے پاس ــــ

ہلڈا۔ (خوفناک نظروں سے اسے دیکھ کر) وہ یہاں نہ رہنے پائے گی۔

راگنار۔ (موقع پا کے) کون اُسے یہاں نہ رہنے دے گا؟

ہلڈا۔ (تیزی سے) وہ بھی رہنے نہ دے گا۔

راگنار۔ نہیں ــــ اب میں پورے قصّے کو سمجھ گیا۔ اس کے بعد وہ محض ــــ مُخل ہو گی۔

ہلڈا۔ آپ خاک بھی نہیں سمجھے ــــ کیونکہ آپ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ میں آپ کو بتاتی ہوں اُس نے کیوں اُسے اپنے قبضے میں رکھا۔

راگنار۔ اچھّا۔ کیوں؟

ہلڈا۔ تاکہ آپ کو اپنے قبضے میں رکھّے۔

راگنار۔ کیا اُس نے خود آپ سے یہ کہا؟

ہلڈا۔ نہیں۔ مگر یہی بات ہے۔ یہی بات ہونی چاہیے۔ (مجنونہ وحشت سے) میں چاہتی ہوں ــــ میں چاہتی ہوں کہ یہی بات ہو۔

راگنار۔ اور جوں ہی کہ آپ آئیں اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔

ہلڈا۔ اُس نے آپ کو ــــ آپ کو چھوڑ دیا۔ کیا آپ کے خیال میں اُس کی ایسی عجیب و غریب عورتوں کی اُسے پروا بھی ہے؟

راگنار۔ (سوچ کے) کیا یہ ممکن ہے کہ اس تمام عرصے میں وہ مجھ سے

ڈرتا رہا ہو؟

ہلڈا ۔ ڈرتا رہا ہو؟ میں اگر آپ کی جگہ ہوتی تو مجھے اس قسم کا مغالطہ نہ ہوتا۔

راگنار ۔ اُس نے بہت پہلے دیکھ لیا ہو گا کہ مجھ میں بھی کچھ صلاحیت موجود ہے۔ اِس کے علاوہ آپ دیکھ رہی ہیں کہ وہ ــــ کتنا بزدل ہے۔

ہلڈا ۔ وہ اور بُزدل ۔ یہ میں کیسے مان لوں ۔

راگنار ۔ ایک لحاظ سے وہ بھی ــــ معمارِ اعظم بھی بزدل ہے۔ دوسروں کی زندگی کی راحت تباہ کرنے میں اُسے باک نہیں ــــ اُس نے میری اور میرے والد کی راحت چھین ہی لی ۔ لیکن جب ایک معمولی سی مچان پر چڑھنے کا سوال درپیش ہوتا ہے تو وہ اس سے جان چُراتا ہے۔

ہلڈا ۔ کاش آپ بھی اس کو اُس عظیم الشان چکرا دینے والی بلندی پر دیکھتے جس پر میں نے دیکھا تھا ۔

راگنار ۔ آپ نے دیکھا تھا ۔

ہلڈا ۔ ہاں میں نے دیکھا تھا وہ کتنا شاندار اور آزاد معلوم ہو رہا تھا جب اُس نے کلیسا کے کلس میں ہار پہنایا تھا ۔

راگنار ۔ مجھے معلوم ہے کہ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ اُس نے اس کی جُرات کی تھی ــــ صرف ایک مرتبہ ۔ ہم نوجوانوں میں یہ قصّہ روایت کے طور پر پہنچا ہے۔ لیکن دنیا کی کوئی طاقت اُسے دوبارہ اوپر چڑھنے پر آمادہ نہیں کر سکتی ۔

ہلڈا ۔ آج وہ پھر اوپر چڑھے گا ۔

راگنار ۔ (حقارت سے) ہاں کیا کہنے ۔

ہلڈا ۔ دیکھ لیجیے گا ۔

راگنار ۔ نہ میں دیکھ لوں گا نہ آپ ۔

ہلڈا۔ (نا قابلِ ضبط جوش کے ساتھ) میں دیکھوں گی، میں دیکھوں گی اور ضرور دیکھوں گی۔

راگنار۔ لیکن اس سے یہ ہو ہی نہیں سکے گا۔ ہمت ہی نہیں پڑے گی۔ آپ جانتی ہیں وہ اپنی اس کمزوری پر غالب نہیں آ سکتا ــــ معمارِ اعظم ہونے کے باوجود۔

(مسز سُول نِس کمرے کے برآمدے میں داخل ہوتی ہی)

مسز سُول نِس ۔ (اِدھر اُدھر دیکھ کے) وہ یہاں نہیں ہیں؟ کہیں گئے ہیں۔

راگنار۔ مسٹر سُول نِس نیچے مزدوروں کے پاس ہیں۔

ہلڈا۔ اپنے ساتھ ہار بھی لیتے گئے ہیں۔

مسز سُول نِس ۔ (خوفزدہ ہوکر) اپنے ساتھ ہار بھی لے گئے ہیں۔ یا میرے اللہ۔ بروِک تم ذرا جلدی سے جاؤ اور کسی طرح ان کو یہاں بھیج دو۔

راگنار۔ مسز سُول نِس کیا میں اُن سے یہ کہہ دوں کہ آپ ان سے کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

مسز سُول نِس ۔ ہاں کہہ دو ــــ نہیں، نہیں ــــ یہ مت کہنا کہ مجھے کوئی کام ہی۔ یہ کہہ دو کہ کوئی یہاں ملنے کے لیے آیا ہی۔ اور ان کو جلد بلایا ہی۔

راگنار۔ بہتر مسز سُول نِس میں یہی کہہ دوں گا۔

(زینوں پر سے اُترتا ہوا باغ سے ہوتا ہوا جاتا ہی)

مسز سُول نِس ۔ مس وانگل آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی وجہ سے میں کس قدر پریشان ہوں۔

ہلڈا۔ کیا کوئی بات ایسی بھی ہی جس کی وجہ سے آپ اس درجہ خوفزدہ ہوں۔

مسز سُول نِس - ہاں، یقیناً آپ بھی اس کو سمجھ سکتی ہیں - خیال تو کیجیے کہیں وہ سچ مچ یہ کر نہ گزریں - کہیں سچ مچ ان کے دماغ ہیں مچان پر چڑھنے کی دُھن سما نہ جائے -

ہلڈا - (اشتیاق سے) آپ کا خیال ہے کہ وہ یہ کر گزریں گے ؟

مسز سُول نِس - کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان کے دماغ ہیں کون سی دھن سما جائے گی - مجھے اندیشہ ہے کہ دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کو کر گزرنے کا خیال ان کے دماغ میں نہ پیدا ہو سکے -

ہلڈا - آپ کا بھی یہ خیال ہے کہ وہ شاید ذرا ــــ ؟

مسز سُول نِس - سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے متعلق کیا خیال قایم کروں - ڈاکٹر نے مجھ سے طرح طرح کی باتیں بیان کی ہیں - ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مختلف باتیں جو میں خود ان کی زبان سے سنتی رہتی ہوں ظاہر کرتی ہیں کہ وہ ــــ

(ڈاکٹر ہیردال دروازہ کے پاس آکے باہر دیکھتا ہے)

ڈاکٹر ہیردال - ان کے آنے میں ابھی دیر ہے ؟

مسز سُول نِس - ہاں غالباً - بہرحال میں نے ان کو بُلا تو بھیجا ہے -

ڈاکٹر ہیردال - (آگے بڑھ کے) عزیز خاتون - میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ کو اندر چلنا چاہیے ــــ

مسز سُول نِس - نہیں میں یہیں ٹھہر کے ہال وارد کا انتظار کروں گی -

ڈاکٹر ہیردال - لیکن کچھ خواتین ابھی ابھی آپ سے ملنے آئی ہیں ــــ

مسز سُول نِس - یا میرے خدا - عین اس وقت ــــ

ڈاکٹر ہیردال - کہہ رہی ہیں کہ وہ خاص طور پر رسم دیکھنے آئی ہیں -

مسز سُول نس ۔ اچھا میں سمجھتی ہوں مجھے ان سے ملنے جانا ہی پڑے گا۔
میرا فرض ہے۔
ہلڈا ۔ کیا آپ اِن خواتین کو رخصت نہیں کر سکتیں ؟
مسز سُول نس ۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا ۔ وہ یہاں آچکی ہیں تو میرا فرض ہے
کہ جا کے اُن سے ملوں ۔ مگر اِس اثنا میں آپ یہیں ٹھہریے ــــ اور جب
وہ واپس آجائیں تو انھیں یہیں روک لیجیے ۔
ڈاکٹر ہیر دال ۔ اور جس حد تک ممکن ہو انھیں باتوں میں لگائے
رکھیے ۔
مسز سُول نس ۔ ہاں ضرور مس وانگل جس حد تک ممکن ہو انھیں اپنے
قابو میں رکھیے گا ۔
ہلڈا ۔ لیکن یہ تو آپ کے لیے زیادہ مناسب تھا ؟
مسز سُول نس ۔ ہاں خُدا گواہ ہے کہ یہ میرا فرض تھا ۔ لیکن جب کسی کو
مختلف قسم کے فرائض انجام دینے ہوتے ہیں تو ــــ
ڈاکٹر ہیر دال ۔ (باغ کی طرف دیکھ کر) وہ آ تو رہے ہیں ۔
مسز سُول نس ۔ اور مجھے اندر جانا ہے ۔
ڈاکٹر ہیر دال ۔ (ہلڈا سے) میرے یہاں موجود ہونے کا اُن سے ذکر
نہ کیجیے گا ۔
ہلڈا ۔ نہیں نہیں میں مسٹر سُول نس سے باتیں کرنے کے لیے کوئی اور
موضوع تلاش کر لوں گی ۔
مسز سُول نس ۔ اس کا خیال رکھیے کہ انھیں اپنے قابو میں رکھیے گا ۔
مجھے یقین ہے کہ آپ ہی اِس کام کو اچھی طرح انجام دے سکتی ہیں ۔

(مسز سُول نِس اور ڈاکٹر ہیر دال مکان کے اندر جاتے ہیں - ہلڈا برآمدے میں اُسی طرح کھڑی رہتی ہے - سُول نِس باغ سے زینوں پر چڑھتا ہوا آتا ہے)

سُول نِس - میں نے سُنا کسی نے مجھے بلا بھیجا تھا -

ہلڈا - ہاں میں نے ہی بُلایا تھا مسٹر سُول نِس -

سُول نِس - تم نے بُلایا تھا ہلڈا - میں ڈر رہا تھا کہ ایلن نے یا ڈاکٹر نے مجھے بلایا ہوگا -

ہلڈا - تب تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت جلد ڈر جاتے ہیں -

سُول نِس - کیا تمھارا یہی خیال ہے ؟

ہلڈا - ہاں - آپ کو معلوم ہے لوگ کہتے ہیں کہ آپ اوپر چڑھنے ——— مچان پر چڑھنے سے ڈرتے ہیں -

سُول نِس - خیر یہ تو ایک بالکل دوسری بات ہے -

ہلڈا - تو پھر یہ سچ ہے کہ آپ اوپر چڑھنے سے ڈرتے ہیں -

سُول نِس - ہاں ڈرتا ہوں -

ہلڈا - نیچے گر پڑنے اور مرنے سے ڈرتے ہیں

سُول نِس - نہیں اس سے نہیں -

ہلڈا - پھر کس چیز سے ؟

سُول نِس - ہلڈا میں مکافات سے ڈرتا ہوں -

ہلڈا - مکافات سے ؟ (سر ہلا کر) میں نہیں سمجھ سکی -

سُول نِس - بیٹھ جاؤ تو میں تم سے کچھ بیان کروں -

ہلڈا۔ ہاں ہاں ضرور۔ فوراً۔
(کٹہرے کے قریب ایک اسٹول پر بیٹھ جاتی ہے اور متوجہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگتی ہے)

سُولنِس۔ (اپنی ٹوپی میز پر پٹک کر) تم کو معلوم ہے میں نے جب کام شروع کیا تو کلیساؤں کی تعمیر سے ابتدا کی۔

ہلڈا۔ (سر کے اشارے سے) ہاں یہ تو معلوم ہے۔

سُولنِس۔ کیونکہ میرا لڑکپن دیہات کے ایک دین دار گھرانے میں گزرا تھا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ کلیساؤں کی تعمیر ہی وہ مقدّس کام ہے جو مجھے انجام دینا ہے۔

ہلڈا۔ ہاں ہاں۔

سُولنِس۔ اور میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے یہ چھوٹے چھوٹے کلیسے اس قدر دیانت اور گرمجوشی اور سچی عقیدت کے ساتھ تعمیر کیے کہ ـــ کہ ـــ

ہلڈا۔ کہ ـــ ؟ کیا ؟

سُولنِس۔ کہ میں سمجھا کہ وہ بھی مجھ سے خوش ہو گیا ہوگا۔

ہلڈا۔ وہ ؟ وہ کون ؟

سُولنِس۔ وہ جس کی عبادت کے لیے کلیسا تعمیر کیے جاتے ہیں جس کی تعظیم اور عظمت کے لیے کلیسا وقف ہیں۔

ہلڈا۔ ٹھیک ہے۔ لیکن پھر کیا آپ کو اس کا کامل یقین ہے ـــ کہ وہ آپ سے خوش نہیں ہوا ؟

سُولنِس۔ وہ اور مجھ سے خوش ؟ ہلڈا تم بھی کیسی باتیں کرتی ہو۔

وہ جس نے میرے اندر یہ دیو پیدا کیا اور اُسے اختیار دے دیا کہ مجھ پر جس طرح چاہے حکومت کرے۔ جس نے اپنے حکم سے رات دن میری خدمت کے لیے یہ تمام ——— یہ تمام ———

ہلڈا۔ شیاطین ———

سُول نِس۔ ہاں دونوں قسم کے شیاطین مقرر کیے۔ نہیں اس نے مجھے واضح طور پر محسوس کرا دیا کہ وہ مجھ سے خوش نہیں (پُراسرار لہجے میں) اب سمجھیں؟ یہی اصلی وجہ تھی اُس پُرانے مکان کو جلا بھی دیا۔

ہلڈا۔ یہ وجہ کیسے تھی؟

سُول نِس۔ تم نہیں سمجھیں؟ وہ مجھے اس کا موقع دینا چاہتا تھا کہ میں اپنے شعبۂ فن کا کامل ماہر بن جاؤں ——— تاکہ اس کے لیے زیادہ شاندار کلیسے تعمیر کر سکوں۔ پہلے پہل تو میں اُس کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔ لیکن دفعتاً مجھ پر یہ روشن ہو گیا۔

ہلڈا۔ کب؟

سُول نِس۔ جب میں لی سان گر کے کلیسا کا مینار تعمیر کر رہا تھا۔

ہلڈا۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔

سُول نِس۔ کیونکہ ہلڈا وہاں اس اجنبی ماحول میں میں یہی سوچتا اور دل ہی دل میں غور کرتا پھرتا تھا۔ تب مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ کیوں اس نے میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اُٹھا لیا۔ اس لیے کہ کوئی چیز ایسی نہ رہ جائے جو مجھے اپنی طرف کھینچ کے اُلجھا سکے۔ محبّت یا مسّرت یا کوئی اس قسم کی چیز مجھے اُلجھا نہ سکے۔ سمجھیں تم؟ میں صرف معمارِ اعظم بن سکوں اور کچھ نہیں اور اپنی ساری عمر اس کے لیے عبادت خانے تعمیر کرنے میں گزار دوں (ہنستا ہے) لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

ہلڈا۔ اس کے بعد آپ نے کیا کیا؟

سُولنس - سب سے پہلے تو میں نے اپنے دل کو ٹٹول کے اس کا امتحان کیا -

ہلڈا - پھر ؟

سُولنس - پھر میں ایک ناممکن کام کرگزرا —— جس کی تکمیل میں میرا حصّہ اس کے برابر تھا -

ہلڈا - ناممکن کام ؟

سُولنس - اِس سے پہلے میں نے کبھی اونچی کھُلی ہوی بلندی تک چڑھنے کی ہمّت نہیں کی تھی - مگر اُس دِن میں یہ کرگزرا -

ہلڈا - (خوشی سے اُچھل کر) ہاں آپ کرگزرے -

سُولنس - اور جب میں وہاں ہر چیز سے زیادہ بلندی پر کھڑا کلس میں ہار پہنا رہا تھا میں نے اس سے کہا "اے قادرِ مطلق سُن - آج کے دن سے میں بھی اپنے میدان میں —— آزاد معمار بنتا ہوں —— جس طرح تو اپنے میدان میں بالکل آزاد ہے - میں تیرے لیے کلیسے بنانے چھوڑ دوں گا —— صرف بنی نوعِ انسان کے لیے رہنے کے گھر بناؤں گا -

ہلڈا - (جس کی آنکھیں چمکنے لگتی ہیں) یہی وہ گیت تھا جس کی آواز میں نے ہوا میں سُنی تھی -

سُولنس - مگر اِس کے بعد اس کی باری آئی -

ہلڈا - اس سے آپ کا کیا مطلب ہے ؟

سُولنس - (مایوسی سے اس کی طرف دیکھ کر) بنی نوعِ انسان کے لیے مکانات بنانا بالکل لاحاصل نکلا ، ہلڈا -

ہلڈا - یہ آپ اب کہہ رہے ہیں -

سُول نِس - ہاں کیونکہ اب مجھے اس کا اندازہ ہو سکا۔ اِن مکانوں سے انسانوں کو کچھ حاصل نہیں ہوا ــــ راحت نہیں حاصل ہو سکی - اور اگر میرا بھی کوئی ایسا مکان ہوتا تو مجھے بھی کچھ نہ حاصل ہوتا (دھیمی تلخ ہنسی کے ساتھ) گذشتہ واقعات پر میں جس قدر نظر دوڑاتا ہوں مجھے پورے کام کا یہی انجام نظر آتا ہے - میں نے حقیقت میں کوئی چیز نہیں تعمیر کی - اور نہ تعمیر کا موقع حاصل کرنے کے لیے میں نے کوئی قربانی کی - کچھ نہیں، کچھ نہیں - یہ سب کچھ نہیں -

ہلڈا - اب آپ تعمیر بالکل ترک کر دیں گے ؟

سُول نِس - (زندہ دلی سے) نہیں، برخلاف اس کے، اب تو میں تعمیر شروع کروں گا -

ہلڈا - اچھا تو کیا ؟ آپ کیا تعمیر کریں گے ؟ بتائیے -

سُول نِس - میں سمجھتا ہوں انسانی راحت صرف ایک مکان میں مل سکتی ہے ــــ اور اب میں اُسی کو تعمیر کرنے والا ہوں -

ہلڈا - (نظر جما کے، اُسے دیکھ کے) مسٹر سُول نِس ــــ آپ ہمارے ہوائی قلعے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں -

سُول نِس - ہوائی قلعہ ــــ ہاں

ہلڈا - مجھے اندیشہ ہے کہ آدھی دور تک پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو چکّر آ جائے گا -

سُول نِس - لیکن ہلڈا اگر تمھارے ہاتھ میں ہاتھ دے کے اوپر چڑھوں تو چکّر نہ آئے گا -

ہلڈا - (جس کے چہرے سے دبی ہوئی ناراضی ظاہر ہوتی ہے) صرف میرے ساتھ ؟ کیا ہمارے ساتھ کوئی اور نہ ہوگا -

سُول نس - اور کون ہو سکتا ہے۔

ہلڈا - مثلاً وہ لڑکی ــــ میز والی کایا - اُس پجاری ــــ کو اپنے ساتھ لے جانا نہ چاہیں گے ؟

سُول نس - اوہو - تو کیا ایلن تم سے اس کا ذکر کر رہی تھی ؟

ہلڈا - کیوں یہ سچ ہے نا ؟ ہے کہ نہیں ؟

سُول نس - (جوش سے) میں ایسے سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ مجھ پر اعتماد کرنا ہے تو کامل اور مکمّل اعتماد کرو۔

ہلڈا - اِس پورے دس سال کے عرصے میں میں نے آپ پر کامل اعتماد کیا ہے ــــ کامل اعتماد۔

سُول نس - مجھ پر برابر اعتماد کرتی رہو۔

ہلڈا - تو پھر میں آپ کو بلندی پر، کھُلی ہوئی بلندی پر کھڑا دیکھنا چاہتی ہوں۔

سُول نس - (افسردگی سے) مگر ہلڈا ــــ میں روز روز یہ نہیں کر سکتا۔

ہلڈا - (بہت جوش سے) مگر آپ کو یہ کرنا پڑے گا۔ میں کہتی ہوں آپ کو یہ کرنا پڑے گا۔ (خوشامد سے) صرف ایک بار اور مسٹر سُول نس صرف ایک بار اور ناممکن کام کر گزریے۔

سُول نس - (کھڑا ہو کر اُس کی آنکھوں کی گہرائی کو دیکھ کر) اگر میں یہ کر گزروں گا ہلڈا تو پھر میں بلندی پر کھڑا ہو کے اُس سے اسی طرح باتیں کروں گا جیسے میں نے پہلی مرتبہ باتیں کی تھیں۔

ہلڈا - (بڑھتی ہوئی بے تابی کے ساتھ) آپ اس سے کیا کہیں گے؟

سُول نس - میں اس سے کہوں گا دسُن اے قادرِ مطلق جس طرح تو مناسب سمجھے میرا انصاف کر۔ لیکن اب سے میں دُنیا کی حسین ترین چیز کے سوا اور کوئی چیز

تعمیر نہ کروں گا ——"

ہلڈا۔ (بے خود ہوکر) ہاں —— ہاں —— ہاں۔

سُول نِس —— "اور اس کو میں ایک شاہزادی کی شرکت سے تعمیر کروں گا جس سے مجھے محبّت ہے" ——

ہلڈا۔ ہاں اس سے یہ کہدینا۔ ضرور کہدینا۔

سُول نِس۔ ہاں، اور پھر میں اس سے کہوں گا "اب میں نیچے اترتا ہوں اور اتر کے اسے اپنی آغوش میں لے لوں گا اور اُسے بوسے دوں گا ——"

ہلڈا۔ کئی مرتبہ۔ یہ بھی کہدینا۔

سُول نِس —— کئی کئی مرتبہ۔ یہ میں کہ دونگا۔

ہلڈا۔ اور پھر —— ؟

سُول نِس۔ پھر میں ٹوپی ہلاؤں گا اور نیچے اُتر آؤں گا۔ اور جو اس سے کہا تھا اُس پر عمل کروں گا۔

ہلڈا۔ (ہاتھ بڑھا کے) اب پھر میں آپ کو وہی بنتا دیکھ رہی ہوں جو میں نے اس وقت دیکھا تھا جب ہوا میں گیت کی آواز آرہی تھی۔

سُول نِس۔ (سر جھکائے ہوئے اس کی طرف دیکھتا ہے) مگر ہلڈا تم اب جیسی بن گئی ہو، کیسے بنیں ؟

ہلڈا۔ میں اب جیسی بن گئی ہوں آپ نے مجھے کیسے بنا دیا ؟

سُول نِس۔ (اختصار اور عزم کے ساتھ) شہزادی کو قلعہ مل جائے گا۔

ہلڈا۔ (مسرور ہوکے، تالیاں بجاکر) مسٹر سُول نِس —— میرا پیارا پیارا قلعہ —— ہمارا ہوائی قلعہ۔

سُول نِس۔ جس کی بنیاد مضبوط ہوگی۔

(سڑک پر لوگوں کا مجمع ہوگیا ہی جو درختوں میں سے کچھ کچھ نظر آتا ہی۔ دُور نئے مکان کے پیچھے سے باجوں کے بجنے کی آواز آتی ہی۔ مسز سُول نس فر کا کالر پہنے ہوئے کچھ خواتین اور ڈاکٹر ہیرڈال کے ساتھ جو اُس کی سفید شال اپنے بازو پر لیے ہوئے ہی۔ برآمدے میں آتی ہی۔ عین اسی وقت راگنار برودک بھی باغ سے ہوتا ہوا اوپر آتا ہی)۔

مسز سُول نس ۔ (راگنار سے) کیا باجوں کا بھی انتظام کیا گیا ہی۔

راگنار ۔ ہاں (سُول نس سے) مستری نے آپ سے یہ کہہ دینے کو کہا ہی کہ وہ ہارے کے اوپر چڑھنے کو تیار ہو چکا ہی۔

سُول نس ۔ (اپنی ٹوپی اُٹھا کر) اچھا۔ میں خود اس کے پاس چلتا ہوں۔

مسز سُول نس ۔ (پریشان ہوکر) تم وہاں کیوں جا رہے ہو ہال وار؟

سُول نس ۔ (بے رُخی سے) میں وہاں نیچے مزدوروں کے پاس موجود رہوں گا۔

مسز سُول نس ۔ ہاں نیچے ہی رہنا ـــ بس نیچے ہی رہنا۔

سُول نس ۔ وہیں رہوں گا جہاں ہمیشہ رہتا ہوں ـــ حسبِ معمول (زینوں سے اتر کر باغ سے ہوتا ہوا چلا جاتا ہی)۔

مسز سُول نس ۔ (کٹہرے پر سے جُھک کے اُسے پُکار کر) مگر اُس آدمی سے کہہ دینا کہ احتیاط سے اوپر چڑھے۔ اس کا وعدہ کرلو ہال وار۔

ڈاکٹر ہیرڈال ۔ (مسز سُول نس سے) دیکھا آپ نے؟ میں نے ٹھیک کہا تھا؟ اُس نے اِس حماقت کا ارادہ بالکل ترک کر دیا ہی۔

مسز سُول نس ۔ اب ذرا جان میں جان آئی ہی۔ دو مرتبہ مزدور اوپر سے گر چکے ہیں اور دونوں مرتبہ گرتے ہی مر گئے۔ (ہِلڈا سے) شکریہ آپ کا

مس وانگل کہ آپ نے انھیں اپنے قابو میں کرلیا اُن پر میرا بس تو ہرگز نہ چل سکتا۔

ڈاکٹر ہیرڈال۔ (مذاق سے) ہاں ہاں مس وانگل جب آپ کا جی چاہتا ہے تو آپ مردوں کو اپنے قابو میں خوب کرلیتی ہیں۔

(مسز سُولنس اور ڈاکٹر ہیرڈال خواتین کے پاس جاتے ہیں جو زینوں کے قریب کھڑی ہوئی باغ کی جانب دیکھ رہی ہیں ہلڈا سامنے کٹہرے کے پاس کھڑی رہتی ہے۔ راگنار اس کے قریب جاتا ہے)۔

راگنار۔ (ہنسی کو ضبط کرکے سرگوشی کے لہجے میں) مس وانگل —— آپ اُن نوجوانوں کو دیکھ رہی ہیں جو سڑک پر جمع ہیں؟

ہلڈا۔ ہاں۔

راگنار۔ یہ سب میرے ساتھی طالب علم ہیں جو اپنے اُستاد کو دیکھنے آئے ہیں۔

ہلڈا۔ اُسے دیکھنے کیوں آئے ہیں؟

راگنار۔ یہ دیکھنے آئے ہیں کہ اس میں اپنے مکان کی چوٹی تک چڑھنے کی بھی ہمّت نہیں۔

ہلڈا۔ یہ لڑکے محض یہی دیکھنے آئے ہیں؟

راگنار۔ (حقارت اور نفرت سے) اس نے اتنے دنوں تک ہم کو اُبھرنے نہ دیا —— اب ہم یہ دیکھنے آئے ہیں کہ وہ اپنی بلندی کے برابر بھی اُبھر نہیں سکتا۔

ہلڈا۔ مگر آپ لوگ یہ نہیں دیکھیں گے۔ اِس مرتبہ تو نہیں۔

راگنار۔ (مسکراکر) اچھّا۔ تو پھر ہم اس کو کہاں دیکھیں گے۔

ہلڈا۔ بلندی پر —— بلندی پر کلس کے پاس۔ تم اُس کو وہاں دیکھوگے۔

راگنار۔ اُس کو نا؟ ہاں کیا کہنے۔

ہلڈا۔ اُس نے چوٹی تک پہنچنے کی ٹھان لی ہے —— اور چوٹی ہی پر تم اس کو دیکھوگے۔

راگنار۔ ٹھان لی ہے۔ ہاں، یہ تو میں بھی آسانی سے مان سکتا ہوں۔ مگر وہ یہ کرکے نہیں دکھا سکتا آدھی دور پہنچنے سے پہلے، بہت پہلے ہی اُس کا سر چکرانے لگے گا۔ اور ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل رینگ کر اُسے اُتر آنا پڑے گا۔

ڈاکٹر ہیردال ۔ (اشارے سے بتا کے) دیکھو۔ مسٹر ہی سیڑھیاں چڑھ رہا ہے۔

مسز سول نس ۔ ہاں اور اُس کے ہاتھ میں ہار بھی ہے۔ خدا کرے ذرا احتیاط سے چڑھے۔

راگنار۔ (اس طرح دیکھ کر گویا اس کی آنکھوں کو یقین نہیں آرہا ہے، اور چلّا کے) کیوں، مگر یہ تو ــــ

ہلڈا۔ (سرور و انبساط سے چلّا کے) خود معمارِ اعظم تو نہیں؟

مسز سُول نس ۔ (خوف سے چیخ کے) ہاں ہال وار ہی ہے۔ یا میرے اللہ ــــ ہال وار۔ ہال وار۔

ڈاکٹر ہیردال ۔ خاموش۔ اُسے پکاریے مت۔

مسز سول نس۔ (تقریباً آپے سے باہر ہوکے) میں اس کے پاس جاؤں گی۔ میں اس کے پاس جاؤں گی۔ میں اسے نیچے اتاروں گی۔

ڈاکٹر ہیردال ۔ (اُسے روک کے۔ آپ لوگوں میں سے کوئی حرکت نہ کرے۔ آواز تک نہ نکالے۔

ہلڈا۔ (بے حس وحرکت سُول نس ہی کی طرف نظر جمائے ہوئے) وہ چڑھتا جارہا ہے، چڑھتا جارہا ہے، بلند تر، بلند تر، بلند تر، بلند تر، دیکھو۔ ذرا دیکھو۔

راگنار۔ (دم بخود) اب وہ واپس پلٹے گا۔ مجبوراً اُسے پلٹنا پڑے گا۔

ہلڈا۔ وہ چڑھتا جارہا ہے، چڑھتا جارہا ہے، کوئی دم میں چوٹی تک پہنچ جائے گا۔

مسز شول نیس ۔ مارے خوف کے میرا کام تمام ہوا جا رہا ہے ۔ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ تو اس کی طرف مت دیکھیے ۔

ہلڈا ۔ دیکھو اب وہ بالکل اوپر کے تختوں پر پہنچ گیا ہے ۔ بالکل چوٹی پر ۔

ڈاکٹر ہیر دال ۔ کوئی جنبش نہ کرے ۔ سن رہی ہو ۔

ہلڈا ۔ (دبے ہوئے جوش سے سرور کے عالم میں) آخر کار آخر کار ۔ اب میں پھر اس کو اسی عظمت اور آزادی کی منزل پر دیکھ رہی ہوں ۔

راگنار ۔ (مشکل سے آواز نکال کر) مگر یہ ناممکن ——

ہلڈا ۔ اس دس سال کے عرصے میں میں اسی طرح اس کا تصوّر کرتی رہی ۔ کس قدر مضبوط جما ہوا کھڑا ہے ۔ کیا سنسنی خیز منظر ہے ۔ اس کی طرف دیکھو ۔ اب وہ کلس میں ہار پہنا رہا ہے ۔

راگنار ۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ میری آنکھیں کوئی ناممکن چیز دیکھ رہی ہیں ۔

ہلڈا ۔ ہاں وہ ناممکن چیز کو ممکن بنا رہا ہے ۔ (اس کی آنکھوں میں وہی ناقابل بیان جھلک پیدا ہو جاتی ہے) کیا اوپر اس کے ساتھ کوئی اور بھی آپ کو نظر آ رہا ہے ؟

راگنار ۔ اور تو کوئی نہیں ۔

ہلڈا ۔ کوئی اور بھی ہے جس سے وہ مقابلہ کر رہا ہے ۔

راگنار ۔ آپ کا خیال غلط ہے ۔

ہلڈا ۔ اور آپ کو ہوا میں کوئی گیت بھی نہیں سنائی دے رہا ہے ؟

راگنار ۔ یہ درختوں کی پھننگوں سے ہوا کے ٹکرانے کی آواز ہو گی ۔

ہلڈا ۔ میں ایک گیت سن رہی ہوں —— ایک عظیم الشان گیت ۔ (دہشتناک سرور کے عالم میں چلاّتی ہے) دیکھو دیکھو ۔ اب وہ ٹوپی ہلا رہا ہے ۔ نیچے ہماری طرف

ہلا رہا ہے۔ جواب میں یہاں سے کوئی چیز ہلاؤ، کیونکہ اب کام پورا ہو چکا ہے۔ (ڈاکٹر سے سفید شال کھینچتی ہے اور زور زور سے ہلاتی ہے۔ اور سول نس کی طرف پکارتی ہے) معمارِ اعظم سول نس کی جے۔

ڈاکٹر ہیروال۔ ٹھہرو، ٹھہرو۔ خدا کے لیے —— برآمدے سے خواتین اپنی دستیاں ہلاتی ہیں اور سڑک کے لوگ بھی سُن کر "جے" کا نعرہ لگانا شروع کرتے ہیں۔ پھر دفعتًا خاموش ہو جاتے ہیں۔ پورے مجمع سے خوف کی ایک چیخ نکلتی ہے ایک انسانی جسم تختوں اور لکڑی کے ٹکڑوں کے ساتھ درختوں کے پیچھے گرتا ہوا کچھ کچھ دکھائی دیتا ہے)

مسز سول نس اور خواتین۔ (ایک ہی ساتھ) گر پڑا۔ گر پڑا۔ (مسز سول نس لڑکھڑا کے پیچھے کی طرف غش کھا کے خواتین کے درمیان گر پڑتی ہے جو اس کو اٹھا لیتی ہیں۔ چاروں طرف گڑبڑ اور شور و غل ہے۔ سڑک کا مجمع باڑ کو توڑ کر باغ میں گھس آتا ہے۔ عین اس وقت ڈاکٹر ہیروال بھی دوڑ کے اسی طرف چلا جاتا ہے۔ مختصر سا وقفہ۔)

ہلڈا۔ (اوپر نظر جما کے اور تقریبًا مبہوت ہو کے) میرا معمارِ اعظم۔

راگنار۔ (جنگلے کا سہارا لے کر کانپتا ہوا) اس کے ٹکڑے ہو گئے ہوں گے وہیں کام تمام ہو گیا ہوگا۔

خواتین میں سے ایک۔ (اس حالت میں کہ سب مسز سول نس کو مکان میں لیے جا رہی ہیں) جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ۔

راگنار۔ مجھ میں ایک قدم ہل سکنے کی طاقت نہیں۔

دوسری خاتون۔ کسی اور کو پکارو۔

راگنار۔ (پکارنے کی کوشش کر کے) کیا ہوا —— ابھی زندہ ہے؟

ایک آواز - (نیچے، باغ سے) مسٹر سول نس - مر چکے ہیں -

دوسری آوازیں - (قریب سے) سر بالکل پاش پاش ہو گیا —— عین پتھروں کے غار میں گرے -

ہلڈا - (راگنار کی طرف مڑ کے آہستہ سے) اب وہ مجھے وہاں اوپر نظر نہیں آرہا ہے -

راگنار - بڑا خوفناک حادثہ ہے - خیر بہر حال وہ اِس کام کو پورا کر کے نہ دکھا سکا -

ہلڈا - (خاموش اور مسرور، لیکن کامرانی کے لہجے میں) لیکن وہ عین چوٹی پر پہنچ گیا - اور میں نے ہوا میں بانسریوں کے بجنے کی آواز سنی - (ہوا میں شال ہلاتی ہے اور مجنونانہ وحشت سے چلاتی ہے) میرا —— میرا معمارِ اعظم -
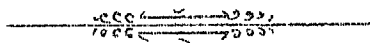
The Master Builder he uses an individual example and a dramatic picture to emphasize that it is equally impossible to recover one's past : when a man of advanced years attempts to rival the achievements of his youth he only works his own destruction. True, the attempt may be marked by a certain beauty and greatness—Hilda thinks she hears " harps in the air " as Solness climbs—but the fall is inevitable, for the thing she has incited him to undertake is really what Ibsen's great friend and rival Bjrnstjerne Bjrnson called "beyond human power".

The Master Builder is thus bound up in many ways with Ibsen's own life story, with a Norwegian *milieu*, and with the literary change of front which occurred round about 1890. But in its fundamental aspects, its idea, and its conception of mankind this drama is universal and timeless, intelligible even in the most different parts of the world inhabited by man.

FRANCIS BULL,
Professor in literature
at the University of Oslo.

(اردو ترجمہ کتاب کے شروع میں ملاحظہ فرمائیے)

presentation of a Norwegian young girl. Ibsen had made careful studies at home in Norway before he created the character of Hilda.

The same holds true also of Solness' relation to Ragnar Brovik. Only a few months after his return home, Ibsen began to feel that the younger Norwegian authors did not regard him only as a great and awe-inspiring world celebrity. Some of them were quite openly antagonistic, declaring that he belonged to the past and that social moralisers, problem debaters and all the literary "realism" and "naturalism" of the 'eighties could no longer be tolerated: the new era demanded a different kind of psychology, which probed the depths of the unconscious mind, revealing the mysterious and obscure elements of the human soul. Ibsen was not insensitive to this opposition, but it must have occasioned him some quiet amusement to reflect that he had actually realized part of his younger colleagues' programme already in *The Lady from the Sea*. In *The Master Builder* he continued along the same path, in so far as he showed how Solness came to recognize that there were dangerous demonic powers within him, which at times could take complete possession of his conscious self.

The whole drama is, from one point of view, a declaration of love addressed to youth: Solness allows himself to be bewitched by Hilda, and his behaviour to Ragnar Brovik is dictated by a jealous fear that is founded on admiration. But the play tells us also that it is vain for a man who is aging to try to make himself young again. Henrik Ibsen's drama often aims at showing that no one can escape from his past: it will always come back to demand punishment or expiation. But in

however, to Ibsen to put his experience of life and his confessions in the mouth of a master builder, for he was well aware that the dramatic effect of what he wrote was in no small measure due to the architectural perfection of every play, to his power of building airy castles on foundations embodying a combination of constructive imagination, stage technique, and a profound knowledge of human nature rivalled by few in the world's literature.

Solness' relation to his home and to his art becomes dramatic the moment he is brought face to face with youth with the new generation of his rivals and successors represented by Ragnar Brovik, and with the same generation as it meets him in the shape of the girl Hilda, captivating, inspiriting and terrifying in her ruthless sincerity, her enthusiasm, and the uncompromising demand that he shall fulfil his early promise and live up to all that is highest and best in him,—to his *own* youth.

Henrik Ibsen had been strongly impressed by his meeting with the new generation on his return to Norway in 1891. In imagination he had already met Hilda. As a half-grown girl she had appeared in his preceding drama, *The Lady from the Sea* ; but he knew her better now, and in *The Master Builder* she is no longer the lightly sketched subordinate character, but the dominating force in the action. It is significant that each Act closes with one of her speeches, and the scene where she demands "The kingdom on the table !" is one of the climaxes of the play. Hilda's favourite word is "thrilling", a word which may be applied to herself, for her complex nature gives us constant surprises in every scene and keeps us in a constant thrill of excitement. She strikes Norwegians as being a living

INTRODUCTION

THE MASTER BUILDER.

"Bygmester Solness" *The Master Builder*, which appeared on December 12, 1892, was the first play that Henrik Ibsen wrote after his return to Norway. For twenty-seven years—from his thirty-sixth to his sixty-third year—he had lived abroad, and now when he came home the memories of his youth sprang to life; but at the same time he felt that during his exile he had become an old man. He had been so deeply engrossed in his literary production that he had suffered life to pass him by. So *The Master Builder* became a drama of the artistic egoism that kills the joy of life; of a man who is beginning to grow old and who looks at youth with a mixture of fear and admiration.

The poetic drama *Brand*, composed in 1865, the year after Ibsen tore himself away from his country, is concerned with a man who sacrificed all he loved for an idea, a call,—and who won the martyr's crown. *The Master Builder* is a kind of answer to *Brand*, twenty-seven years later; perhaps we should rather term it a question: Was it right to have acted in that way, or is it wrong of a man to renounce life's happiness in order to comply with the demands of an idea, a call? Henrik Ibsen's four last plays, from *The Master Builder* to *When we Dead Awaken*, may all be seen as personal, dramatized confessions treating of this age-long conflict between art and life, a call and human happiness, duty and desire. In the first and the last of them we hear it as an undertone expressing the dramatist's wistful longing for the happiness he missed because the call won, with its imperative "All or nothing."

When the title character in *The Master Builder* speaks of his art, much that is said is no less appropriate to the author's than to the builder's art; it came natural.

انجمن کی چند تازہ ترین مطبوعات

حیاتِ جاوید

مولانا حالی مرحوم نے اس قابل قدر تصنیف میں سرسید احمد خاں مرحوم کے حالات نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں۔ زبان و مضمون کے لحاظ سے یہ کتاب اُردو زبان کی بےنظیر تصنیف ہے اب کہیں نہیں ملتی۔ اس لیے انجمن ترقی اُردو (ہند) نے اب اسے اپنے اہتمام سے شایع کیا ہے۔ اس اڈیشن میں سرسید کے علاوہ مولانا حالی کی تصویر بھی دی گئی ہے قیمت مجلد پانچ رُپے آٹھ آنے۔

تاریخ ادبیاتِ ایران در عہدِ جدید

پروفیسر براؤن مرحوم کی شہرۂ آفاق کتاب Literary History of Persia کی چوتھی جلد کا ترجمہ ہے جس میں سنہ ۱۵۰۰ء سے لے کر سنہ ۱۹۲۴ء تک ایران کی تاریخ ادبیات کا حال شرح و بسط کے ساتھ دیا گیا ہے فارسی زبان کے متعلق تحقیقی کام کرنے والوں اور فارسی ادب کے طلبہ کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ حجم تقریباً سات سو صفحے قیمت مجلد چار رُپے آٹھ آنے غیر مجلد چار رُپے۔

حکایاتِ رومی (حصہ اوّل)

مولانا رومیؒ کی مثنوی شریف میں حکایات، محاضرات اور مطائبات کے پیرایے میں اخلاق و نفسیات کے باریک مسائل کو نہایت عمدگی سے سمجھایا گیا ہے۔ انجمن ترقی اُردو نے ان حکایات کا انتخاب بڑے اہتمام سے اُردو میں ترجمہ کرایا ہے اور زبان نہایت سلیس اور شگفتہ رکھی گئی ہے تاکہ بچے اور معمولی خواندہ لوگ بھی ان کہانیوں کو شوق سے پڑھیں اور حضرت مولاناؒ کے روحانی فیوض سے مستفیض ہوں۔ یہ کتاب دو قسم کے کاغذ پر چھاپی گئی ہے قیمت مجلد (معمولی کاغذ) ۱۲ر عمدہ کاغذ ۱علہ/ غیر مجلد (معمولی کاغذ) ۹ر عمدہ کاغذ ۱۲ر

شکنتلا

یہ کالی داس کی وہ تصنیف ہے جس کا ترجمہ دنیا کی تمام شائستہ زبانوں میں ہو چکا ہے اُردو میں بھی اس کا وجود ہے لیکن مسخ صورت میں۔ اب پہلی بار راست سنسکرت سے سید اختر حسین صاحب رائے پوری نے اُردو میں ترجمہ کیا ہے اور اس امر کا التزام کیا گیا ہے کہ کالیداس کی خوبیاں برقرار رکھی جائیں حجم ۱۴۰ صفحات قیمت مجلد عہ/ غیر مجلد ۱علہ/

پیامِ شباب

یعنی بنگال کے نامور انقلابی شاعر قاضی نذرالاسلام کی بنگالی نظموں کے ترجمے اشتراکیت کے اس علمبردار کا کلام ایسی انقلابی نظموں سے پاک ہے جن میں خیالی خوش ہو اس کا ہر جملہ راہ دار زندگی کی کج روی کے لیے تازیانۂ عبرت ہے اس انقلابی شاعر کے کلام کا جو دو مرتبہ شعر و سخن میں اپنی آزادی کے باعث قید و بند کے مصائب بھی برداشت کر چکا ہے یہ اُردو ترجمہ پڑھنے کے قابل ہے قیمت مجلد قسم اوّل عہ/ قسم دوم ۱۴ر غیر مجلد قسم اول ۱۲ر قسم دوم ۱۰ر